بل ایمی

ناول

موپاسان

ڈاکٹر محمد احسن فاروقی

سیّد اینڈ سیّد کراچی

ڈاکٹر احسن فاروقی کا نام محتاجِ تعارف نہیں ہے - ہر وہ شخص جسے اردو ادب سے ذرا سا بھی لگاو ہے ڈاکٹر صاحب کی فنکارانہ صلاحیتوں کا معترف ہوگا -

ڈاکٹر صاحب لکھنئو میں پیدا ہوئے - فلسفہ اور انگریزی مین ایم اے کی ڈگری لی اور بعد میں انگریزی ادب میں ڈاکٹریٹ حاصل کی - یہ وہ زمانہ تھا جب متحدہ ھندوستان میں پی ایچ ڈی کی سند رکھنے والے انگلیوں پر گنے جاسکتے تھے - تعلیم سے فارغ ھونے کے بعد ڈاکٹر صاحب عرصہ تک لکھنئو کراچی اور سندھ کی یونیورسٹیوں میں انگریزی ادب کے استاد رہے اور عمر کا بیشتر حصہ تعلیمی سرگرمیوں میں صرف کیا -

یوں تو ڈاکٹر صاحب نے اردو ادب کو بیشمار شاہکار دئیے ھیں مگر ان کی سب سے بڑی

کامیابی انکا ناول "شام اودھ" ہے جسے ہندوپاک کے تنقید نگاروں نے متفقہ طور پر تکنیک کے لحاظ سے ۵۶ء کا بہترین ناول قرار دیا۔ موصوف نے افسانوں اور تنقیدی اور تحقیقاتی مضامین کے ساتھ ساتھ "رہ ورسم آشنائی" "آبلہ دل کا" "کف دست میدان" اور "صبح بنارس" جیسے شہرہ آفاق ناول بھی تخلیق کئے ہیں اور اب ان کا جدید ترین ادبی کارنامہ "بل ایمی" آپکے ہاتھوں میں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ "بل ایمی" کو عام اردو ترجموں سے بلا شبہ بالاتر پائیں گے۔ موپاساں اور احسن فاروقی کی فنکارانہ صلاحیتوں کے اس حسین امتزاج کو ہم فخریہ طور پر آپکی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔

بلائی

—— ایک ناول

بل امی

موپاساں

(ڈاکٹر) محمد احسن فاروقی

طبع اوّل ... ... اکتوبر سنہ ۶۰ء

طابع ... ... مشہور پریس کراچی

قیمت ... ... دو روپے

... (لائبریری ایڈیشن) ... تین روپے

کتابت

ادارہ ایوانِ کتابت مارٹن روڈ ـــــ کراچی

ناشر

سبک اینڈ سبک

ٹمپل روڈ

کراچی ۱

ہنری رینی البرٹ گئے دی موپاساں کو جس طرح ہم میں سے اکثر صرف موپاساں کے نام سے جانتے ہیں اسی طرح بہت کم لوگ ایسے ہیں جو موپاساں کو ایک عظیم افسانہ نگار کے علاوہ ایک صاحب طرز ناول نگار کی حیثیت سے بھی جانتے ہوں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ موپاساں بنیادی طور پر افسانہ نگار ہے اور اس کے افسانے ہی واقعتاً اس کی عظمت اور شہرت کا باعث ہیں لیکن یہ بالکل ایسا ہی اتفاق ہے جیسا کہ ہمارے یہاں غالب کے ساتھ ہوا ——— غالب کی شہرت کا سبب اس کا اُردو دیوان ہے حالانکہ اس کا فارسی کا کلام اس کی اُردو شاعری سے کہیں ہمہ گیر اور آفاقی ہے ——— یہی برتری موپاساں کے ناولوں کو اس کے افسانوں کے مقابلہ میں حاصل ہے یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس نے مجھے زیر نظر ناول کے ترجمہ پر اکسایا اور مجھے یقین ہے کہ آپ بھی "بل امی" پڑھنے کے بعد اپنے دل میں موپاساں کے لئے زیادہ وقعت زیادہ عظمت محسوس کریں گے۔

ناول کے ترجمہ کے سلسلہ میں میں دو باتوں کی طرف بطور خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پہلی یہ کہ اگرچہ ترجمہ آزاد نہیں ہے تاہم میں نے اُردو کے مزاج اور موجودہ

ادبی رجحانات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس بات کی کوشش کی ہے کہ ترجمہ میں وہ اکھڑا اکھڑا پن محسوس نہ ہو جو باوجود انتہائی رواں ترجمہ کے بھی اکثر ناولوں میں باقی رہ جاتا ہے اور اس کی وجہ محض یہ ہوتی ہے کہ مترجم بدیسی ادب کو اپنی زبان میں منتقل کرتے ہوئے اپنی زبان کے مخصوص مزاج کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں ــــــ میں نے اس سے احتراز کرنے کی کوشش کی ہے!
دوسری بات یہ کہ میں نے اکثر ناموں کو قارئین کی آسانی کے پیشِ نظر مخفف کر دیا ہے مثال کے طور پر مادام دی ماریلی کو صرف ماریلی، نار برٹ دی وارین کو صرف نار برٹ اور لادی فرانسائی کو صرف فرانسائی رہنے دیا ہے اور اس سلسلہ میں بھی میرا مقصد یہی تھا کہ عبارت کی روانی بے ہنگم اور غیر مانوس ناموں کی وجہ سے مجروح نہ ہو۔

ناول کے موضوع پلاٹ اور انداز بیان کے بارے میں مجھے کچھ نہیں کہنا ہے کیونکہ یہ مجھ سے زیادہ آپ کے سمجھنے کی چیز ہے اور پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موپاساں اس "ادبی وکالت" سے بالاتر ہے۔

(ڈاکٹر) محمد احسن فاروقی

کراچی
یکم اکتوبر ۶۰ء

بل ایمی

جارج جیں دورائے ریستوران کے کیشیئر سے پانچ فرانک کے نوٹ کی باقی ماندہ رقم لے کر باہر نکلا۔

وہ خاصہ وجیہہ آدمی تھا۔ فوج میں رہنے سے اس میں ایک شان آ گئی تھی۔ اس نے اپنے جسم کو اکڑایا سپاہیانہ انداز سے مونچھوں پر تاؤ دیا اور ایک نظر ان لوگوں پر ڈالی جو اب بھی میزوں کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کی نگاہ ان جوان اور خوبصورت نظر بازوں کی سی تھی جو عورتوں کو اپنی جانب ملتفت کر لیتے ہیں —— تین عورتیں اس کی طرف متوجہ تھیں۔ ان میں سے ایک موسیقی کی استانی تھی جس کی عمر کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ اس کے کپڑے ملگجے اور ٹوپی خاک آلودہ تھی۔ بقیہ دو عورتیں شادی شدہ تھیں اور اپنے شوہروں کے ساتھ تھیں۔ یہ تینوں اس ریستوران میں بہت دکھائی دیتی تھیں۔

باہر آ کر وہ تھوڑی دیر چبوترے پر کھڑا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرے ۔ جون

کی ۲۸ر تاریخ تھی اور اس کی جیب میں کُل تین فرانک اور چالیس سیوس تھے جن کو اسے مہینہ کے اختتام تک چلانا تھا۔ اتنے پیسوں میں وہ صرف دو مرتبہ دن کا کھانا کھا سکتا تھا یا صرف دو مرتبہ رات کا کھانا ——— وہ سوچنے لگا کہ دوپہر کے کھانے کی قیمت بائیس سیوس تھی ڈنر یا لنچ کی قیمت تیس سیوس تھی اگر وہ صرف دوپہر کی خوراک پر اکتفا کرے تو اس کے پاس ایک فرانک اور بیس سنتائم بچ جائیں گے۔ اور اتنے داموں میں وہ دو دفعہ روٹی اور شراب خرید سکے گا شام کے وقت اسے یہی غذا مرغوب تھی ——— یہ سوچتا ہوا وہ نوتردام دی لوریت کی سڑک پر آگیا۔

وہ سپاہیوں کی طرح چل رہا تھا۔ اس کا سینہ ابھرا ہوا تھا اور ٹانگوں کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی گھوڑے سے اترا ہے۔ سڑک پر وہ بھیڑ کو ہٹاتا ہوا چل رہا تھا۔ اس کے سر پر ایک پرانی وضع کا ہیٹ تھا جو ترچھا رکھا ہوا تھا، وہ فٹ پاتھ پر اس طرح چل رہا تھا کہ اس کی ایڑیوں کی آواز ابھر رہی تھی ——— اس کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ راہ گیروں، مکانوں بلکہ پورے شہر سے لڑنے کو تیار ہو ———

اس کا سوٹ تو محض ساٹھ فرانک کا تھا لیکن اس کے انداز سے سطحی مگر نمایاں نفاست ٹپکتی تھی۔ وہ قد آور اور خوش رنگ انسان تھا۔ اس کے بال ہلکے سرخ تھے اس کی تنی ہوئی مونچھیں ہونٹوں پر جھکتی معلوم ہوتی تھیں اس کی نیلی آنکھوں کی پتلیاں بہت چھوٹی تھیں اس کے بالوں میں ایک قدرتی لہر تھی اور مانگ بیچ میں سے نکلی ہوئی تھی ——— وہ عام ناولوں کے بدمعاش ہیروؤں کی طرح تھا!

آج کی شام پیرس کی ان شاموں میں سے تھی جب ہوا بے انتہا کم ہوتی ہے شہر چولھے کی طرح گرم تھا اور بھبکے اور اندھیرے میں پسیج رہا تھا، نالیوں میں سے بدبو اٹھ رہی

گئی اور باورچی خانوں سے مصالحوں اور پلیٹوں کے دھوون کی بو آرہی تھی —— گھروں کے محافظ بید کے مونڈھوں پر خالی قمیض پہنے بیٹھے پائپ پی رہے تھے۔ راہ گیر ٹوپی ہاتھ میں لئے ننگے سر پریشان حال چلے جا رہے تھے۔

بٹ نے پارک پہونچ کر وہ ٹھیر گیا اور سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا تھا؟ اس کا جی چاہا کہ سلیسٹی اور بولون کی سڑک کی طرف جائے اور درختوں کے نیچے ٹھنڈی ہوا کھائے۔ مگر اس کے دل کو ایک خواہش بے قرار کئے ہوئے تھی —— یہ عشق بازی کی خواہش تھی! اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ خواہش کیسے پوری ہوگی جو اسے تین ماہ سے ستا رہی تھی —— اکثر اسے اپنی وجاہت کی بنا پر کہیں کہیں کچھ آنکھ لڑانے کا موقعہ ملا تھا مگر وہ کچھ زیادہ چاہتا تھا اور زیادہ بہتر عشق کی امید رکھتا تھا۔

اس کے دل میں آگ لگی ہوئی تھی مگر جیب خالی تھی۔ سڑک پر لڑکیاں اس سے مس ہو کر گزرتیں تو دل کی آگ بھڑک اٹھتی۔ اکثر لڑکیاں سڑک کے کنارے کھڑی ہو کر کہتیں —— ”حسین لڑکے تم میرے پاس آجاؤ“ —— مگر اس کا جی نہ چاہتا کیونکہ اس کے پاس زر نہیں تھا۔ اس کے علاوہ اس کا دل کچھ اور چاہتا تھا —— اس عامیانہ عشق سے بلند تر عشق! —— لیکن پھر بھی جن قہوہ خانوں، ناچ گھروں اور سڑکوں پر یہ لڑکیاں جمع ہوتیں وہاں وہ ضرور جاتا۔ ان کے بازو سے بازو ملاتا ان سے محبت کی باتیں کرتا ان کے جسم پر لگی ہوئی سستی خوشبوئیں سونگھتا اور ان کے جسم سے جسم مس کرتا —— آخر کار وہ عورتیں ہی تھیں عشق کے قابل عورتیں —— وہ انہیں شادی شدہ مردوں کی سی نفرت سے نہیں دیکھتا تھا۔ وہ میڈلین کی طرف اس بھیڑ کے ساتھ چلا جو سخت گرمی سے پریشان آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ بڑے قہوہ خانے باہر تک بھرے ہوئے تھے۔ چمکتی ہوئی کھڑکیوں کے پاس لوگ دکھائی دے رہے تھے۔ چھوٹی میزوں پر

شراب سے لبریز گلاس رکھے ہوئے تھے ـــــ لال پیلی بادامی سبز، ہر رنگ کی شراب تھی! پانی کی بوتلوں کے اندر برف کے ٹکڑے چمک رہے تھے اور شفاف پانی کو سرد کر رہے تھے۔

دورائے آہستہ آہستہ چلا جارہا تھا اور اس کا حلق پیاس سے خشک ہوگیا تھا۔

گرمی کی رات کی پیاس اسے ستا رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ٹھنڈی بیئر منھ میں آکر کتنی خوشگوار معلوم ہوتی ہے لیکن اگر وہ دو گلاس پی لیتا تو کل شام کے کھانے کے لیے رقم نہ بچتی، آخر مہینہ پر بھوکا رہنے سے وہ خوب واقف تھا!

"مجھے دس بجے تک انتظار کرنا چاہیئے۔" اس نے سوچا ـــــ اور پھر میں امریکائن میں جا کر بیئر پیوں گا۔ مگر اُف وہ میں کس قدر پیاسا ہوں!" اس نے ان لوگوں کو دیکھا جو مزے لے لے کر شراب پی رہے تھے۔ یہ لوگ جی بھر کے تشنگی بجھا سکتے تھے ـــــ قہوہ خانوں کے پاس سے وہ اکڑتا ہوا گزر گیا، وہ لوگوں کے لباس اور صورت سے یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ کس کے پاس کتنا زر ہے ان لوگوں کا خیال کر کے اسے غصہ آگیا۔ ان لوگوں کی جیبوں میں ہاتھ ڈالا جاتا تو سونے اور چاندی کے سکے نکلتے۔ ہر شخص کے پاس کم از کم دو سونے کے سکے ضرور تھے اور ہر قہوہ خانہ میں کم و بیش سو افراد موجود تھے۔ اگر ان میں سے ہر ایک کی رقم کو سو سے ضرب دیدیا جائے تو چار ہزار فرانک ہوئے۔

"سوّر لوگ" ـــــ اس نے زیر لب کہا اور ان کے قریب سے گزر گیا۔ اگر ان میں سے کوئی اسے کسی اندھیرے کونے میں مل جاتا تو وہ بلا کسی احساس کے اس کی گردن کاٹ ڈالتا بالکل اسی طرح جیسے وہ دورانِ جنگ دیہاتیوں کی مرغیوں کی گردن اڑا دیتا تھا۔

پھر اسے افریقہ میں اپنی دو سالہ فوجی زندگی کے دن یاد آئے۔ وہ عرب بدو کے حملوں سے بستیوں کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اسے وہ واقعہ یاد آیا جب

الآن قبیلہ کے تین افراد مارے گئے تھے اور وہ اور اس کے ساتھی بیس مرغیاں دو بھیڑیں اور سونا لائے تھے اور چھ مہینے اس واقعہ پر ہنستے رہے تھے۔ ملزم صاف بچ گئے تھے کیونکہ ان کی تلاش ہی نہیں کی گئی۔ آخر عرب سپاہیوں کا شکار ہی تو سمجھے جاتے تھے۔

مگر یہاں پیرس میں حالات مختلف تھے۔ یہاں یہ ممکن نہیں تھا کہ تلوار کمر سے باندھ کر ریوالور ہاتھ میں لے کر اور قانون سے بے پرواہ ہو کر زبردستی کی جا سکے اس کے دل میں وہی سپاہیانہ جوش تھا۔ ریگستان کی زندگی یاد کر کے اسے افسوس ہوا کہ کاش وہ وہیں رہ جاتا... مگر وہاں سے واپسی پر اسے بڑی امیدیں تھیں ــــ اور اب یہاں آ کر زندگی عذاب معلوم ہو رہی تھی

اس نے منہ میں اپنی زبان پھرائی تاکہ تشنگی کا احساس بڑھ جائے۔

انسانوں کے سیل عظیم کو آہستہ آہستہ بڑھتے دیکھ کر وہ سوچنے لگا ' عجیب لوگ ہیں!۔ ان میں سے ہر احمق کی جیب میں رقمیں تھیں۔ وہ گنگناتا ہوا اور لوگوں کو دھکے دیتا ہوا آگے بڑھا۔ کچھ لوگ دھکے کھا کر بڑبڑائے بھی مگر عورتیں یہی کہتی سنائی دیں ـــ "ہائے کیسا خوبصورت نوجوان ہے!"

وہ واڈویل تھیٹر کے پاس سے گزر کر کیفے امریکائن کے باہر ٹھہر گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اندر جا کر بیئر پی لے اسے شدت سے پیاس لگی تھی۔ فیصلہ کرنے سے پہلے اس نے گھنٹہ گھر کو دیکھا جو سڑک کے بیچ میں تھا ـــ سوا نو بجے تھے۔ اور وہ جانتا تھا کہ بیئر کا گلاس وہ ایک ہی سانس میں پی جائے گا۔ اور پھر گیارہ بجے تک وہ کیا کرے گا؟

وہ چل دیا۔ اس نے اپنے دل میں کہا ـــ "میں میڈلین تک جاؤں گا اور پھر ٹہلتا ہوا واپس آ جاؤں گا۔"

جب وہ اوپیرا کے کنارے پہونچا تو اسے ایک صحت مند نوجوان نظر پڑا۔ اسے خیال آیا

کہ اس نے اسے کہیں دیکھا تھا۔

دورائے نے اس کا پیچھا کیا۔ وہ اپنے حافظہ پر زور دے رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا۔ "میں اس سے کہاں ملا تھا؟" اس نے اپنے ذہن پر بہت زور دیا مگر اسے یاد نہ آیا۔ پھر اس کے حافظہ میں ایک دم سے اس شخص کی یاد تازہ ہو گئی جبکہ وہ زیادہ لاغر تھا اور فوج میں ملازم تھا

"ارے یہ فوریسٹر ہے" اس نے کہا اور بڑھ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

اس نے مڑ کر دیکھا اور بولا "آپ کا مقصد جناب؟"

دورائے ہنسا ——— "تم نے مجھے پہچانا نہیں؟"

"نہیں۔"

"جارجیس دورائے ——— چھٹی فوج"

فوریسٹر نے بازو پھیلا دیئے ——— "ارے یار تم ... کہو کیسے ہو؟"

"اچھا ہوں ——— تم کہو"

"میں ٹھیک نہیں ہوں ——— میرا سینہ کمزور ہے، تم جانتے ہو یہ برا مرض ہے، سال میں چھ مہینہ کھانسی رہتی ہے... بوگیوال میں مجھے برانکائٹس ہو گئی تھی نا ——— اسی سال میں پیرس واپس آیا اب چار سال ہو گئے ہیں۔"

"اچھا ——— مگر تم تو خاصے تندرست نظر آتے ہو۔"

فوریسٹر نے اپنے پرانے ساتھی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور اس سے اپنی بیماری کی باتیں کرنے لگا۔ اس نے معالجین کے نام بتائے ان کے مشوروں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اس کے لئے ان مشوروں پر چلنا مشکل ہے۔ اسے سردی میں جنوب کی طرف جانے کے لئے کہا گیا تھا مگر یہ کیسے ممکن تھا اس کی شادی ہو چکی تھی اور وہ بڑی اچھی تنخواہ پر ایک اخبار میں ملازم تھا۔

"میں روزنامہ فرانسائی میں سیاسیات کے شعبہ کا صدر ہوں، اسکو کے لئے سینٹ کی بابت لکھتا ہوں کبھی کبھی لاپلانیت کا ادبی کالم بھی لکھ لیتا ہوں... میں نے کافی ترقی کر لی ہے۔"

دورائے نے اسے تعجب سے دیکھا وہ بہت بدل گیا تھا اور پہلے سے بہتر ہو گیا تھا۔ اب اس میں ایک شان آگئی تھی۔ وہ تہذیب یافتہ معلوم ہوتا تھا اس کے لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خوددار اور مطمئن ہے اس کے جسم سے اندازہ ہوتا تھا کہ اسے کھانے کو خوب مل رہا ہے پہلے وہ دبلا پتلا اور ادل جلول آدمی تھا۔ کھاتا بہت تھا شور کرتا تھا اور زندگی سے بھرپور تھا۔ تین برس پیرس میں رہنے سے وہ بدل گیا تھا۔ وہ سنجیدہ ہو گیا تھا اس کی کنپٹیوں پر سفید بال نظر آرہے تھے حالانکہ وہ ستائیس برس سے زیادہ نہ تھا۔

"تم کہاں جا رہے تھے؟" فورسٹیر نے پوچھا۔

"کہیں نہیں" دورائے نے کہا۔ "گھر جانے سے پہلے ٹہل رہا تھا۔"

"اچھا تو پھر میرے ساتھ فرانسائی کے دفتر چلو —— مجھے پروف صحیح کرنا ہے۔ پھر ہم دونوں ساتھ بیئر پئیں گے۔"

"چلو"

دونوں ساتھ ساتھ اس طرح چلے جیسے ایک ساتھ پڑھے ہوئے دو فوجی دوست چلتے ہیں۔

"پیرس میں تم کیا کر رہے ہو؟" فورسٹیر نے پوچھا۔

دورائے نے شانے ہلائے "بھوکوں مر رہا ہوں۔ فوج کی ملازمت ختم ہو جانے پر یہاں آیا تاکہ قسمت آزماؤں یا پیرس میں رہ کر دیکھوں۔ اب چھ ماہ سے فرد و لو ردمیں پندرہ سو (۱۵۰۰) فرانک سالانہ پر ملازم ہوں۔"

"یا خدا..... یہ تو کوئی اچھی ملازمت نہیں ہے" فورسیٹر نے دبی زبان سے کہا۔

"ٹھیک کہتے ہو مگر میں ترقی کیسے کروں..... میں اکیلا ہوں میں کسی کو نہیں جانتا کسی سے سفارش نہیں کرا سکتا، میرے ارادے تو بلند ہیں مگر ذرائع بالکل محدود ہیں"

اس کے ساتھی نے اسے سر سے پیر تک دیکھا ــــ "معاملہ یہ ہے بھائی کہ پیرس میں ہر چیز موقعہ پر منحصر ہے... معمولی ذہن کے لوگ صدر شعبہ کیا وزیر ہو جاتے ہیں..... اور تمہیں ایک کلرکی کے سوا کچھ نہ مل سکا؟"

"میں نے بہتیری کوشش کی" دورائے نے کہا۔ "مگر مجھے کچھ نہ ملا، مگر اب کچھ امید ہو چلی ہے مجھے پیلیرین کے سواری کے اسکول میں سواری کے استاد کی جگہ مل رہی ہے ــــ وہاں مجھے کم از کم تین ہزار فرانک ملیں گے۔"

فورسیٹر ایک دم رک گیا اور کہنے لگا ــــ "یہ ملازمت نہ کرو۔ یہ حماقت ہو گی چاہے تمہیں دس ہزار فرانک کیوں نہ ملیں۔ تمہارا مستقبل ختم ہو جائے گا، اپنے دفتر میں تم سب سے پیچھے رہو گے ــــ تمہیں کوئی نہیں جانتا اگر تم ہوشیار ہو تو نکل کر اپنا راستہ بنا سکتے ہو مگر سواری سکھانے والے استاد ہو کر ختم ہو جاؤ گے۔ یہ تو بالکل ایسا ہی ہے کہ کسی اچھے ہوٹل میں ہیڈ بیرے ہو جاؤ ــــ اگر تم دنیا والوں کو سبق پڑھانے لگے تو پھر وہ تمہیں اپنے برابر نہ سمجھیں گے۔"

وہ رکا، پھر ٹھہر کر پوچھنے لگا ــــ "تمہارے پاس اسکول لیونگ سرٹیفکیٹ ہے؟"

"نہیں ــــ میں دو مرتبہ فیل ہوا تھا۔"

"کوئی بات نہیں ــــ اگر لوگ سیسرو یا بیٹرس کی بابت کچھ کہیں تو تم سمجھ لوگے؟"

"خوب اچھی طرح۔"

"ٹھیک ہے..... ہر شخص عقلمند ہوتا ہے سوائے چند احمقوں کے جو آگے بڑھنا نہیں جانتے

پڑھا لکھا اور ذہین بننا مشکل نہیں ہے خاص بات یہ ہے کہ کوئی پکڑ نہ سکے، لوگوں کو گھیرو، مشکل پر قابو پاؤ ـــــ زخموں کو ہٹاؤ، اپنے حریف کو لغت کے ذریعہ چت کردو ـــــ زیادہ تر لوگ احمق اور الو ہیں" وہ اس طرح بات کر رہا تھا جیسے اسے زندگی کا بڑا تجربہ تھا۔ وہ گزرنے والوں کو دیکھ کر ہنس رہا تھا پھر وہ کھانسنے لگا اور ٹھہر گیا۔ حتیٰ کہ دورہ ختم ہو گیا پھر مایوسانہ انداز سے اس نے کہا "بڑا پریشان ہوں کاش میں اس برانکائٹس سے نجات پا جاتا، مجھے سردیوں میں صحت کی خاطر منٹون جانا ہی پڑے گا مجھے افسوس ہے۔ مگر صحت بہرحال مقدم ہے۔"

بولیوارڈ میں وہ ایک دروازہ کے پاس پہونچے جس پر ایک اخبار چپکا ہوا تھا اور تین آدمی کھڑے اسے پڑھ رہے تھے ـــــ دروازے پر چمکدار حروف میں لکھا ہوا تھا ـــــ "روزنامہ فرانسائی!"

فورسٹیر نے دروازے کو دھکا دے کر کھولا ـــــ "اندر چلو" اس نے کہا۔ دورائے اندر گیا ایک خوشنما مگر گندے زینہ پر جو سڑک کے مقابل تھا چڑھا ایک چھوٹے کمرے سے گزرا جہاں دو چپراسیوں نے اس کے ساتھی کو سلام کیا پھر وہ ایک قسم کے ویٹنگ روم میں رک گیا یہ تاریک اور خاک آلود تھا۔ اس میں سبز رنگ کے نقلی مخمل کے پردے پڑے تھے جن پر دھبے لگے ہوئے تھے اور جو اس طرح سے پھٹے ہوئے تھے جیسے چوہے انہیں کاٹتے رہے ہوں۔

"بیٹھو" فورسٹیر نے کہا "میں پانچ منٹ میں آتا ہوں" ـــــ اور وہ اس کمرے کے تین دروازوں میں سے ایک میں غائب ہو گیا۔

اس کمرہ میں عجیب قسم کی بو پھیلی ہوئی تھی جسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا، یہ اخباری دفاتر کی مخصوص بو تھی ـــــ دروازوں میں سے لوگ برابر آ جا رہے تھے کچھ لوگ بالکل جوان تھے اور مصروف معلوم ہوتے تھے وہ جلدی سے گزر جاتے اور ان کے ہاتھوں میں دبے ہوئے کاغذ ہوا میں پھڑپھڑاتے ہوتے۔ کبھی کبھی کمپوزیٹر گزرتے جن کے ہاتھوں میں لمبے لمبے چھپے ہوئے کاغذ ہوتے یہ گیلے پروف

کے کاغذ تھے۔ کبھی ایک پستہ قد آدمی گزرتا یہ ضرورت سے زیادہ اچھے کپڑے پہنے ہوتا، اس کا لمبا کوٹ کمر پر غیر ضروری حد تک تنگ ہوتا، اس کی ٹانگیں پتلون میں ضرورت سے زیادہ نمایاں دکھائی دیتیں، اس کے جوتے کی ٹو بے حد نوکیلی ہوتی۔ یہ سوسائٹی رپورٹر ہوتا جو شام کی باتوں کی خبریں لایا کرتا ہے ـــــ اور لوگ آئے۔ سنجیدہ اور اہم نظر آنے والے لوگ ـــــ جو چوڑے کالر کے اونچے کوٹ پہنے ہوتے جو انہیں دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتے تھے۔

پھر فورسٹیر واپس آیا۔ وہ ایک تیس چالیس سال کے منحنی اور طویل القامت آدمی کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ یہ شخص سیاہ کوٹ اور سفید ٹائی میں ملبوس تھا، اس کے بال کالے تھے، اس کی نوکیلی مونچھوں میں موم لگا ہوا تھا ـــــ وہ مغرور اور خود پسند معلوم ہوتا تھا۔

"خدا حافظ دوست" فورسٹیر نے کہا۔

لمبے آدمی نے ہاتھ ملایا "خدا حافظ" ـــــ اور اپنی چھڑی کو بغل میں دبائے ہوئے وہ زینہ سے اتر گیا۔

"یہ کون ہے؟" دورائے نے پوچھا۔

"جیکس راول ـــــ مشہور مقالہ نویس اور ڈوئل لڑنے والا۔ وہ اپنے پروف صحیح کر رہا تھا۔ گارن۔ مونٹل اور یہ۔ تین بہترین مزاح نگار ہیں، اس کی تنخواہ تیس ہزار سالانہ ہے اور اسے دو مضمون فی ہفتہ لکھنا پڑتے ہیں۔"

جب وہ باہر آرہے تھے تو انہیں ایک گول مٹول اور پستہ قد شخص ملا جس کے بال لمبے تھے اور خراب کٹے ہوئے تھے ـــــ اور جو زینوں پر ہانپتا ہوا چڑھ رہا تھا۔ فورسٹیر اس کے سامنے کافی حد تک جھکا، اور دورائے سے کہنے لگا "نوربرٹ شاعر ـــــ "ڈیڈ سنز" کا مصنف اب بھی اس کی تصانیف بہت بکتی ہیں ـــــ ہم اسے ایک کہانی کے تین سو فرانک دیتے ہیں اور

اس کی سب سے بڑی کہانی زیادہ سے زیادہ دو سو سطروں کی ہوتی ہے ـــــ "آؤ" نیاپولیٹائن چلیں، مجھے بڑی پیاس لگی ہے۔"

وہاں پہونچ کر میز پر بیٹھتے ہی فوریسٹر نے کہا ـــــ "دو گلاس ۔" اور گلاس آتے ہی ایک گھونٹ میں پی گیا۔ دورائے دھیرے دھیرے چاٹ چاٹ کر پیتا رہا جیسے کوئی بڑی قیمتی چیز پی رہا تھا۔

اس کا ساتھی خاموش اور متفکر تھا، پھر وہ ایک دم سے بولا ـــــ "تم صحافت میں کیوں نہیں آجاتے؟"

دورائے چونک کر اسے دیکھنے لگا ـــــ "بھئی بات یہ ہے کہ میں نے کبھی کوئی چیز نہیں لکھی۔"

"اماں جاؤ بھی ـــــ ہر شخص کوشش کر سکتا ہے۔ میں تمہیں کام دے سکتا ہوں۔ تم میرے بجائے خبروں کی تلاش میں جا سکتے ہو، لوگوں سے ملو اور سوالات کرو۔ شروع شروع میں تمہیں دو سو پچاس فرانک اور گاڑی کا کرایہ ملے گا ـــــ کہو تو میں ایڈیٹر سے تمہاری بابت بات چیت کروں؟"

"ہاں۔ ہاں ضرور۔"

"اچھا تو ایسا کرو کہ کل میرے ساتھ رات کا کھانا کھاؤ۔ میں نے پانچ چھ لوگوں کو مدعو کیا ہے۔ ایڈیٹر موسیو والٹر اور ان کی بیوی، جیکیس راڈل اور نار برٹ جسے تم نے ابھی دیکھا تھا، اور مادام فوریسٹر کی ایک عدد سہیلی ـــــ ٹھیک ہے؟"

دورائے ہچکچایا پھر پریشانی کے ساتھ شرمانے لگا۔ آخر کار اس نے کہا ـــــ "بات یہ ہے... میرے پاس مناسب کپڑے نہیں ہیں۔"

فورسیٹر متعجب ہوا ــــ "شام کے کپڑے نہیں ہیں! اچھا مگر وہ تو ضروری ہیں، پیرس میں خواہ بستر نہ ہو مگر شام کا سوٹ ہونا چاہئے۔"

اس نے اپنی واسکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ سونے کے کچھ سکے نکالے۔ چند الگ کرکے اپنے ساتھی کے سامنے رکھے اور انتہائی دوستانہ انداز سے کہا۔ "جب تمہارے پاس ہوں ادا کر دینا ــــ کپڑے کرائے پر لے لو یا قسط پر، جو ترکیب سمجھ میں آئے کرو مگر کل میرے گھر پر کھانا کھانے ضرور آؤ۔ ساڑھے سات بجے ۱۷ ریو فونٹن۔"

دورائے نے جھجکتے ہوئے سکے اٹھائے اور لڑکھڑاتی آواز میں بولا ــــ "چلو منظور....آؤ ایک ایک گلاس اور" ــــ اور اس نے کہا ــــ "بیرے دو گلاس۔"

جب دونوں پی چکے تو صحافی نے پوچھا ــــ "ایک گھنٹہ ٹہلنا پسند کرو گے؟"

"ضرور۔"

چنانچہ وہ میڈلٹن کی طرف چلے ــــ

"اب ہم کیا کریں؟" فورسیٹر نے پوچھا۔ "لوگ کہتے ہیں کہ پیرس میں بے کار پھرنے والے تفریح کا کوئی نہ کوئی سامان پیدا کر ہی لیتے ہیں مگر یہ سچ نہیں ہے جب میں شام کو ٹہلنے نکلتا ہوں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں جاؤں ــــ بولون میں ٹہلنا اسی وقت دلچسپ ہو سکتا ہے جب کوئی عورت ساتھ ہو اور کسی عورت کا ہر وقت ساتھ ہونا آسان نہیں ہے۔"

دورائے کچھ جواب نہ دے سکا آخر کار اس نے کہا ــــ "میں فولیس برجیر میں گیا تھا۔ جی چاہتا ہے وہاں چلوں۔"

اس کے ساتھی نے اچھل کر کہا۔ "اچھا ہم وہیں چلتے ہیں ــــ وہاں کچھ نہ کچھ دلچسپی ضرور ہوتی ہے۔"

لہٰذا وہ ریو مارٹر کی طرف چلے۔

عمارت کا روشن حصہ ان چاروں سڑکوں کو روشن کرتا تھا جو وہاں ملتی تھیں۔ گاڑیوں کی قطار تماشہ ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔

فوریسٹر اندر چلا جا رہا تھا کہ ڈرائیور نے اسے روکا "ہم ٹکٹ گھر تو بھولے ہی جا رہے ہیں۔"

اس کے ساتھی نے آواز اہم بناتے ہوئے کہا "جب میرے ساتھ ہو تو خرچہ کا خیال مت کیا کرو۔"

جب وہ دروازہ پر پہونچا تو تین ٹکٹ والے جھک گئے اور بیچ والے نے اس سے ہاتھ ملایا۔

"کوئی اچھا بکس خالی ہے؟" صحافی نے پوچھا۔

"یقیناً موسیو فوریسٹر۔"

اس نے ٹکٹ لیا۔ ایک دروازہ کو دھکا دے کر کھولا جس میں پر بھرے تھے اور چمڑا لگا تھا اور وہ دونوں اندر پہونچ گئے۔

تھیٹر میں اسٹیج سے لے کر دوسرے کنارے تک سگرٹوں کا دھواں ہلکے کہر کی طرح بھرا ہوا تھا اور فضا کو مکدر کر رہا تھا۔ سگریٹ اور سگار پینے والوں کے قریب سے دھوئیں کی باریک لکیریں اٹھ اٹھ کر چھت پر جمع ہوتیں ایک گنبد سا بنتا، جھاڑ کے چاروں طرف جو گیلری میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے اوپر تھا دھوئیں کا ایک شامیانہ سا نظر آتا ــــ چوڑے راستہ میں جو گول عمارت کو جاتا تھا اور جہاں لپی پتی لڑکیاں کالے کوٹ میں ملبوس مردوں کے ساتھ دکھائی دیتی تھیں کچھ عورتیں کھڑی انتظار کر رہی تھیں۔ قریب ہی تین دوکانیں تھیں جن پر بنچے ہوئے

اور پریشان چہروں والے لوگ کام کر رہے تھے اور شراب و عشق بیچ رہے تھے ——— فورسٹیران کے درمیان سے اس طرح گزرا جیسے کوئی اہم آدمی گزرتا ہے!

وہ ایک پروگرام بیچنے والے کے پاس پہونچ کر بولا ——— "بکس ۱۷"

"اِدھر جناب"

وہ ایک لکڑی کے کھلے ہوئے بکس میں لے گیا جس میں لال کاغذ منڈھا ہوا تھا اور ایک ہی رنگ کی چار کرسیاں اتنی قریب قریب بچھی ہوئی تھیں کہ ان کے درمیان سے گزرنا محال تھا۔ دونوں دوست بیٹھ گئے۔ ان کے دائیں بائیں ایسے ہی بے شمار بکس تھے جن پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے سر اور سینے نظر آ رہے تھے ——— اسٹیج پر ایک لمبا، ایک درمیانہ اور ایک پستہ قد ——— تین آدمی کرتب دکھا رہے تھے۔ پہلے سب سے لمبا آدمی آگے بڑھا، مسکرایا، اپنا ہاتھ آگے بڑھایا منہ پر رکھ کر چوما اور تماشائیوں کی طرف ہلایا۔ اس کے چست لباس سے جسم کی مچھلیاں نظر آ رہی تھیں، اس نے اپنا سینہ پھلایا تاکہ اس کا ابھرا ہوا پیٹ کم نظر آئے، چہرے سے وہ کسی حجام کا ساتھی معلوم ہوتا تھا کیونکہ اس نے بیچ سے مانگ نکالی تھی۔ اس نے اچک کر جھولے کو پکڑا۔ پہلے چکری کی طرح ناچ گیا۔ پھر ہوا میں بالکل سیدھا معلق ہوگیا اور اپنے ہاتھ سے جھولے کے ڈنڈے کو پکڑے ہوئے زمین کے متوازی ٹھیرا رہا ——— پھر وہ کود پڑا۔ جھکا اور مسکرایا ——— لوگوں نے تالیاں بجائیں، وہ اکڑتا ہوا الگ جا کھڑا ہوا۔

دوسرے کرتب دکھانے والے نے جو اس سے قد میں چھوٹا جسم میں تگڑا تھا یہی کھیل دکھایا تیسرے نے بھی یہی کیا۔ تماشائیوں نے تالیاں بجائیں مگر دوروائے کو یہ سب اچھا نہیں لگ رہا تھا، اس کا رخ دوسری طرف تھا اور وہ اپنے پیچھے کے اس حصہ کو دیکھ رہا تھا جس میں مرد اور لڑکیاں بھری تھیں۔

عورتوں میں سے ایک اس کے بکس پر جھک گئی ۔۔۔ اس کے بال سیاہ تھے اور جسم گدا
تھا اس کی جلد کریم کی وجہ سے بجد سفید ہو گئی تھی ۔ اس کی سیاہ آنکھوں پر سرمہ لگا تھا ۔
جو باہر تک پھیلایا گیا تھا ۔ اس کی پلکیں بنی ہوئی تھیں اور لانبی تھیں ، اس کا سینہ بے حد ابھرا
ہوا تھا اس کے دہانے کا سرخ نشان اسے کسی جانور کی طرح نمایاں کر رہا تھا مگر پھر بھی دیکھنے
والوں کے دل میں خواہش پیدا کرتا تھا ۔۔۔ اس نے اپنا سر ہلا کر اپنی ایک سہیلی کو بلایا جو
سفید بھی گداز تھی اور جس کے بال سرخ تھے ۔ اس سے اس نے زور دار آواز میں کہا تاکہ لوگ سنیں
" دیکھو ۔۔۔ یہ بڑا حسین لڑکا ہے اگر وہ مجھے دس لوئی دے تو میں اس سے نہیں نہ کروں گی "
نورڈیٹیر بھڑا اور اس نے دورائے کی ران پر ہاتھ مارا " تم ہی سے کہہ رہی ہے ۔ تم کامیاب
ہو یار ۔۔۔ مبارک باد "
دورائے شرما گیا اور اس کی انگلیوں نے غیر شعوری طور پر جیب میں دو سونے کے
سکوں کو چھوا ۔
اب پردہ گر گیا ۔ ساز بجنے لگا ۔ دورائے نے کہا " کیا رائے ہے چل کر گیلری میں ٹہلیں ؟ "
" جیسا تم کہو "
دونوں کیبن سے باہر آئے اور مجمع میں چلے ۔ دھکے کھاتے ہوئے لڑتے ہوئے دبتے ہوئے
وہ ایک جم غفیر سے گزرے اسی بھیڑ میں وہ لڑکیاں بھی ساتھ آئیں اور مردوں کی کہنیوں پیٹھوں
اور سینوں سے بچتی ہوئی نکلیں ، معلوم ہوتا تھا کہ اس بھیڑ میں وہ وہی آسانی محسوس کر رہی ہیں
جو پانی میں مچھلیاں محسوس کرتی ہیں ۔۔۔ دورائے بہت خوش خوش اس بھیڑ میں سے گزر رہا
تھا وہ شوق سے سانس لے رہا تھا ۔ تمباکو اور انسانی جسموں اور عورتوں کے کپڑوں کی ملی
جلی بو سے بھری ہوئی ہوا اسے اچھی لگ رہی تھی ، مگر نورڈیٹیر کو پسینہ آ رہا تھا وہ ہانپ رہا تھا

اور کھانسنے لگا تھا۔

"چلو باغ میں چلیں" اس نے کہا۔

وہ دونوں بائیں جانب مڑے اور ایک چھت دار باغ میں آگئے جہاں دو بڑے بھونڈے فوارے ہوا کو ٹھنڈا کر رہے تھے۔ گملوں میں لگے ہوئے درختوں کے نیچے عورتیں اور مرد جستہ کی میزوں پر بیٹھے شراب پی رہے تھے۔

"ایک پیالہ اور؟" فورسیٹر نے پوچھا

"ہاں ـــــ خواہش تو ہے۔"

دونوں بیٹھ کر لوگوں کو گزرتا ہوا دیکھنے لگا۔ کبھی کبھی کوئی عورت ٹھیر کر پوچھتی "جناب مجھے ایک گلاس پلوا دیں گے؟" اور جب فورسیٹر کہتا "ہاں فوارے سے پانی کا گلاس پلوا دوں گا" تو وہ یہ کہتی ہوئی چلی جاتی ـــــ "جاؤ احمق"

وہ سانولی اور گدازسی عورت جو ان کے جس پر جھک پڑی تھی پھر آئی۔ وہ بڑی شان کے ساتھ اپنی سرخ بالوں والی سہیلی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھی۔ درحقیقت وہ دونوں ایک بہترین جوڑا معلوم ہوتی تھیں۔ دورائے کو دیکھ کر وہ ہنسی معلوم ہوتا تھا کہ دونوں نے آنکھوں آنکھوں میں کچھ باتیں کر لیں، ایک کرسی لے کر وہ دورائے کے سامنے بیٹھی اور اپنی سہیلی کو بھی بٹھالیا۔ پھر صاف آواز میں اس نے شراب منگائی "بیرے دو گلاس لاؤ۔

فورسیٹر کو بڑا تعجب ہوا اور وہ بولا ـــــ "آپ اطمینان سے بیٹھیے۔"

"تمہارا یہ دوست ـــــ اس نے مرا دل چرا لیا ہے۔ بڑا خوبصورت لڑکا ہے، مجھے یقین ہے کہ یہ مجھے گمراہ کر دے گا۔"

دورائے شرمایا اور کچھ نہ کہہ سکا۔ اس نے اپنی مونچھوں پر تاؤ دیا اور احمقوں کیطرح

ہنسا۔

بیرا شراب لایا اور دونوں عورتیں ایک دم میں پی گئیں۔ پھر سانولی عورت نے دوستانہ انداز سے سر ہلایا دورائے کے ہاتھ کو اپنے پنکھے سے چھوا اور بولی ——" شکریہ پیارے —— تمہیں بات کرنا نہیں آتی!"

اور وہ دونوں اپنے جسم مٹکاتی چلی گئیں۔

فورسٹیر ہنسا اور بولا۔" یار تم عورتوں کے معاملہ میں بڑے کامیاب رہو گے ان کی طرف تمہیں توجہ دینی چاہئے اس سے بڑی ترقی حاصل ہو گی " وہ تھوڑی دیر رکا پھر سوچ کر بولا" ہاں عورتیں ۔۔۔۔ یہ کامیابی کی سیدھی سڑک ہیں!"

چونکہ دورائے اب بھی بیٹھا مسکرا رہا تھا اور جواب نہیں دے رہا تھا اس لئے فورسٹیر نے پوچھا ——" کیا تم ٹھیرو گے؟ میں تو گھر جاتا ہوں، بس ہو چکا"

دورائے نے کہا ——" میں کچھ دیر ٹھیروں گا —— ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی"

فورسٹیر اٹھا اور بولا ——" اچھا خدا حافظ —— کل ملیں گے۔ تم بھولو گے نہیں! —— ۱۷ ریونوئنی، ساڑھے سات بجے"

" ٹھیک —— کل ملیں گے —— شکریہ!"

دونوں نے ہاتھ ملایا اور صحافی اپنے راستے ہو لیا۔

جب وہ چلا گیا تو دورائے نے خود کو آزاد محسوس کیا۔ اس نے اپنی جیب میں پڑے ہوئے دو طلائی سکوں کو پھر چھوا —— پھر وہ اٹھا اور بھیڑ میں سے گزرنے لگا وہ آنکھیں پھاڑے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اسے وہی دونوں عورتیں دکھائی دیں دونوں ایک شان سے آدمیوں کے درمیان سے گزر رہی تھیں، وہ ان کی طرف بڑھا مگر قریب

پہونچ کر اس کی ہمت ٹوٹ گئی۔

سانولی عورت نے کہا ــــ "تمہیں اپنی زبان واپس مل گئی ؟"

"ہاں" ــــ اس نے لڑکھڑا کر کہا۔ بس یہی لفظ اس کی زبان سے نکل سکا۔ تینوں اسی جگہ ٹھہر گئے۔ ان کی وجہ سے بھیڑ رکنے لگی پھر انہیں چھوڑ کر آگے بڑھنے لگی۔ پھر ایک دم سے عورت نے پوچھا۔ "آؤ میرے ساتھ چلو گے ؟"

خواہش سے بے تاب ہوتے ہوئے اس نے بدتمیزی سے کہا "ہاں ــــ مگر میری جیب میں صرف ایک لوئی ہے !"

وہ لاپرواہی سے ہنسی ــــ "کوئی پرواہ نہیں۔"

اس نے دوراے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا ــــ جب وہ باہر نکلے تو دوراے نے سوچا کہ بقیہ بیس فرینک میں اسے آسانی سے کل شام کے لئے کپڑے کرایہ پر مل جائیں گے۔

"برائے مہربانی موسیو فورسٹیر کا کمرہ بتا دیجیے۔"

"تیسری منزل ـــــ بایاں دروازہ۔"

محافظ عورت نے جس لہجہ میں یہ الفاظ ادا کیے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ فورسٹیر کی بڑی عزت کرتی تھی۔ جورجیس دورائے زینے چڑھنے لگا۔

وہ گھبرا رہا تھا اور پریشان تھا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار عمدہ لباس پہنا تھا چنانچہ وہ متفکر تھا کہ وہ کیسا لگ رہا ہے، اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا لباس ہر اعتبار سے غیر موزوں تھا۔ اوّلاً اسے اپنا جوتا برا معلوم ہو رہا تھا جو عمدہ چمڑے کا نہیں تھا پھر اس کی قمیض بھی معمولی کپڑے کی تھی۔ مگر اس کی روزمرہ کے استعمال کی دیگر قمیضیں بے حد خراب تھیں ان میں سے سب سے بہتر قمیض بھی پہننے کے قابل نہیں تھی ـــــ اس کے پتلون کی مہری کچھ زیادہ چوڑی تھی۔ کوٹ کچھ زیادہ برا نہیں معلوم ہوتا تھا بس اس کے جسم پر ذرا سا ڈھیلا تھا۔

پہونچ کر اس کی ہمت ٹوٹ گئی۔

سانولی عورت نے کہا ——— "تمہیں اپنی زبان واپس مل گئی؟"

"ہاں" ——— اس نے لڑکھڑا کر کہا۔ بس یہی لفظ اس کی زبان سے نکل سکا۔ تینوں اسی جگہ ٹھہر گئے۔ ان کی وجہ سے بھیڑ رکنے لگی پھر انہیں چھوڑ کر آگے بڑھنے لگی۔ پھر ایک دم سے عورت نے پوچھا "آؤ میرے ساتھ چلو گے؟"

خواہش سے بے تاب ہوتے ہوئے اس نے بدتمیزی سے کہا "ہاں ——— مگر میری جیب میں صرف ایک لوئی ہے!"

وہ لاپرواہی سے ہنسی ——— "کوئی پرواہ نہیں"

اس نے دورائے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا ——— جب وہ باہر نکلے تو دورائے نے سوچا کہ بقیہ بیس فرینک میں اسے آسانی سے کل شام کے لئے کپڑے کرایہ پر مل جائیں گے۔

"برائے مہربانی موسیو فوریسٹیر کا کمرہ بتا دیجیے۔"

"تیسری منزل ——— بایاں دروازہ۔"

محافظ عورت نے جس لہجہ میں یہ الفاظ ادا کیے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ فوریسٹیر کی بڑی عزت کرتی تھی۔ جورجیس دورائے زینے چڑھنے لگا۔

وہ گھبرا رہا تھا اور پریشان تھا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار عمدہ لباس پہنا تھا چنانچہ وہ متفکر تھا کہ وہ کیسا لگ رہا ہے۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا لباس ہر اعتبار سے غیر موزوں تھا۔ اوّلاً اسے اپنا جوتا برا معلوم ہو رہا تھا جو عمدہ چمڑے کا نہیں تھا پھر اس کی قمیض بھی معمولی کپڑے کی تھی۔ مگر اس کی روزمرہ کے استعمال کی دیگر قمیضیں بے حد خراب تھیں ان میں سے سب سے بہتر قمیض بھی پہننے کے قابل نہیں تھی ——— اس کے پتلون کی مہری کچھ زیادہ چوڑی تھی۔ کوٹ کچھ زیادہ برا نہیں معلوم ہوتا تھا بس اس کے جسم پر ذرا سا ڈھیلا تھا۔

اوپر جاتے ہوئے اس کا دل دھڑک رہا تھا اور دماغ پریشان تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں لوگ اس پر ہنسیں نا ــــــ اچانک اس نے ایک صاحب کو دیکھا جو شام کا عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے اور اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دوراتے ان کے قریب آگیا جھجک کر پیچھے ہٹا اور تعجب کے عالم میں کھڑا ہوگیا ــــــ سامنے ایک قد آدم آئینہ میں وہ اپنا ہی عکس دیکھ رہا تھا! وہ خوش ہوگیا۔ وہ اپنے اندازے سے کہیں زیادہ جچ رہا تھا۔

گھر پر اس کے پاس صرف شیو بنانے والا آئینہ تھا اس لئے وہ اپنے پورے جسم کا اندازہ نہیں کر سکا تھا اور اسے اپنی شباہت کا محض معمولی سا احساس تھا وہ خرابیوں پر ہی نظر کر رہا تھا اور اسے خوف تھا کہ وہ برا ہی معلوم ہو رہا ہوگا۔ چنانچہ اب وہ خود کو قد آدم آئینہ میں دیکھ کر پہچان نہ سکا وہ اپنے آپ کو کوئی اور سمجھا۔ ایک ایسا دنیا دار آدمی جو پہلی نظر میں کافی باعزت اور سفید پوش نظر آتا ہے! اس نے اپنے آپ کو بڑے غور سے دیکھا اور اندازہ لگایا کہ وہ ہر طرح سے مناسب معلوم ہو رہا تھا وہ اپنی حالت پر اس طرح غور کرنے لگا جیسے اداکار اپنا پارٹ ادا کرتے ہوئے کرتے ہیں، وہ مسکرایا، اس نے ہاتھ ہلائے، اشارے کئے، خوشی کا اظہار کیا اور متعجب چہرہ بنایا، وہ مختلف طریقوں سے مسکرایا تاکہ خواتین کے سامنے دلکش معلوم ہو اس نے اپنی آنکھوں کو ایسا بنایا جو خواتین کو اچھی لگ سکیں! زینہ پر ایک دروازہ کھلا۔ وہ ڈر گیا کہ کہیں پکڑا نہ جائے وہ جلدی جلدی اوپر کی طرف چلا، اسے خیال تھا کہ کہیں دوسرے مہمانوں نے اسے آئینہ کے سامنے بنتے نہ دیکھ لیا ہو! دوسری منزل پر ایک اور آئینہ تھا، وہ اس میں اپنا عکس دیکھتا ہوا آہستہ آہستہ گزرا، اسے اپنا سراپا نفیس معلوم ہوا، وہ چلتا ہوا اچھا لگ رہا تھا۔ اب اس کے دل کو پوری طرح اطمینان ہوا، اسے یقین ہوگیا کہ اس جیسی صورت اس کی سعی کامیابی کی خواہش اس کی طرح کے ارادے اور اس کی جیسی ذہنیت رکھنے والے کو ضرور

کامیاب ہونا چاہیے! آخری زینوں پر وہ قریب قریب دوڑتا ہوا چڑھا۔ تیسری منزل پر وہ ایڈیٹر کے سامنے ٹھہر گیا اس نے اپنی مونچھوں کو ہمیشہ کی طرح مروڑا۔ ٹوپی اتار کر بال ٹھیک کئے اور اپنے دل میں ہمیشہ کی طرح کہا "بہت خوب ——— سب ٹھیک ہے" ——— اور پھر گھنٹی پر ہاتھ رکھ کر اسے بجایا۔

فوراً دروازہ کھلا اور ایک سنجیدہ صورت نوکر جو سیاہ کپڑوں میں ملبوس تھا سامنے آیا وہ اتنے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھا کہ دورائے پھر گڑبڑا گیا ——— شاید لاشعوری طور پر اس نے اپنے اور نوکر کے لباس کا تقابل کیا۔ نوکر چمکدار چمڑے کے جوتے پہنے ہوئے تھا! اس نے دورائے کا اوور کوٹ جو دھبوں کو چھپانے کے لئے اس نے ہاتھ پر لٹکا رکھا تھا لے لیا۔

"جناب کا اسم گرامی؟"

پھر نوکر نے ڈرائنگ روم کا پردہ اٹھایا اور اس طرف ڈرائنگ روم میں اس کا نام دوہرایا دورائے کو وہیں جانا تھا ——— دورائے خوف سے تھرا گیا۔ اس دنیا میں یہ اس کا پہلا قدم تھا جس کے وہ خواب دیکھتا رہا تھا۔ غرض وہ آگے بڑھا۔ ایک بڑے روشن کمرے میں جس میں گملے رکھے ہوئے تھے خوشنما بالوں والی ایک نوجوان عورت استقبال کے لئے کھڑی تھی۔ وہ رک گیا۔ اب وہ بالکل گھبرا گیا تھا۔ یہ مسکراتی ہوئی عورت کون تھی؟ پھر اسے یاد آیا کہ فورسٹیر شادی شدہ تھا اور یہ سوچ کر کہ خوشنما بالوں والی یہ عورت اس کے دوست کی بیوی ہوگی وہ بے حد پریشان ہوا۔

"محترمہ!" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا ——— "میں ہوں...."

عورت نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ——— "فورسٹیر نے تم سے ملاقات کے بارے میں مجھے بتایا تھا اور مجھے خوشی ہے کہ اس نے آج تمہیں یہاں مدعو کیا ہے۔"

دورائے کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کہے ۔ وہ شرما گیا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ میرے پیر تک سے جانچا جا رہا ہے، تولا جا رہا ہے، وہ بہانے کرنا چاہتا تھا اپنے لباس کی خامیوں پر تبصرہ کرنا چاہتا تھا مگر وہ کچھ نہ سوچ سکا۔ عورت کے اشارے پر بیٹھ گیا اس نے کرسی کے مخمل کی نرمی کو محسوس کیا اس نے محسوس کیا جیسے کرسی اسے پیار کر رہی ہو۔ اب وہ ایک نئی اور دلکش زندگی میں داخل ہوگا اسے کوئی بالکل اچھوتی چیز ملے گی وہ اہم انسان ہوگا اور اس نئی دنیا میں آرام سے بسر کرے گا۔۔۔۔ اب اس نے مادام فوریسیٹر کو دیکھا جس کی نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں ۔ وہ ہلکے آسمانی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھی جن میں اس کا حسین جسم اور ابھرا ہوا سینہ بہت اچھا لگ رہا تھا ۔ اس کے بالوں کی کچھ گھونگھریالی لٹیں گردن پر جھول رہی تھیں اس کی نظریں دیکھ کر دورائے کو اطمینان ہوا ۔ اسے اس عورت کی نظریں یاد آئیں جس سے وہ گذشتہ شب تھیٹر میں ملا تھا ۔ اس کی آنکھیں نیلگوں تھیں اور خاص طور پر اچھی معلوم ہوتی تھیں ۔ اس کی ناک پتلی تھی ہونٹ کچھ تنے ہوئے تھے اور ٹھوڑی کچھ زیادہ گول تھی ۔ اس کا چہرہ بے حد دلکش تھا جس میں مہر کے ساتھ ظلم بھی نظر آتا تھا۔ اس کا چہرہ ایسا تھا جس کی ہر ادا ایک نیا حسن اور ایک نئے معنی لئے ہوئے تھی جس کی ہر تبدیلی کچھ کہتی اور کچھ چھپاتی ہوئی معلوم ہوتی تھی ——

تھوڑی دیر خاموشی کے بعد اس نے پوچھا —— "کیا تم پیرس میں عرصہ سے ہو؟"

دورائے نے خود اعتمادی حاصل کرتے ہوئے کہا —— "کچھ ہی مہینے ہوئے مادام ۔ میں ایک ریلوے کمپنی میں ملازم ہوں ۔ مگر فوریسٹر نے وعدہ کیا ہے کہ اس کی مدد سے میں صحافت میں آسکوں گا ۔"

اس کی مسکراہٹ زیادہ نمایاں ہوئی ۔ وہ زیادہ مہربان معلوم ہوئی اور اس نے

اپنی آواز کو دھیما کرتے ہوئے کہا "میں جانتی ہوں۔"

گھنٹی پھر بجی اور نوکر نے اعلان کیا ــــــ "مادام ماریلی۔"

یہ ایک سانولی عورت تھی۔ وہ بڑی خوش خوش داخل ہوئی۔ سیاہ لباس میں وہ سر تا پا خوش وضع معلوم ہو رہی تھی۔ اس کے بالوں میں ایک گلاب کا پھول لگا ہوا تھا جو اس کے حسن میں ایک اضافہ کرتا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک چھوٹی لڑکی آ رہی تھی۔ مادام فورسٹیر جلدی سے اس کی طرف بڑھی۔

"شام بخیر ماریلی"

"شام بخیر"

دونوں نے ایک دوسرے کو بوسہ دیا۔ پھر بچی نے بوڑھوں کی طرح اپنی پیشانی آگے کی اور کہا "شام بخیر"

مادام فورسٹیر نے اسے پیار کیا پھر تعارف کرایا ــــــ "موسیو جورجیس دورائے، فورسٹیر کے عزیز دوستوں میں سے ایک ــــ مادام ماریلی میری عزیز ترین دوست۔"

مادام فورسٹیر نے پھر کہا ــــ "تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بالکل بے تکلف پارٹی ہے اور ہمیں کوئی رسم نہیں برتنا ہے۔ کیوں ؟"

دورائے جھکا۔

دروازہ پھر کھلا اور ایک چھوٹے قد اور گٹھے ہوئے جسم کا شخص اندر داخل ہوا۔ وہ ایک حسین اور طویل القامت عورت کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے تھا۔ عورت اس سے قد میں لمبی اور عمر میں چھوٹی معلوم ہوتی تھی۔ یہ موسیو والٹر تھا۔ یہ مالدار سیاست داں تھا جنوبی حصے کے یہودی خاندان سے متعلق تھا اور روزنامہ فرانسائی کا ایڈیٹر تھا۔ اس کے

ہمراہ اس کی بیوی تھی۔ پھر بجے بعد دیگرے جیکس راؤل انتہائی عمدہ کپڑے پہنے ہوئے اور نار برٹ چمکدار کالر کا کوٹ پہنے ہوئے داخل ہوئے آخر الذکر کے لانبے بال کالر پر پڑے ہوئے تھے۔ اور ان میں سے کچھ سفید تھے۔ اس کی ٹائی جو ڈھیلی تھی پرانی معلوم ہوتی تھی۔ وہ ایک رنگیلے بوڑھے کی شان رکھتا تھا۔ اس نے مادام فوریسٹر کا ہاتھ لے کر کلائی پر بوسہ دیا، جب وہ بوسہ دینے کے لئے جھکا تو اس کے لمبے بال مادام کی بانہوں پر پانی کی طرح چھلک پڑے ——— پھر فوریسٹر اندر آیا اس نے دیر میں آنے کی معافی چاہی اور بتایا کہ موریل کے معاملہ کی وجہ سے دفتر میں دیر ہوگئی۔ موریل ایک انقلابی لیڈر تھا اور اس نے وزیر اعظم سے الجزائر میں نوآبادی بنانے کے لئے زر کے سلسلہ میں سوال کیا تھا۔

نوکر نے اعلان کیا ——— "ڈنر تیار ہے۔"

سب کھانے کے کمرے میں آگئے۔

دورائے مادام ماریل اور اس کی لڑکی کے درمیان میں بیٹھا۔ وہ پھر گھبرا رہا تھا کہ کانٹے چمچے اور گلاسوں کے استعمال میں کہیں غلطی نہ کر بیٹھے۔ ہر ایک کے سامنے چار گلاس تھے۔ جن میں سے ایک نیلے رنگ کا تھا۔ اس نے سوچا کہ اس میں کیا پیا جائے گا؟۔ سب نے خاموشی کے ساتھ سوپ پیا پھر نار برٹ نے پوچھا "تم لوگوں نے گاتھر کی میٹی کے بارے میں پڑھا؟ کیا عجیب معاملہ ہے۔" وہ لوگ اس زناکاری کے واقعہ پر بحث کرنے لگے جو رشوت کی وجہ سے اور بھی پیچیدہ بنا دیا گیا تھا۔ وہ لوگ اس معاملہ پر اس طرح باتیں کر رہے تھے جیسے ڈاکٹر بیماریوں کی بابت یا کنجڑے ترکاریوں کی بابت کرتے ہیں۔ حالات پر نہ انہیں غصہ آتا نہ تعجب ہوتا۔ وہ پوشیدہ اسباب کو کان کنوں

کے سے شوق سے دیکھ رہے تھے اور جرم کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے تھے۔ وہ جرم کے اسباب کی وضاحت چاہتے تھے اور اس ذہنی حالت سے واقف ہونا چاہتے تھے جس نے جرم کو وجود دیا تھا۔ خواتین بھی اس معاملہ میں بڑی دلچسپی لے رہی تھیں۔ دیگر امور پر بھی غور کیا گیا۔ الٹ پلٹ کی گئی جانچ تول ہوئی۔ پھر ڈوئن کی بابت باتیں ہونے لگیں جس میں جیکس راؤل پیش پیش رہا یہ اس کا محبوب موضوع تھا۔ اس میں اس کا کوئی مقابل نہیں تھا۔

دورائے کی کچھ بھی کہنے کی ہمت نہ پڑی۔ کبھی کبھی وہ اپنی ساتھی کی طرف دیکھ لیتا جس کے بھرے بھرے سینے اسے بہت اچھے لگتے۔ اس کے کان میں سونے کی بالی پڑی ہوئی تھی جس میں ایک ہیرا اس طرح دمک رہا تھا جیسے گوشت پر پانی کا قطرہ! کبھی کبھی وہ کسی بات پر مسکرا دیتی۔ اس کا ذہن ایک ایسی لڑکی کا سا تھا جو دنیا کی چیزوں کو غیر جانبداری سے دیکھتی ہو اور ان پر لاپرواہی اور خوش دلی کے ساتھ رائے دیتی ہو۔ دورائے نے اس کی تعریف کرنے کی لاحاصل کوشش کی۔ مگر پھر اس کی لڑکی کی طرف متوجہ ہوگیا۔ سوپ پینے میں اس کی مدد کی اور اسے پلیٹیں اٹھا اٹھا کر دیں۔ لڑکی ماں سے زیادہ خنک معلوم ہوتی تھی۔ وہ دورائے کا شکریہ بڑی سنجیدہ آواز میں ادا کرتی۔

ڈنر بہت اچھا تھا اور ہر شخص دل سے تعریف کر رہا تھا۔ موسیو والٹر بھیڑیے کی طرح کھا رہا تھا اور اپنی عینک کے نیچے نگاہ کر کے اِدھر اُدھر پلیٹوں کو غور سے دیکھتا جا رہا تھا۔ نادبرٹ اس کا ساتھ دے رہا تھا اور کبھی کبھی چٹنی کے قطرے اس کی قمیض پر گر جاتے تھے۔ فورسیٹر کبھی مسکراتا اور کبھی سنجیدہ ہو جاتا۔ وہ سب کی طرف دیکھتا اپنی بیوی سے آنکھوں آنکھوں میں باتیں کرتا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اور اس کی بیوی

کسی مشکل کام کو بطرز احسن انجام دے رہے تھے ۔ چہرے سرخ ہو رہے تھے آوازیں تیز ہو رہی تھیں ۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نوکر پوچھتا ــــ "کورٹون ـ ـ ـ ؟ ــــ شاٹو لاروز ؟"

دورائے کو کورٹون بہت بھائی اور اس نے ہر دفعہ اس سے اپنا گلاس بھرا ۔ اس کے دل پر ایک عجیب سی خوشی چھا گئی ۔ ایک سنسنی سی پیٹ سے سر تک رگ رگ میں سما گئی ۔ اسے ایک آسودگی اور تن آسانی محسوس ہوئی ۔ زندگی خیالات جسم اور دماغ سب ایک ساتھ متاثر ہوئے اور اب اسے باتیں کرنے کی خواہش ہوئی ۔ اس نے چاہا کہ لوگ اسے دیکھیں اس سے بولیں اور اس کی اسی طرح تعریف کریں جیسے دوسروں کی کر رہے تھے ۔ ڈنر کے دو حصوں کے درمیان والٹر نے ایک آدھ دفعہ مزاحیہ جملے کہے ۔ فوریسٹر نے اپنے دوسرے روز شائع ہونے والے مضمون کا تذکرہ کیا ۔ جیکس رائول نے فوجی حکومت قائم کرنے کی رائے دی جس میں تیس برس تک نو آبادیات میں کام کرنے والے افسروں کو زمینیں دی جائیں ۔

"اس طرح" اس نے کہا ۔ "مضبوط لوگوں کی ایک جماعت بن جائے گی جو ملک سے واقف ہوں گے اور اس سے محبت کرتے ہوں گے وہ مروجہ زبان جانتے ہوں گے، اور نو آبادی کے ان مخصوص مسائل سے واقف ہوں گے جو نئے آنے والوں کے لئے مشکلات پیدا کرتے ہیں ۔"

نار برٹ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا ــــ "ہاں وہ ہر چیز کے بارے میں جانتے ہوں گے سوائے زراعت کے ــــ وہ عربی بول لیں گے مگر شکر قند اگانا اور گیہوں کاٹنا نہ جانیں گے ۔ وہ تلوار چلا سکیں گے مگر کھاد کی بابت کچھ نہ جانتے ہوں گے

نہیں ہمیں کرنا یہ چاہیے کہ زمین کو ہر شخص کے لئے ارزاں کر دیں، ذہین لوگ وہاں جا بسیں گے دوسرے لوگ بھی پہونچیں گے ـــــ یہی معاشرے کا اصول ہے۔"

کچھ خاموشی رہی، سب مسکرائے ـــــ دورائے نے منہ کھولا اور اسے اپنی آواز پر تعجب ہوا جیسے اس نے خود کو پہلی بار بولتے سنا ہو ـــــ "جس چیز کی وہاں کمی ہے وہ اچھی زمین ہے حقیقتاً زرخیز ٹکڑے اتنے ہی گراں ہیں جتنے فرانس میں۔ انہیں پیرس کے متمول لوگ آمدنی کی خاطر خرید لیتے ہیں اور آباد ہونے والے غریب لوگ جو وہاں جاتے ہیں تاکہ روزی کمائیں ریگستان میں دھکیل دیئے جاتے ہیں ہر شخص نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ شرما رہا ہے۔ والٹر نے پوچھا ـــــ "آپ الجزائر سے واقف ہیں موسیو؟"

"جی ہاں موسیو" دورائے نے جواب دیا۔ "میں وہاں اٹھائیس ماہ رہا اور تین صوبے دیکھے۔" اس وقت موریل کا مسئلہ چھوڑ کر نار برٹ نے وہاں کی زندگی کی بابت ایک سوال کیا۔ یہ سوال مضاب کے بارے میں تھا جو ایک عجیب چھوٹی سی ریاست تھی اور صحرائے اعظم کے سب سے زیادہ خشک حصے میں آباد ہو گئی تھی۔ دورائے دو مرتبہ مضاب گیا تھا۔ اس نے اس مقام کی زندگی کی بابت بتایا جہاں پانی کے قطرے سونے کی قیمت رکھتے تھے۔ ہر باشندہ سرکاری کام کرتا تھا اور جہاں تجارت میں تمام تہذیب یافتہ قوموں سے زیادہ ایمانداری برتی جاتی تھی۔

اس نے یہ ساری باتیں ایک مخصوص اطمینان کے ساتھ کیں جو اس میں شراب اور اپنا اثر قائم کرنے کی خواہش کی بنا پر پیدا ہو گیا تھا۔ اس نے فوجیوں کے قصے سنائے عربوں کی زندگی کے حالات اور جنگ کے زمانہ کے معرکے بیان کئے۔ تمام عورتیں اس پر نگاہ جمائے ہوئے تھیں۔

مادام والٹر نے اپنی سست آواز میں دھیمے سے کہا "اپنی یادوں کے سہارے آپ بڑے اچھے مضامین لکھ سکتے ہیں" اس پر موسیو والٹر نے دورائے کو اپنی عینک کے اوپر سے دیکھا ـــــ نوربیٹر نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا "محترم! میں نے آج آپ سے موسیو دورائے کا ذکر کیا تھا اور اجازت مانگی تھی کہ آپ اخبار کے سیاسی شعبہ میں ان کی مدد لیں ـــــ مارامبوٹ کے جانے کے بعد ضروری اور خفیہ اطلاعات لانے والا کوئی شخص نہیں رہا ہے اور اخبار کا نقصان ہو رہا ہے۔"

بڈھا والٹر سنجیدہ ہوگیا۔ عینک اٹھا کر اس نے دورائے کو غور سے دیکھا پھر کہنے لگا "حقیقتاً موسیو دورائے جدت پسند اور آزاد ذہن رکھتے ہیں۔ اگر وہ کل سہ پہر کو تین بجے آکر مجھ سے ملیں تو معاملات طے ہو سکتے ہیں" پھر کچھ رک کر وہ دورائے کی طرف متوجہ ہو کر بولا "جی ہاں آپ جلد کچھ مضامین الجزائر پر لکھ دیجئے، اپنی یادیں، نوآبادی کا مسئلہ بالکل اسی طرح جیسا آپ نے ابھی کیا۔ یہ اس وقت اہم سوال ہے بےحد اہم اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے پڑھنے والے اسے شوق سے پڑھیں گے۔ مگر آپ کو جلدی کرنا ہوگی۔ پہلا مضمون کل یا پرسوں مل جائے جبکہ اسمبلی میں اس پر بحث ہو رہی ہو تاکہ عوام اس پر فوراً توجہ کریں۔"

مادام والٹر نے نہایت سنجیدگی سے اس طرح کہا جس سے اس کے الفاظ میں لطف پیدا ہوگیا ـــــ "اور ان مضامین کے لئے بہت اچھی سرخی ہوگی"... افریقہ میں ایک فرانسیسی سپاہی کی یادیں... "کیا یہ اچھی سرخی نہیں ہے موسیو نار برٹ ؟"

یہ بڈھا شاعر جس نے شہرت حاصل کر لی تھی نو واردوں سے نفرت کرتا تھا اس نے مختصر طور پر کہا "ہاں اچھی ہے، بشرطیکہ تمام مضامین صحیح راہ پر چل سکیں۔ یہی بڑی

مشکل ہے۔ صحیح انتخاب جیسے موسیقی میں صحیح راگ۔"

مادام فورسٹیر نے دورائے کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ معلوم ہوتا تھا اس کی آنکھیں کہہ رہی ہیں۔ "تم ضرور کامیاب ہوگے۔"

مادام مارلیلی نے کئی بار اس کی طرف رخ کیا تھا اور ہر بار اس کے کان سے آویزاں ہیرا تھرتھرایا تھا جیسے پانی کا قطرہ الگ ہو کر گرنے ہی والا ہو ——— ! اس کی لڑکی خاموشی اور سنجیدگی سے پلیٹ پر سر جھکائے تھی۔

نوکر میسنر کے پاس آکر نیلے گلاسوں میں شراب انڈیلنے لگا تھا۔ فورسٹر نے مادام والٹر کی طرف جھک کر گلاس اٹھایا اور کہا۔ "روزنامہ فرانسائی زندہ باد۔" ہر شخص نے مسکراتے ہوئے والٹر کی طرف رخ کر کے گلاس اٹھایا اور دورائے کی کامیابی کے تصور میں محو ہو کر اپنا گلاس ایک ہی جرعہ میں پی گیا۔ دورائے نے محسوس کیا کہ وہ پورا گھڑا یوں ہی پی سکتا ہے ایک پورا بیل کھا سکتا ہے۔ ایک شیر کا گلا گھونٹ سکتا ہے۔ اسے اپنے اعضا میں ایک غیر معمولی طاقت محسوس ہوئی۔ اس کے ذہن میں مضبوط قوتِ ارادی اور بے انتہا امید پیدا ہوگئی۔ اب وہ ان لوگوں سے مانوس ہوگیا۔ اسے ایک مقام حاصل ہوگیا تھا۔ اس کی نگاہ اب ایک خاص اعتماد کے ساتھ ان پر پڑ رہی تھی اور پہلی مرتبہ وہ اطمینان کے ساتھ اپنی ساتھی سے بولا۔ "مادام آپ کے آویزے اس قدر خوبصورت ہیں جیسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔"

مادام نے اسے مسکرا کر دیکھا۔ "یہ میری جدت ہے کہ ہیروں کو محض ایک تار میں لٹکا کر پہنا جائے۔ یہ شبنم کے قطروں کی طرح معلوم ہوتے ہیں کیوں نا؟"

دورائے اپنی ہمت پر شرما کر اور یہ خوف کھاتے ہوئے کہ کہیں وہ کوئی غلط بات

نہ کہہ جائے بولا "ہاں بہت خوبصورت ہیں .... مگر کان جواہر کو زیبائش بخش رہا ہے۔"

مادام نے نگاہوں سے اس کا شکریہ ادا کیا۔ یہ ایک ایسی چمکدار نسوانی نظر تھی جو مردوں کے دل میں اتر جاتی ہے۔ دورائے نے اپنا رخ پھیرا تو پھر مادام فورسٹیر کی نگاہوں کو اپنی طرف پایا۔ یہ آنکھیں ہمیشہ کی طرح مہربان تھیں مگر اب ان میں ایک خوشی، ایک کافر ادائی اور ایک ہمت افزائی جھلک رہی تھی۔

لوگ اب زور زور سے باتیں کر رہے تھے اور اشارے کر رہے تھے۔ وہ لوگ مہر ... ایک ریل نکالنے کی بابت باتیں کر رہے تھے۔ یہ موضوع کھانے کے اختتام تک جاری رہا کیونکہ ہر ایک کو پیرس میں رسل و رسائل کی بابت، ٹراموں کی تکلیف بسوں کی مشکلات اور سواری والوں کی بدتمیزی کے سلسلہ میں بہت کچھ کہنا تھا۔ پھر وہ کھانے کے کمرے سے باہر کافی پینے آئے۔

جب دورائے ڈرائنگ روم میں واپس آیا تو اسے محسوس ہوا جیسے وہ کسی باغ میں آگیا ہے۔ لمبے تاڑ کے پیڑ چاروں کونوں پر رکھے ہوئے تھے اور چھت تک پہونچ کر پھیل گئے تھے۔ کارنس کے ادھر ادھر ربر کے پودے رکھے ہوئے تھے جن کے تنے ستونوں کی طرح گول تھے۔ پیانو پر پھولوں سے لدے ہوئے دو نامعلوم پودے رکھے ہوئے تھے ایک سرخ تھا اور ایک سفید۔ وہ بالکل مصنوعی معلوم ہوتے تھے۔ ایسے خوبصورت پودے قدرتی نہیں ہو سکتے تھے۔

ہوا خنک تھی اور اس میں ایک قسم کی خوشبو تھی جسے پہچاننا مشکل تھا۔ دورائے نے اب زیادہ اطمینان کے ساتھ کمرے میں نظر دوڑائی کمرہ بڑا نہیں تھا۔ پودوں کے سوا اور کوئی خاص چیز نہیں تھی رنگ بھی جاذب نظر نہ تھے مگر ہر چیز اطمینان بخش تھی۔

وہاں اطمینان اور آرام محسوس ہوتا تھا۔ کمرے میں آکر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے جسم کو کسی نے پیار کے ساتھ آغوش میں لے لیا ہو۔ کمرے کی دیواروں پر کسی پرانے زمانے کے کپڑے کے پردے تھے ان کا رنگ ہلکا فالسئی تھا اور اس پر کیڑوں کی طرح نقطے تھے۔ دروازوں پر نیلے رنگ کے پردے تھے جن پر سرخ ریشم سے پھول کڑھے ہوئے تھے۔ ہر قسم اور ہر وضع کی کرسیاں کمرے میں پھیلی تھیں۔ جھکی ہوئی کرسیاں آرام کرسیاں کچھ چھوٹی کچھ بڑی اسٹول وغیرہ۔ یہ سب لوئی سیزدہم کے زمانے کے ریشم یا مخمل سے سجی ہوئی تھیں اور ان پر سرخ پھول کڑھے ہوئے تھے۔

"کافی۔ موسیو دورائے؟" مادام فوریسٹیر نے ایک بھرا ہوا پیالہ اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

دورائے نے پیالہ لے لیا اور جب وہ چاندی کے چمچے سے شکردان میں سے شکر لینے کو جھکا تو اس کی میزبان نے اس کے کان میں کہا۔ "کیا تم مادام والٹر کو توجہ سے دیکھ رہے تھے؟"

اور قبل اس کے کہ وہ کوئی جواب دیتا وہ ہٹ گئی۔

پہلے اس نے کافی پی اسے ڈر تھا کہ کافی قالین پر نہ گر جائے۔ پھر اطمینان سے اس نے اپنے نئے مالک کی بیوی کے قریب آنے اور اس سے گفتگو کرنے کا بہانہ ڈھونڈا۔ ایکدم سے اس نے دیکھا کہ وہ کافی کا خالی پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھی۔ وہ میز سے دور تھی اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ پیالہ کہاں رکھے۔ وہ آگے بڑھا اور بولا۔ "مجھے دیجئے مادام"

"شکریہ موسیو"

دورائے پیالہ لے گیا اور واپس آکر بولا۔ "آپ کو کیا بتاؤں مادام کہ مجھے ریگستان

میں فرانسائی پڑھ کر کتنی خوشی ہوتی تھی، حقیقتاً یہی ایک اخبار ہے جو فرانس سے باہر پڑھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ اور اخباروں کی نسبت زیادہ ادبی زیادہ مزاحیہ اور زیادہ دلچسپ ہے۔"

وہ مسکرائی اور سنجیدہ ہو کر بولی: "موسیو والٹر نے اس اخبار کو ایسا بنانے کے لئے بڑی کوشش کی ہے .... یہ نئی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔"

دونوں باتیں کرتے رہے۔ دورائے آسانی سے بولتا رہا۔ اس کی آواز میں لطف تھا اس کی نظر میں حسن تھا اس کی مونچھیں بڑی اچھی لگ رہی تھیں دونوں پیرس اور اس کے نواح کی باتیں کرتے رہے۔ سکون۔ دریائے سین۔ فوارون۔ گرمی کی تفریحات اور ان تمام موضوعات پر جن پر لوگ بلا تکان باتیں کئے چلے جاتے ہیں۔ پھر نار برٹ کو شراب کا گلاس لئے آتا دیکھ کر دورائے الگ ہو گیا۔

مادام مارلی نے جو مادام فورسیٹر سے باتیں کر رہی تھی اسے بلایا اور کہا: "اچھا موسیو تو آپ صحافت میں داخل ہونا چاہتے ہیں؟"

دورائے نے سرسری طور پہ اپنا ارادہ ظاہر کیا اور پھر ان موضوعات پر آ گیا جن پہ مادام والٹر سے باتیں کرتا رہا تھا مگر اب اسے اپنے موضوع پر عبور حاصل ہو چکا تھا وہ اور اونچا گیا اور ان چیزوں کو دوہرایا جو اس نے ابھی سنی تھیں اس طرح جیسے یہ اس کی ہی چیزیں تھیں وہ برابر اپنی ہم نشین کو دیکھتا رہا تاکہ اس کے الفاظ میں نئے معنی آ جائیں۔ وہ چھوٹی کہانیاں سناتی رہی۔ اس میں ایسی ذہانت تھی جو ذکی الحس اور خوش طبع عورتوں میں ہوتی ہے پھر زیادہ بے تکلف ہو کر اس نے دورائے کے شانہ پہ ہاتھ رکھا اور معمولی باتیں کرنے لگی۔ دورائے کے اندر اس عورت کی توجہ سے

ایک سنسنی دوڑ گئی۔ اس نے فوراً اس کا غلام ہو جانا، اس کی طرفداری کرنا اور اس کے سامنے حال دل کہہ دینا چاہا۔

ایک دم سے بغیر سمجھے بوجھے مادام ماریلی نے آواز لگائی ——"لورین" اور لڑکی ان دونوں کے پاس آ گئی۔

"یہاں بیٹھو بیٹی، کھڑکی کے پاس تمہیں سردی لگ جائے گی۔"

دورائے کو اسے چومنے کی شدید خواہش ہوئی جیسے اس بوسے سے اس کی ماں تک راستہ صاف ہو جائے گا، شاندار اور پدرانہ لہجے میں اس نے کہا —— "موزیل ہمیں ایک پیار دو گی؟"

بچی نے اسے تعجب سے دیکھا۔

"جواب دو" مادام نے ہنس کر کہا۔ "کہہ دو —— ہاں آج پیار کر لو موسیو مگر شاید پھر میں تمہیں پیار نہ دوں گی۔"

چنانچہ دورائے ایکدم بیٹھ گیا لورین کو اپنے گھٹنے پر بٹھا لیا اور اس کے گھونگھریالے بالوں پر بوسہ دیا۔ اس کی ماں متعجب ہو کر بولی۔ "دیکھیے وہ بھاگی نہیں، یہ تعجب خیز ہے وہ صرف عورتوں کو بوسہ لینے دیتی ہے مگر تم بڑے پر اثر ہو موسیو دورائے۔"

دورائے شرما کر کچھ نہ بولا۔ وہ لڑکی کو اپنے گھٹنے پر جھلانے لگا۔ مادام فورسیٹر قریب آئی اور متعجب ہو کر بولی۔ "اچھا! لورین ایسی سیدھی ہو گئی —— یہ کیا معجزہ ہو گیا!"

جیکسی راول بھی قریب آیا اس کے منہ میں سگار تھا۔ دورائے اجازت لینے کے لئے اٹھا، اسے خوف تھا کہ کوئی غلط لفظ اس کے کام کو بگاڑ نہ دے اس کی فتح کے اثر کو کم نہ کر دے۔ چنانچہ وہ جھکا۔ خواتین کے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو ہاتھ میں لیا۔

مردوں سے ہاتھ ملائے۔ راؤل کا ہاتھ اسے خشک اور گرم معلوم ہوا۔ دونوں نے بڑے تپاک سے مصافحہ کیا۔ نار برٹ کا ہاتھ سرد اور نم تھا۔ بڑھے والٹر کا ہاتھ پلپلا اور ٹھنڈا تھا اس میں کوئی زور۔ نہ تھا۔ فورسیٹر کا ہاتھ موٹا اور گرم تھا ــــــــ اس کے دوست نے آواز نیچی کر کے کہا ــــ "کل تین بجے بھولنا مت ۔"

"اوہ ــــ بے فکر رہو ۔"

جب وہ زینوں پر پہونچا تو اس نے محسوس کیا کہ اسے دوڑنا چاہئے وہ بہت خوش تھا وہ دو دو زینے پھلانگتا ہوا اترا پھر اس نے دوسری منزل کے آئینہ میں ایک صاحب کو جلدی جلدی اپنی طرف آتے دیکھا۔ وہ رک گیا۔ وہ شرما گیا جیسے پکڑا گیا ہو۔ پھر اس نے اپنے آپ کو آئینہ میں غور سے دیکھا۔ اسے اپنی وجاہت دیکھ کر خوشی محسوس ہوئی وہ اطمینان سے مسکرایا اور اپنے عکس سے رخصت ہونے کے لئے خوب جھکا ایسے رسمی طریقے پر جیسے کسی بڑے آدمی کے سامنے جھکے ــــــ

دوراں پھر سڑک پر چلا جا رہا تھا اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے اس کی خواہش تھی کہ دوڑ کے خوابوں میں گم ہو جائے چلتا ہی رہے مستقبل کی بابت سوچتا رہے اور رات کی گرم ہوا کھاتا رہے مگر موسیو والٹر کے لئے مضامین کا سلسلہ بار بار اس کے ذہن میں آتا رہا اس نے طے کیا کہ فوراً گھر جا کر اس کام کو ختم کر دے۔ چنانچہ وہ واپس ہوا اور بلوارڈ سے ہوتا ہوا ریو سالٹ پہونچا جہاں وہ رہتا تھا۔ اس ایک گھر میں جو کئی منزلہ تھا۔ مزدور طبقہ اور کلرکوں کے بیس خاندان آباد تھے۔ زینے پر چڑھتے ہوئے اسے تاریکی دور کرنے کے لئے موم لگی ہوئی دیا سلائی استعمال کرنا پڑتی تھی ان زینوں پر کاغذ کے پرزے باورچی خانوں کا کچرا اور سگریٹ کے ٹکڑے پڑے رہتے تھے ان سب سے اسے نفرت تھی اس کی دلی خواہش تھی کہ اس مقام سے چلا جائے کسی صاف ستھرے گھر میں رہے جہاں قالین ہوں جیسے کہ رئیسوں کے گھروں میں ہوتے ہیں۔

دوراۓ کا کمرہ پانچویں منزل پر تھا۔ نیچے بڑی سرنگ کی تاریک گہرائی میں تین سات روشنیاں کسی جانور کی آنکھوں کی طرح معلوم ہوتی تھیں۔ اندھیرے سے ہر لمحہ سیٹی کی آوازیں آتی رہتی تھیں کبھی لمبی کبھی کچھ چھوٹی کبھی قریب کبھی کچھ دور ـــــ ان آوازوں میں تال اور سُر تھے۔ دوراۓ نے کاروں کی قطار سرنگ میں جاتی ہوئی دیکھی۔

پھر اس نے دل میں کہا "چلو کام کرو"۔ اس نے روشنی کو میز پر رکھا اور وہ لکھنے ہی والا تھا کہ اسے خیال آیا کہ اس کے پاس محض خط لکھنے ہی کا کاغذ تھا خیر وہ اسی پر لکھے گا اور اس نے کاغذ سامنے رکھے قلم کو روشنائی میں ڈبویا اور خوب ہاتھ جما کر سُرخی لکھی۔

"افریقہ میں ایک فرانسیسی سپاہی کی یادیں۔"

پھر اس نے پہلا جملہ بنانے کی کوشش کی۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر وہ ٹھیرا رہا اور اپنے سامنے سفید کاغذ کو دیکھتا رہا۔ اسے کیا لکھنا تھا؟ اب اس کے ذہن میں ایک خیال بھی نہ آرہا تھا حالانکہ وہ تھوڑی دیر پہلے دوسروں کے سامنے اتنا کچھ بیان کر چکا تھا اب ایک بھی کہانی یا بات اس کے ذہن میں نہ آئی۔ اک دم سے اسے خیال آیا کہ اسے اپنی روانگی سے شروع کرنا چاہیے اور اس نے لکھا ـــــ "۱۸۷۴ء کا سال تھا ۱۵ مئی کا دن تھا جب فرانس ایک برے سال کی پریشانیوں سے تھک کر سو رہا تھا ......" پھر وہ بالکل رک گیا اب اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ آگے کیا کہے۔ اس کا جہاز پر سوار ہونا سمندری سفر اور اس کے پہلے تاثرات ـــــ دس منٹ بعد اس نے طے کیا کہ تعارفی حصے کو کل لکھے گا اس وقت الجزائر کا بیان لکھ لے۔ چنانچہ اس نے لکھا ـــــ "الجزائر کا شہر بالکل سفید ہے" مگر آگے نہ لکھ سکا۔ اس کے ذہن کے سامنے چمکتے ہوئے شہر کی صاف تصویر تھی جس میں چپٹی چھت کے گھر تھے جو پہاڑی پر سے سمندر کی طرف اترتے چلے آئے تھے مگر اسے یہ سب

بیان کرنے کے لئے ایک لفظ بھی نہ مل رہا تھا ـــــ بڑی کوشش کے بعد اس نے لکھا۔

"اس میں بڑی تعداد عربوں کی ہے" ـــــ پھر وہ قلم میز پر رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنی لوہے کی مسہری پر اس نے اپنے روز مرہ کے استعمال کے کپڑے اس گڑھے میں پڑے دیکھے جو اس کے جسم سے بن گیا تھا یہ کپڑے بے انتہا بھدے معلوم ہو رہے تھے۔ اور ایک کرسی پر اس کا اکلوتا ریشمی ہیٹ اس طرح رکھا ہوا تھا جیسے بھیک مانگ رہا ہو!

اس کے کمرے کی دیوار جس پر پھولدار کاغذ لگا ہوا تھا نہایت داغدار نظر آ رہی تھی۔ عجیب طرح کے دھبے تھے یہ نہیں بتایا جا سکتا تھا کہ دھبے کس چیز کے تھے کیڑوں کے خون کے دھبے جو دیوار پر مار ڈالے گئے تھے۔ تیل کی چھینٹیں چکنی انگلیوں کے نشان۔ یہ سب گندگی ظاہر کر رہے تھے اور پیرس کے عام گھروں کی نمائندگی کرتے تھے۔ اسے اپنی غربت کا احساس ہوا اس نے چاہا فوراً یہاں سے چلا جائے کل ہی اپنی غربت کو ختم کر دے۔ پھر اسے کام کرنے کی شدید خواہش ہوئی اور وہ میز پر بیٹھ گیا اور ایسے جملے سوچنے لگا جو حقیقتاً الجزائر کے حالات کو دلچسپ بنا دیں۔ الجزائر ایک تاریک براعظم کی ڈیوڑھی تھی بے گھر عربوں کا مرکز ـــــ بہت سے گمنام حبشی یہاں رہتے تھے کبھی کبھی ہمیں یہاں کے رہنے والے بھی ملتے ایسے لوگ جو پریوں کے قصّوں کے لئے موزوں تھے، جانوروں میں عجیب پرندے، شتر مرغ آسمانی بکریاں یعنی غزال۔ عجیب و غریب بے ڈھنگا جراف۔ بے ہنگم دریائی گھوڑا، بے ہیئت گینڈا اور گوریلا جو بالکل آدمی کا بھائی معلوم ہوتا تھا ـــــ دھندلے دھندلے خیالات اب اس کے ذہن میں آنے لگے۔ وہ ان سب کو گفتگو میں بیان کر سکتا تھا مگر اس کا قلم یہ سب لکھنے سے انکار کر رہا تھا۔ پریشان ہو کر وہ اٹھا اس کے ہاتھ پسینہ سے تر تھے اور کنپٹیاں پھٹی جا رہی تھیں ـــــ اب وہ پھر کھڑکی پر آیا اور جھک گیا۔ ایک تنگ سرنگ

بل امی

یہاں سے شور مچاتی نکلی۔ وہ باہر جا رہی تھی کھیتوں اور میدانوں سے ہوتی ہوئی وہ سمندر تک جائے گی ——— ڈورائے کو اپنے ماں باپ یاد آئے ——— یہ ریل ان کے پاس سے ان کے گھر سے کچھ ہی میل کے دور سے گزرے گی اسے پہاڑی پر بنا ہوا اپنا جھونپڑا یاد آیا جہاں سے ردن اور دریائے سین کی وادی نظر آتی تھی۔ اس کے ماں باپ ایک چھوٹی سی دیہاتی سرائے چلاتے تھے۔ اور ان کی خواہش تھی کہ ان کا لڑکا ترقی کرے۔ انہوں نے اسے کالج میں پڑھوایا۔ امتحان میں فیل ہونے کی وجہ سے تعلیم ختم ہو گئی تو وہ فوج میں اس امید کے ساتھ بھرتی ہوا کہ ایک دن کرنل اور جنرل تک پہونچ جائے گا مگر پانچ برس ختم ہونے سے پیشتر ہی اسے فوجی زندگی سے نفرت ہو گئی اور اس نے پیرس میں تقدیر آزمانے کی ٹھانی۔ فوج میں اس نے اکثر کامیابی حاصل کی تھی کچھ فتوحات اور ادنچے طبقہ میں کارگزاریاں کی تھیں ایک ٹیکس کلکٹر کی لڑکی کو پھانسا تھا جو سب کچھ چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو جانا چاہتی تھی پھر ایک وکیل کی بیوی سے بھی عشق کیا تھا جو اس کے فراق میں ڈوب مرنا چاہتی تھی۔ اس کے ساتھی اس کی بابت کہا کرتے تھے ——— "وہ بڑا چلتا ہوا ہے لومڑی کی طرح تیز طرار ہے وہ ہر قسم سے آسانی کے ساتھ نکل جائے گا" ——— اور اس نے تہیہ کیا تھا کہ وہ چالباز ہوگا لومڑی ہوگا اور حدوں کو پار کر جائے گا۔ اس کا نارمن ذہن فوجی زندگی اور افریقہ میں فوج کشی کے اثر سے بہت بڑھ گیا تھا۔ غیر قانونی مفاد۔ مشکوک ترکیبیں۔ فوجی وقار کا خیال ڈینگ مارنے کی عادت، حب الوطن کے جذبات، باہمی تعلقات۔ فوجی زندگی کی اہمیت ان سب چیزوں نے اس کے ذہن کو ایک ایسے خراب پنیدے کا بکس بنا دیا تھا جس میں ہر قسم کی چیزوں کی جگہ تھی ——— مگر ترقی کرنے کی خواہش سب سے اہم تھی؛ اور اب لاشعوری طور پر اس کے سامنے وہ خواب آجاتے جو وہ شام کے وقت دیکھا کرتا تھا کہ کوئی ایک معاشقہ ایک ہی حسینہ

میں اس کی امیدوں کو حقیقت میں بدل دے گا وہ کسی بینکر کی لڑکی سے شادی کرے گا یا کسی لارڈ کی لڑکی سے جو ایک نظر میں اس کی ہو جائے گی ——— ریل کی تیز آواز جو سرنگ سے نکلتے وقت آتی اسے خوابوں سے جگا دیتی پھر اس کے ذہن پر امید کا سحر طاری ہو جاتا وہ اندھیرے کو بوسہ دیتا اس عورت کے تصور کو بوسہ دیتا جو اس کے ذہن میں تھی اس خوش قسمتی کو بوسہ دیتا جس کے لئے اس کی خواہش بے قرار تھی۔ پھر اس نے کھڑکی بند کی اور کپڑے اتارنے لگا۔

"کوئی حرج نہیں" اس نے سوچا "کل میں بہتر لکھ سکوں گا۔ آج رات میرا جی نہیں لگ رہا ہے شاید میں کچھ زیادہ شراب پی گیا ہوں، ایسی صورت میں کام نہیں ہو سکتا۔"

وہ بستر پر آیا روشنی گل کی اور فوراً ہی سو گیا۔ علی الصبح وہ بیدار ہوا۔ اس کا دل پریشان تھا مگر امید تازہ تھی۔ بستر سے اچک کر اس نے کھڑکی کھولی اور اچھی طرح ہوا کھائی دورانے کچھ دیر کھڑکی پر کھڑا رہا اور دیہات کو دیکھتا رہا پھر اس نے دل میں کہا۔ "اگر آج وہ وہاں ہوتا تو کتنا اچھا تھا" پھر اسے یاد آیا کہ کام کرنا چاہیئے۔ وہ پھر میز پر بیٹھا سیاہی میں قلم ڈبویا اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور سوچنے لگا مگر سب بے کار ثابت ہوا کوئی خیال نہ آیا۔ بہر کیف وہ نا امید نہ ہوا۔ اس نے سوچا "مجھے لکھنے کی عادت نہیں ہے یہ کام بھی دوسرے کاموں کی طرح سیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اسے شروع کرنے سے پہلے کچھ مدد کی ضرورت ہے میں فورسٹیر کے پاس چلوں وہ دس منٹ میں میرے مضمون کو چلا دے گا۔"

اور اس نے کپڑے بدلے۔ جب وہ سڑک پر آ گیا تو اسے محسوس ہوا کہ دوست کے پاس جانے کے لئے ابھی مناسب وقت نہ تھا شاید وہ دیر تک سوتا ہو گا چنانچہ وہ بلوارڈ میں ٹہلنے لگا۔ ابھی نو نہیں بجے تھے۔ وہ پارک مونسیو کی طرف چلا جو صبح چھڑکاؤ

کے بعد بے حد تازہ اور اچھا لگ رہا تھا۔ بنچ پر بیٹھ کر وہ پھر خوابوں کی دنیا میں پہونچ
گیا۔ ایک خوش پوش نوجوان اس کے سامنے ٹہل رہا تھا ——— یقیناً وہ کسی لڑکی کا انتظار
کر رہا تھا۔ وہ لڑکی منہ پر نقاب ڈالے آہستہ آہستہ آئی اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال
کر چلی گئی۔ دورائے کے دل میں بھی عشق کرنے کا شوق اٹھا وہ اعلیٰ قسم کی عشق بازی کرنا چاہتا تھا
وہ اٹھا اور فورسٹر کا دھیان کرتا ہوا چل دیا۔ وہ اپنے دوست کے دروازے پر پہونچا
دوست گھر سے نکل ہی رہا تھا۔

"ہیلو ——— اتنے سویرے۔ مجھ سے کچھ کام ہے؟"

دورائے اسے جاتا دیکھ کر پریشان ہوا۔

"بھئی معاملہ یہ ہے کہ" اس نے لڑکھڑا کر کہا۔ "میں اپنے مضامین نہیں لکھ پا رہا ہوں
اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ میں نے پہلے کبھی نہیں لکھا تھا۔ ہر کام کی طرح
اس میں بھی مشق کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کچھ عرصہ میں میں سیکھ جاؤں گا مگر شروع
کرنے کے لئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں ——— میرے ذہن میں خیالات تو ہیں
مگر میں انہیں ادا نہیں کر پاتا۔"

... ...

... ...

وہ رکا۔ تھوڑا جھجکا۔ فورسٹر معنی خیز انداز سے ہنسا اور کہنے لگا "ایسی باتیں میں نے
پہلے بھی سنی ہیں۔"

دورائے بولا "شروع شروع میں سب کا یہی حال ہوتا ہوگا اس لئے میں نے سوچا
کہ تمہارے پاس آؤں اور مدد چاہوں، دس منٹ میں تم سب ٹھیک کر دوگے بس مجھے بتا دو

کر کیا کرنا چاہیے، مجھے طرز ادا کی بابت ہدایات دو، تمہاری مدد کے بغیر میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔" فورسیٹر اب بھی مسکرائے جا رہا تھا۔ اس نے اپنے دوست کے بازو پر ہاتھ مارا اور کہا "اوپر جاؤ اور میری بیوی سے ملو وہ بالکل میری ہی طرح تمہاری مدد کرے گی، میں نے اسے کام سکھا دیا ہے۔ اس وقت میرے پاس وقت نہیں ہے ورنہ میں بخوشی بتا دیتا۔"

دورائے ہچکچایا اور بولا۔ "یقیناً اتنے سویرے میں اوپر جاکر ان سے نہیں مل سکتا۔"

"جا سکتے ہو، وہ اٹھ چکی ہے اور میرے لئے نوٹ چھانٹ رہی ہے۔"

دورائے نے اوپر جانے سے انکار کیا۔ "نہیں نہیں ...... یہ ناممکن ہے۔"

فورسیٹر نے اس کا شانہ پکڑ کر اسے ایڑیوں پر گھما دیا اور زینے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ "جاؤ بھی احمق کہیں کے، اور مجھے تین زینے چڑھ کر تمہارا تعارف کرانے اور تمہاری شکل بتلانے کی زحمت مت دو۔"

چنانچہ دورائے تیار ہو گیا ــــــ "شکریہ۔ میں اوپر جاتا ہوں میں ان سے کہہ دوں گا کہ تم نے زبردستی کی بالکل زبردستی کی کہ میں اوپر جاؤں اور ان سے ملوں۔"

"ہاں۔ وہ تمہیں کھا نہیں جائے گی۔ اور دیکھو آج تین بجے ضرور آنا۔"

"اوہ ــــــ اس کی پرواہ نہ کرو۔"

فورسیٹر جلدی جلدی چلا گیا۔ دورائے زینہ پر دھیرے دھیرے چڑھا۔ وہ شش و پنج میں تھا کہ کیا کہے گا ــــــ نوکر نے آکر دروازہ کھولا۔ وہ نیلے ایپرن میں تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں جھاڑو تھی۔

"مالک گھر پر نہیں ہیں۔" وہ دورائے کے سوال کرنے سے پہلے ہی بولا
دورائے نے کہا۔ "مادام سے پوچھو کہ وہ مجھ سے ملیں گی اور کہنا کہ میں ان کے

شوہر کے ایما پر آیا ہوں وہ ابھی مجھ سے نیچے ملے تھے۔"

دورائے انتظار کرتا رہا ـــــ آدمی واپس آیا۔ داہنی جانب کا دروازہ کھولا اور کہا "مادام آپ سے ملیں گی موسیو"

مادام ایک آرام کرسی میں بیٹھی تھی کمرہ چھوٹا تھا جس کی دیواریں کتابوں سے چھپی ہوئی تھیں جو کالی لکڑی کی الماریوں میں قرینہ سے رکھی تھیں وہ بچھری۔ وہ ہمیشہ کی طرح مسکرا رہی تھی۔ وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھی جس میں لیس لگی تھی۔

"اتنی جلدی؟" اس نے کہا پھر بولی ـــــ "میرا مطلب تنبیہ نہیں ہے بلکہ محض سوال ہے۔"

دورائے نے لڑکھڑا کر کہا ـــــ "اوہ مادام میں آنا نہیں چاہتا تھا مگر آپ کے شوہر نے جو مجھے نیچے ملے زبردستی مجھے یہاں بھیجا ہے اس قدر پریشان ہوں کہ بتا نہیں سکتا۔"

اس نے ایک میز کی طرف اشارہ کرتے کہا "بیٹھ جاؤ اور بتاؤ۔"

مادام کے ہاتھ میں پر کا قلم تھا جسے وہ گھما رہی تھی۔ میز پر ایک بڑا کاغذ رکھا تھا۔ جس پر لکھتے لکھتے وہ رک گئی تھی۔ وہ کام کرنے میں مشاق ہو چکی تھی اسے صحافت میں بھی ایسی ہی مشق ہو گئی تھی جیسی ڈرائنگ روم کے دیگر کام کرنے میں۔ اس کی چادر سے ہلکی ہلکی خوشبو نکل رہی تھی۔

دورائے خاموش رہا اور وہ بولتی گئی "اب مجھے بتاؤ کہ کیا معاملہ ہے؟"

دورائے دھیمی تھرتھرائی ہوئی آواز میں بولا "اچھا..... نہیں سچ مچ میں نہیں چاہتا..... معاملہ یہ ہے کہ کل رات دیر تک کام کیا ـــــ آج صبح بھی..... علی الصبح کوشش

کی کہ وہ مضمون لکھوں جو مادام واطر چاہتی ہیں.... اور میں کچھ ٹھیک نہیں لکھ پاتا ہوں، میں نے ہر کوشش کی۔ مجھے اس کام کی عادت نہیں ہے.... میں فوریسٹر سے مدد لینے آیا تھا، بس ایک دفعہ مدد کافی ہے۔"

مادام نے بڑی خوشی محسوس کی وہ خوب ہنسی اور بولی "اچھا تو انھوں نے تمھیں میرے پاس بھیجا ہے، بہت اچھا"

"ہاں مادام انھوں نے کہا کہ آپ میری اس مشکل میں ان سے زیادہ مدد کر سکیں گی۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی "اس طرح ساتھ ساتھ لکھنا بہت اچھا ہوتا ہے، یہاں میری کرسی پر بیٹھو کیونکہ دفتر کے لوگ میرا خط پہچانتے ہیں—— میں تمہارا مضمون لکھوا دوں گی اور وہ کامیاب ہوگا"——

وہ بیٹھ گیا۔ قلم ہاتھ میں لیا اپنے سامنے ایک کاغذ پھیلایا اور انتظار کرنے لگا۔ مادام اس کو تیاریاں کرتے دیکھتی رہی پھر اس نے کارنس سے سگریٹ اٹھا کر سلگائی۔

"میں بغیر سگریٹ کے نہیں لکھ سکتی" اس نے کہا "آؤ اب حالات بیان کرو"

دورائے نے متعجب ہو کر اسے دیکھا "یہی تو میں نہیں کر سکتا اور اسی لئے آپ کے پاس آیا ہوں۔"

وہ بولی "ہاں میں سب چیزیں تیار کر دوں گی۔ میں نمک مرچ لگاؤں گی تم گوشت دو۔"

وہ پریشان رہا آخر جھجکتے ہوئے اس نے کہا "میں اپنا سفر شروع سے بیان کرنا چاہتا ہوں"

اب پھر وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی "اچھا مجھے پہلے

اپنا قصہ سناؤ، جس طرح جی چاہے شروع کردو بالکل آزادی کے ساتھ اور کچھ مت چھوڑو۔ جو ضروری ہوگا میں منتخب کر لوں گی۔"

مگر جب وہ شروع ہی نہ کر سکا تو وہ ایک پادری کی طرح اس سے سوال کرنے لگی اس نے اس قسم کے سوالات کئے جن سے دورائے کو گزری ہوئی باتیں یاد آئیں۔ پھر لوگ جن سے وہ ملا تھا یاد آئے۔ چہرے جو اس نے دیکھے تھے اس کے حافظہ میں ابھر آئے۔

اسی طرح پندرہ منٹ تک مادام اسے الجھائے رہی پھر اکدم سے بولی "اچھا اب شروع کرتے ہیں، یوں سمجھو کہ تم اپنے تاثرات ایک دوست کو لکھ رہے ہو جو تمہیں ہر قسم کی احمقانہ باتیں کرنے کی اجازت دیتا ہے، ہر قسم کے جملے کسو، بالکل قدرتی اور دلچسپ طریقہ سے بیان کرو، اس طرح شروع کرو ——— "پیارے ہنری تم جاننا چاہتے ہو کہ الجزائر کیسا ملک ہے اچھا میں بیان کرتا ہوں، کیونکہ مجھے اس مٹی کے جھونپڑے میں اب کچھ نہیں کرنا ہے اس لئے میں اپنی زندگی کے حالات یومیہ بلکہ گھنٹہ گھنٹہ بھر کے لکھ کر بھیجوں گا، اگر تمہیں یہ مضحکہ خیز معلوم ہوں تو مجبوری ہے۔ تم انہیں اپنی شناسا خواتین کو تو دکھلاؤ گے نہیں!"

اپنی سگریٹ جلانے کے لئے وہ رکی۔ اور دورائے کا قلم کاغذ پر رک گیا۔

"اچھا چلو" اس نے کہا۔

الجزائر ایک بڑا فرانسیسی مقبوضہ ہے۔ یہ اس بڑے ریگستان کے کنارے ہے، جسے صحرائے اعظم، وسط افریقہ وغیرہ کہا جاتا ہے ——— الجزائر ایک دروازہ ہے، اس براعظم کا سفید اور خوبصورت دروازہ ——— مگر پہلے تمہیں وہاں پہونچنا پڑتا ہے۔ اور پہونچنا ہر شخص کے لئے آسان نہیں ہے، میں جیسا کہ تم جانتے ہو بہت اچھا شہ سوار ہوں کیوں میں کرنل کے گھوڑوں کو تربیت دیتا ہوں مگر ایک آدمی اچھا شہ سوار اور برا جہاز

بداں ہو سکتا ہے۔ یہی میری مشکل تھی.... تمہیں میجر سمبر ٹاس یاد ہوں گے۔ جب ہم سمجھتے تھے کہ اب چوبیس گھنٹہ کے لئے اسپتال میں رہنے کا موقعہ ہے تو ہم اس کے پاس جاتے وہ کرسی پر بیٹھا نظر آتا۔ اس کی ٹانگیں سرخ پتلون میں پھیلی ہوئی ہوتیں ہاتھ گھٹنے پر ہوتے کہنیاں ہوا میں ہوتیں، اس کی بڑی بڑی گول آنکھیں پھر رہی ہوتیں اور وہ اپنی مونچھ چباتا ہوتا ــــ تمہیں اس کا نسخہ یاد ہے؟ ــــ" اس سپاہی کا معدہ خراب ہے اسے میرا عام نسخہ دو جلاب دو۔ پھر بارہ گھنٹہ آرام اور وہ ٹھیک ہو جائے گا" ــــ وہ جلاب بڑا مجرب تھا اور ہم اسے پی کر بارہ گھنٹہ کا آرام حاصل کر لیا کرتے۔ تو میرے پیارے دوست افریقہ پہونچنے کے لئے تمہیں چالیس گھنٹہ کا ایک اور قسم کا سخت جلاب برداشت کرنا پڑتا ہے اور یہ جلاب اٹلانٹک کمپنی دیتی ہے ــــ"

اس نے اس خیال پر... خوشی سے اپنے ہاتھ ملے پھر وہ اٹھ کر اِدھر اُدھر ٹہلی سگریٹ سلگائی اور پھر املا بولنے لگی۔ اسکے منہ سے دھوئیں کی چھوٹی چھوٹی دھاریں نکلیں۔ کبھی کبھی وہ اپنا ہاتھ ہلا کر دھوئیں کو ہٹا دیتی کبھی وہ دھوئیں کو اپنی انگلی سے کاٹتی اور ان دو حصوں کو ہوا میں تحلیل ہوتے ہوئے غور سے دیکھتی۔ دورائے آنکھیں اٹھا کر اس کی ہر ادا کو دیکھتا اس کے جسم اور چہرے کی ہر حرکت پر نظر رکھتا۔ اب وہ بحری سفر کے واقعات ترتیب دے رہی تھی۔ فرضی ساتھیوں کے خاکے بنا رہی تھی اس نے ایک کپتان کی بیوی سے جو اپنے شوہر کے پاس جا رہی تھی فرضی عشق کا قصہ گڑھ ڈالا۔ پھر بیٹھ کر اس نے دورائے سے الجزائر کے جغرافیہ کی بابت سوال کئے۔ اسے خود کچھ نہیں معلوم تھا دس منٹ میں اسے سب کچھ معلوم ہو گیا اس نے سیاسی اور طبعی جغرافیہ پر ایک حصہ لکھ ڈالا تاکہ پڑھنے والوں کی معلومات میں اضافہ ہو اور آگے بڑھنے کے لئے زمین ہموار ہو ــــ پھر اس نے موبہ

اندران کا حال بیان کیا۔ بڑا ہلکا پھلکا بیان تھا۔ موضوع زیادہ تر عورتیں تھیں عرب عورتیں یہودی اور ہسپانوی۔

"یہی موضوع سب سے زیادہ دلچسپ ہے" اس نے کہا۔

اختتام پر اس نے جورجبیں دورائے اور ایک ہسپانوی لڑکی کے عشق کا واقعہ گڑھ ڈالا۔ یہ لڑکی الفا کا غذ کمپنی میں ملازم تھی اس نے اس لڑکی سے رات میں پہاڑیوں پر ملاقاتیں بیان کیں جہاں عرب کتے بھونک رہے تھے۔

پھر اس نے خوش ہو کر کہا ——— "باقی آئندہ"۔۔۔ یہ ہے جناب عالی طریقہ مضمون نویسی کا ——— دستخط کیجئے مہربانی کرکے"

دورائے جھجکا۔

"دستخط کرو نا"

چنانچہ وہ زور سے ہنس پڑا اور کاغذ کے نیچے اس نے "جورجبیں دورائے" لکھ دیا۔ وہ اب بھی ہنس ٹہل کر سگریٹ پی رہی تھی اور وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کن الفاظ میں اس کا شکریہ ادا کرے۔ وہ بڑا شکر گزار تھا۔ مادام کے قرب سے اسے جسمانی حظ محفوظ ہو رہا تھا۔

پھر ایک دم سے مادام نے پوچھا۔ "میری دوست مادام ماریل کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟"

وہ متعجب ہو کر بولا ——— "کیوں۔۔۔۔ میری رائے میں وہ بڑی دلکش۔۔۔۔"

"واقعی؟"

"ہاں یقیناً"

وہ کہنا چاہتا تھا ــــ "اتنی دلکش ہے جتنی تم ہو" مگر وہ کہہ نہ سکا۔

وہ کہتی رہی ــــ "کاش تم جانتے کہ وہ کتنی دلچسپ ہے، کتنی جدت پسند کتنی ذہین ہے۔ سچ مچ عیاش ــــ اسی وجہ سے اس کا شوہر اسے پسند نہیں کرتا۔ وہ صرف اس کی کمزوری دیکھتا ہے اور خوبیوں پر نگاہ نہیں رکھتا۔"

دورائے کو یہ سن کر تعجب ہوا کہ مادام اربلی شادی شدہ ہے مگر یہ حقیقت تھی!

"حقیقتاً وہ شادی شدہ ہے ــــ اور اس کا شوہر کیا کرتا ہے؟"

مادام فورسٹیر نے اپنے شانے ہلائے بھنویں چڑھائیں دورائے نہ سمجھ سکا کہ اس کا مطلب کیا تھا ــــ "وہ وہ مرد لوٹوں کا انسپکٹر ہے اور پیرس میں ہر ماہ ایک ہفتہ کے لئے آتا ہے اس کی بیوی اس ہفتہ کو "لازمی نوکری" یا "ملازمت کا ہفتہ" کہتی ہے یا "پاک ہفتہ" قرار دیتی ہے۔ جب تم اسے اچھی طرح سمجھو گے تو معلوم ہوگا کہ وہ کتنی ذہین اور اچھی ہے، ایک دن جا کر اس سے ملو۔"

دورائے کا دل اٹھنے کو نہیں چاہ رہا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے بیٹھا رہے گا۔ یوں جیسے وہ اپنے گھر میں تھا۔ مگر دروازہ کھلا اور ایک دراز قد انسان بغیر اطلاع اندر آگیا۔ کمرے میں ایک مرد کو دیکھ کر وہ رکا۔ مادام فورسٹیر کو کچھ پریشانی ہوئی مگر جب وہ بولی تو اس کی آواز صاف تھی۔

"آجاؤ پیارے ــــ یہ فورسٹیر کے اچھے ساتھی ہیں موسیو جورجیس دورائے جو صحافی ہونے والے ہیں۔" پھر لہجہ بدل کر اس نے کہا۔ "ہمارے سب سے بہتر اور سب سے ندیم دوست کاؤنٹ ڈورک۔"

دونوں ایک دوسرے کے سامنے جھکے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں

میں آنکھیں ڈالیں اور دورائے ایک دم سے الگ ہوگیا ۔ اسے ٹھہرنے کے لئے نہیں کہا گیا ۔ اس نے لڑکھڑاتے ہوئے کچھ الفاظ ادا کئے ۔ مادام فوریسٹر سے ہاتھ ملایا کاؤنٹ کی طرف جھک کا حالانکہ کاؤنٹ دنیادار لوگوں کی طرح سنجیدہ رہا ۔ پھر کافی پریشان ہوکر وہ چلا آیا، وہ سمجھ رہا تھا کہ اس نے بڑی حماقت کی تھی ۔

جب وہ سڑک پر پہونچا تو وہ رنجیدہ اور پریشان تھا ۔ ایک پوشیدہ رنج کا جذبہ اس پر طاری ہوگیا وہ چلتا گیا ۔ اسے تعجب ہوا کہ وہ رنجیدہ کیوں ہوگیا ہے ——— پھر اسے محسوس ہوا کہ اس اجنبی کا آنا اور اس کی دلچسپ صحبت کو برباد کر دینا ہی اس کی غمزدگی کا سبب تھا ۔ اسے اس پر بھی حیرت ہوئی تھی کہ وہ آدمی بھی وہاں اس کی موجودگی پر خوش نہیں ہوا تھا ۔

تین بجے تک اسے انتظار کرنا تھا اور ابھی دوپہر بھی نہیں ہوئی تھی ۔ اس کی جیب میں چھ فرانک اور پچاس سیوس تھے ۔ وہ ایک سستے ریستورن میں کھانا کھانے گیا پھر وہ بلوارڈ میں پھرتا رہا اور تین بجتے ہی وہ اخبار فرانسائی کے خوشنما زینوں پر پہونچ گیا دفتر کے ملازم ہاتھ باندھے ہوئے بنچ پر بیٹھے تھے ۔ ایک اطلاع کرنے والا پیٹھ موڑے ہوئے دفتری کرسی پر بیٹھا ہوا خطوط چھانٹ رہا تھا ۔ ہر چیز نو واردوں پر رعب ڈالتی تھی ۔ ہر شخص جو کسی مستعد تیز اور صحیح معلوم ہوتا تھا ——— ایک بڑے اخبار کا رعب ہر ہر چیز سے نمایاں تھا ۔

دورائے نے پوچھا ——— موسیو والٹر کہاں ملیں گے ؟"

کلرک نے جواب دیا ۔" مدیران کانفرنس میں معروف ہیں آپ بیٹھ جائیے اور انتظار کیجئے ۔"

اس نے کمرۂ انتظار کی طرف اشارہ کیا جو آنے والوں سے بھر چکا تھا۔ ان لوگوں میں اہم اور سنجیدہ لوگ تھے جن کے سینوں پر تمغے لگے تھے اور معمولی کپڑوں والے لوگ بھی تھے مردوں کے درمیان تین عورتیں بھی بیٹھی تھیں۔ ان میں ایک خوش قطع عورت مسکرا رہی تھی اور بہت اچھے کپڑے پہنے تھی یہ رنگین عورتوں کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ اس کی ساتھی کا چہرہ رنجیدہ اور جھریوں دار تھا یہ بھی عمدہ لباس پہنے تھی چہرے سے معلوم تھا کہ کبھی یہ ایکٹرس رہی ہوگی۔ تیسری عورت الگ کونے میں بیٹھی ہوئی رو رہی تھی۔ دورائے نے سوچا شاید وہ مدد مانگنے آئی تھی۔ اب تک کوئی نہیں داخل ہوا تھا اور بیس منٹ گزر چکے تھے۔

پھر دورائے کو کچھ خیال آیا اور وہ اطلاع کرنے والے چپراسی سے بولا "موسیو والٹر نے مجھ سے تین بجے ملنے کو کہا تھا دیکھو میرے دوست موسیو فورسٹیر تو وہاں نہیں ہیں؟"

اسے ایک طویل راہداری سے لے جایا گیا۔ یہاں سے ہوتا ہوا وہ ایک بڑے کمرے میں پہونچا جہاں چار آدمی ایک بہت بڑی سبز میز پر بیٹھے لکھنے میں مصروف تھے۔ فورسٹیر انگیٹھی کے پاس کھڑا تھا اور سگریٹ پی رہا تھا وہ کپ اور بال کھیل رہا تھا۔ وہ اس کھیل میں بڑا مشاق تھا اور ہر بار گیند کو پیالے پر روک لیتا تھا وہ گن رہا تھا بائیس تیئس (۲۳) چوبیس پچیس ——

"چھبیس" دورائے نے کہا۔

اس کے دوست نے اپنا ہاتھ روکے بغیر اس کی طرف دیکھا —— "ہیلو آگئے —— کل میں نے بغیر ناکامیاب ہوئے ستاون بنائے، براڈیل ہی ایک شخص ہے جو مجھے مات دے دیتا ہے۔ کیا تم مالک سے ملے ہو، تمہیں اس بڈھے احمق نار برٹ کو یہ کھیل کھیلتے دیکھنا چاہیئے، نہایت ہی مضحکہ خیز منظر ہوتا ہے، وہ اپنا منہ کھول لیتا ہے جیسے گیند کو نگل

جائے گا۔"

پھر وہ دورائے کی طرف متوجہ ہو کر بولا "میرے ساتھ آؤ میں تمہیں مالک کے پاس لے چلوں ورنہ تم سات بجے تک سڑ جاؤ گے۔"

وہ دونوں ویٹنگ روم میں آئے جہاں لوگ اب تک اسی طرح بیٹھے تھے۔ جیسے ہی فورسٹر سامنے آیا وہ جوان عورت اور بوڑھی اداکارہ جلدی سے اٹھ کر اس سے ملنے کو بڑھیں۔ وہ پہلے ایک کو اور پھر دوسری کو الگ لے گیا اور اگرچہ گفتگو دھیمی آواز میں ہو رہی تھی مگر دورائے نے سنا کہ فورسٹر دونوں سے "تو" کہہ کر بات کر رہا تھا۔

پھر وہ مختلف دروازوں سے گزر کر مدیران کے کمرے میں آ گئے ——— جو کانفرنس ایک گھنٹے سے ہو رہی تھی وہ دراصل تاش کی بازی تھی۔ کھیلنے والوں میں چپٹے پنیرے کی ٹوپیاں پہنے ہوئے وہ لوگ بھی تھے جنہیں دورائے نے گزشتہ روز دیکھا تھا۔ موسیو والٹر کے ہاتھ میں پتے تھے اور وہ بڑی توجہ سے کھیل رہا تھا۔ ناربرٹ ایک مضمون لکھ رہا تھا۔ ڈ ایڈیٹر کی کرسی میں بیٹھا تھا۔ جیکس رائول صوفے پر نیم دراز سگار پی رہا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ کمرے میں گھٹن تھی۔ چمڑا لگے ہوئے فرنیچر تمباکو اور چھپے ہوئے کاغذ کی ویسی ہی بو جو ایڈیٹروں کے کمروں میں ہوتی ہے۔ کالی لکڑی کی میز پر جس پر تانبا جڑا تھا، کاغذوں کا ایک ڈھیر تھا۔ ان میں کارڈ، خطوط، اخبار، رسالے، تجارتی بل اور ہر قسم کے چھپے ہوئے کاغذ تھے۔

فورسٹر نے کھیلنے والوں کے پیچھے کھڑے ہوئے لوگوں سے ہاتھ ملائے اور چپ چاپ کھڑا ہو کر کھیل دیکھنے لگا۔ پھر جب بڈھا والٹر جیت گیا تو اس نے اپنے ساتھی کو بڑھاتے ہوئے کہا ——— "یہ ہیں میرے دوست دورائے۔"

ایڈیٹر نے نوجوان کو ایک نظر دیکھا پھر پوچھا "تم وہ مضمون لائے؟ وہ آج موریں کی بحث کے ساتھ ساتھ چھپ جائے گا"

دورائے نے تہہ کئے ہوئے کاغذ جیب سے نکالے " یہ رہا موسیو"

مالک خوش ہو گیا، وہ مسکرایا اور بولا "بہت خوب۔ تم نے وعدہ پورا کیا، میں اس پر نظر ثانی کراؤں گا، فوریسٹیر"

مگر فوریسٹیر فوراً ہی بول پڑا ——— "یہ ضروری نہیں ہے موسیو والٹر، میں نے انہیں کام سکھانے کے لئے ان کے ساتھ مضمون لکھا، بہت اچھا ہے "

ایڈیٹر ایک طویل القامت آدمی سے تاش کے پتے لے رہا تھا۔ اس نے بے توجہی سے کہا ——— "اچھا، پھر"

فوریسٹیر نے اسے کھیل شروع نہیں کرنے دیا وہ اس کے کان کے پاس جھکا اور بولا "آپ نے دورائے کو مار مبوٹ کی جگہ رکھنے کو کہا تھا، کیا میں انہیں اسی تنخواہ پر رکھ لوں؟"

"ہاں ضرور"

وہ اپنے دوست کا بازو تھام کر چلا آیا۔ موسیو والٹر نے کھیل شروع کر دیا۔ نار برٹ نے نظر نہ اٹھائی وہ دورائے کو پہچان بھی نہ سکا۔ جکیں راؤں نے بڑے دکھاوے کے ساتھ اس سے ہاتھ ملایا جیسے وہ اس کا بڑا ہی عزیز دوست تھا۔ وہ پھر کمرۂ انتظار سے ہو کر گزرے۔ ہر شخص انہیں دیکھنے لگا فوریسٹیر نے جوان عورت سے کہا۔ "ایڈیٹر ابھی تم سے ملیں گے وہ اس وقت دو ممبروں سے بجٹ پر گفت و شنید کر رہے ہیں"

پھر وہ تیزی سے اکڑتا ہوا گزرا یوں جیسے وہ کوئی بڑا اہم تار دینے جا رہا ہو۔ جیسے ہی وہ صحافیوں کے کمرے میں آئے فوریسٹیر الماری کے پاس گیا اور گیند اور پیالہ

نکال کر پھر کھیلنے لگا۔ گنتی کے دوران بولتے ہوئے اس نے دو رائے سے کہا ــــ" بس اب تمہیں ہر روز یہاں تین بجے آنا ہوگا، میں بتاؤں گا کہ تمہیں کیا کرنا اور کہاں جانا ہوگا صبح دوپہر اور شام کو ــــ ایک .... پہلے تو میں تمہیں ایک تعارفی خط محکمۂ پولیس کے افسر کے نام دوں گا ــــ دو .... جو تمہارے ساتھ اپنا ایک ملازم کردے گا اور تمہیں اس کے ساتھ اہم خبروں کا انتظام کرنا ہوگا ــــ تین .... پولیس کے دفتر سے تمہیں سرکاری اور نیم سرکاری خبریں ملیں گی ــــ تمام معاملات کل تمہیں برادر ٹیٹس سے معلوم ہوجائیں گے ــــ چار .... چاہے تم ان سے اب ملو چاہے کل، تمہیں یہ سیکھنا ہوگا کہ ہر قسم کی خبریں کس طرح جمع کی جاتی ہیں ــــ پانچ .... اور ہر دروازے پر خواہ وہ کھلا ہو یا بند جانا پڑے گا ــــ چھ .... تمہاری تنخواہ دو سو فرانک ماہانہ ہوگی اور اچھی خبروں پر ایک پینی فی سطر اس کے علاوہ ملے گی ــــ سات .... ایک پینی فی سطر ان مضامین پر بھی ملے گی جو تم سے ان سب کے علاوہ لکھوائے جائیں گے ــــ آٹھ ....."

اب وہ پوری طرح پر کھیل میں منہمک ہوگیا اور آہستہ آہستہ گننے لگا ــــ " نو، دس، گیارہ، بارہ، تیرہ ــــ " چودھواں نمبر ضائع ہوگیا اور وہ بولا " لعنت خدا کی تیرہ پر ــــ ہمیشہ میری قسمت خراب ہوجاتی ہے، میں تیرہ کو مروں گا بھی یقیناً "

ایک اور صحافی جو اپنا کام ختم کرچکا تھا الماری کے پاس گیند اور پیالہ لینے چلا گیا۔ وہ پستہ قد تھا اور بچہ معلوم ہوتا تھا حالانکہ وہ بتیس برس کا تھا۔ پھر اور صحافی بھی آئے اور ایک ایک کرکے اپنے کھلونے اٹھاتے رہے۔ تھوڑی دیر میں دیوار سے پیٹھ لگائے چھ انسان برابر برابر نظر آئے۔ سب ایک ہی انداز سے سرخ پیلے اور کالے گیند اچھال رہے تھے۔ کھیل میں مقابلہ ہونے لگا۔ دو آدمی جو اب تک کھیل رہے تھے اٹھ کر آئے اور ثالث بن گئے۔

فورسٹیر نے گیارہ نمبر جیتے۔ پھر چھوٹے آدمی نے حکم دیا ــــــ "نو پیالے" اور وہ شراب کے انتظار میں پھر کھیلنے لگے۔

ڈورائے نے اپنے نئے ساتھیوں کے ساتھ بیئر پی پھر اپنے دوست سے اس نے پوچھا "اب میں کیا کروں؟"

"آج کوئی کام نہیں ہے۔" اس نے کہا۔ "اگر تم چاہو تو چلے جاؤ۔"

"اور میرا مضمون؟ کیا آج وہ چھپ جائے گا۔؟"

"ہاں، مگر یہ مجھ پر چھوڑ دو، میں پروف صحیح کر دوں گا۔ کل کے لئے دوسرا لکھو اور تین بجے یہاں آجاؤ جیسے آج آئے تھے۔"

ڈورائے نے سب سے مصافحہ کیا حالانکہ وہ ان کے نام بھی نہیں جانتا تھا۔ پھر وہ زینے اترنے لگا۔ اس کا دل خوش تھا اور روح تازہ تھی ــــــ

اس رات دو رائے ٹھیک سے نہ سو سکا۔ اسے اپنے مضمون کو چھپا ہوا دیکھنے کی فکر تھی۔ دن نکلتے ہی وہ اٹھا اور اس سے پہلے کہ اخبار والے نکل کر آوازیں لگائیں وہ سڑکوں پر پھرنے لگا۔ وہ لازار گیا کیونکہ وہاں اس کے محلے سے پہلے اخبار آجاتا تھا مگر اسٹیشن پر بھی وہ قبل از وقت پہونچ گیا اور چبوترے پر ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اس نے ایک اخبار فروش عورت کو اپنی شیشے لگی دوکان کھولتے دیکھا پھر اس نے دیکھا کہ ایک آدمی سر پر اخباروں کا بنڈل رکھے آرہا ہے۔ وہ جلدی سے اس کے پاس گیا۔ اس بنڈل میں گلینرد۔ گل بلاس۔ گاؤلوس۔ ادنی مان اور دیگر اخبارات تھے مگر فرانسائی کا نام نہ تھا پھر اسے ایک پریشان کن خیال آیا۔ شاید اس کے مضمون کو آئندہ روز چھاپا جائے یا ممکن ہے کہ پریس کو بھیجتے وقت بڈھے والٹر نے اس کا مضمون رد کر دیا ہو ——! وہ بازار واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ فرانسائی بک رہا تھا۔ وہ لپکا۔ تین سیوس دیئے

اخبار لے کر کھولا اور سرخیاں دیکھنے لگا ـــــ اس کا مضمون نہ ملا۔ اس کا دل دھڑکنے لگا پھر اس نے ورق الٹے اور کپکپاتے ہوئے اس نے ایک کالم کے نیچے جلی حروف میں "جارجیس دورلائے" لکھا دیکھا ـــــ وہ کھِل کر رہ گیا!

وہ بغیر سوچے ہوئے چل پڑا اخبار اسکے ہاتھ میں تھا اسنے چاہا کہ راہگیر کو روک کر کہے "یہ خریدیئے۔ یہ خریدیئے۔ اس میں میرا ایک مضمون ہے" ـــــ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ خوب زور سے چیخے جیسے اخبار والے چیختے ہیں "فرانسائی پڑھو ـــــ جارجیس دورلائے کا مضمون پڑھو جس کی سرخی ہے۔" افریقہ میں ایک فرانسیسی سپاہی کی یادیں"۔ پھر اسے مضمون کو خود پڑھنے کی خواہش ہوئی۔ اس نے چاہا کہ مضمون کو کہیں عام مقام پر کسی کیفے میں پڑھے جہاں سب دیکھیں چنانچہ وہ ایسا بار تلاش کرنے لگا جس میں بہت سے لوگ بیٹھے ہوں اور اسے کافی تگ و دو کرنی پڑی! آخر کار وہ ایک کیفے کے باہری حصے میں بیٹھ گیا جہاں بہت سے لوگ جمع تھے اور وقت کا لحاظ کئے بغیر رم لانے کا حکم دے دیا۔ پھر اس نے کہا "بیرے ایک پرچہ فرانسائی کا لاؤ۔"

سفید ایپرن پہنے ہوئے ایک شخص دوڑا ہوا آیا "وہ ہمارے پاس نہیں ہے، ہمارے پاس لارپیں، لاسیکل وغیرہ ہیں۔"

"عجیب جگہ ہے" اس نے ناخوشگواری کے ساتھ کہا "اچھا جاکر ایک خرید لاؤ۔"

بیرا دوڑا گیا اور ایک پرچہ لے آیا۔ دورلائے نے اپنا مضمون پڑھا اور اونچی آواز سے کہا "بہت عمدہ، بہت عمدہ" تاکہ پاس بیٹھے ہوئے لوگ سنیں اور ان کے دل میں شوق پیدا ہو اور وہ پوچھیں۔ پھر اس نے اخبار کو میز پر چھوڑ دیا اور چلا آیا۔ مالک نے دیکھا اور پکار کر کہا "موسیو، موسیو آپ اپنا اخبار بھول گئے۔"

دورائے نے کہا "آپ اسے رکھئے، میں پڑھ چکا اور آج اس میں ایک بے حد دلچسپ فیچر ہے!" اس نے مضمون کا نام نہیں لیا مگر جاتے ہوئے اس نے دیکھا کہ اس کے پاس کے ایک آدمی نے فرانسائی اٹھایا۔

"اور اب مجھے کیا کرنا ہے"؟ اس نے سوچا۔ وہ اپنے دفتر چلا تاکہ مہینہ بھر کی تنخواہ لے اور نوٹس دے دے۔ اس نے اپنے مالک اور کلرکوں کے چہروں کا تصور کیا اور خوش ہوا۔ مالک کا متعجب چہرہ اسے بہت بھلا لگا۔ وہ آہستہ آہستہ چلا تاکہ ساڑھے نو بجے سے پہلے نہ پہونچے۔ اس وقت سے پہلے تنخواہ نہیں مل سکتی تھی! ——— اس کا دفتر ایک بڑا اندھیرا کمرہ تھا جہاں دن بھر گیس جلتی رہتی تھی۔ کھڑکیاں ایک صحن میں کھلتی تھیں اور سامنے دوسرے دفاتر تھے۔ اس دفتر میں آٹھ کلرک کام کرتے تھے اور ان پر ایک ڈپٹی مقرر تھا جو الگ کونے میں پردے کے پیچھے بیٹھتا تھا ——— پہلے دورائے اپنے ایک سو اٹھارہ فرانک اور پچیس سنتائم لینے گیا جو ایک پیلے لفافہ میں کیشیئر کی میز کی ایک دراز میں رکھے ہوئے تھے، پھر وہ ایک فاتح کی طرح بڑے کمرے میں آیا جہاں اس نے اتنے دن گزارے تھے۔

جیسے ہی وہ داخل ہوا ڈپٹی موسیو پوٹل زور سے بولا "ارے تم ہو موسیو دورائے۔ مالک تمہیں پوچھ رہا تھا، وہ دو دن کی رخصت بغیر ڈاکٹری سرٹیفکٹ کے نہیں دیتا ——— تم جانتے ہو۔۔؟"

دورائے جو کمرے کے وسط میں کھڑا تھا اور اس موقعہ کا انتظار ہی کر رہا تھا زوردار آواز میں بولا "اونہہ مجھے کوئی پرواہ نہیں!"

کلرک سہم گئے۔ اور موسیو پوٹل کا پریشان چہرہ اس پردے کے اوپر نظر

آیا جس میں وہ گھرا ہوا تھا۔ وہ خود کو چاروں طرف سے پردے میں گھرا رکھتا تھا کیونکہ وہ گٹھیا میں مبتلا تھا اور ہوا سے بچنا چاہتا تھا اپنے ماتحتوں پر نظر رکھنے کے لیے اس نے پردے میں دو چھید بنا رکھے تھے، تھوڑی دیر کے بعد وہ کھنکھارا اور بولا۔ "کیا مطلب ہے؟"

"میں نے کہا مجھے کوئی پرواہ نہیں، میں آج محض استعفیٰ دینے آیا تھا۔ مجھے روزنامہ فرانسیسی میں پانچ سو فرانک ماہانہ پر صحافی کی جگہ مل گئی ہے اور میرا پہلا مضمون آج چھپ بھی گیا ہے" —— وہ ذرا ٹھہر کر سب کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اسے اک دم سے سب کہدینے کا شوق ہوا۔

اس کی باتوں نے پورا اثر کیا۔ کوئی ہلا تک نہیں۔ دورائے پھر بولا۔ "میں جا کر موسیو پرتھیس سے کہدیتا ہوں اور پھر آ کر تم سب سے آخری بار ملوں گا۔"

وہ باہر گیا تاکہ مالک سے ملے —— مالک نے اسے دیکھتے ہی چلا کر کہا۔ "ارے تم آگئے —— تم جانتے ہو کہ میں نہیں چاہتا کہ ......"

دورائے نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "شور مچانے کی ضرورت نہیں۔"

موسیو پرتھیس موٹا تازہ آدمی تھا وہ سہم گیا اور کچھ نہ کہہ سکا۔

دورائے کہے گیا —— "میں آپ کے اس غار سے تنگ آگیا ہوں، آج صبح ہی مجھے صحافی کی ایک بڑی اچھی جگہ مل گئی ہے میں آپ کو سلام کرنے آیا ہوں۔"

وہ باہر چلا گیا —— اس نے جی بھر کے بدلہ لے لیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے مصافحہ کیا مگر یہ لوگ ایک لفظ بھی نہ کہہ سکے کیونکہ انھوں نے مالک سے اس کی گفتگو سنی تھی۔

وہ سڑک پر پہونچا۔ اس کی جیب میں تنخواہ تھی۔ ایک اچھے ریستوران میں جاکر

اس نے کھانا کھایا پھر اس نے ایک پرچہ فرانسائی کا خریدا اور وہیں چھوڑ کر چلا آیا۔ پھر وہ کئی دوکانوں پر گیا کئی چیزیں خریدیں اور گھر بھجوانے کے لئے کہا اس نے بتایا "میں روزنامہ فرانسائی کا ایڈیٹر ہوں" پھر اس نے سڑک کا نام بتایا اور کہا کہ یہ چیزیں محافظ کو دیدی جائیں۔ چونکہ اس کے پاس فالتو وقت بہت تھا اس لئے وہ ایک چھاپہ خانے میں گیا جہاں کھڑے کھڑے تعارفی کارڈ چھپ جاتے تھے۔ اس نے سو کارڈ چھپوائے اور نیچے پیشہ کا نام نیچے چھپوایا۔ پھر وہ اخبار کے دفتر کی طرف چلا۔

فورسٹیر نے اب اس کا اس طرح استقبال کیا جیسے کوئی نہ صرف کہ بخت کا کرتا ہے "اچھا آ گئے۔ تم سے کئی کام لینا ہیں۔ دس منٹ انتظار کرو مجھے پہلے یہ کام ختم کر لینے دو" اور وہ ایک خط لکھتا رہا۔

لمبی میز کے دوسرے سرے پر ایک چھوٹا آدمی بھی بیٹھا لکھ رہا تھا وہ بہت موٹا تھا اور اس کا سر گنجا تھا۔ اس کی آنکھیں کمزور تھیں اور کاغذ ناک سے لگائے لکھ رہا تھا۔

"اوے برادر ڈینیل" ——— فورسٹیر نے پوچھا "تم اپنے لوگوں سے ملنے کب جا رہے ہو؟"

"چار بجے"

"اچھا دورائے کو بھی اپنے ساتھ لے جانا اور انہیں گر سکھلانا"

"بہت اچھا"

پھر دورائے کی طرف رخ کر کے فورسٹیر نے کہا "تم الجزائر پر اپنا دوسرا مضمون لائے؟ ——— ابتدا تو نہایت ہی امید افزا رہی ہے"

دورائے گھبرا کر بس اتنا کہہ سکا "نہیں ——— میں نے سوچا کہ سہ پہر کو وقت مل جائے گا مجھے بہت سے کام کرنا تھے میں مضمون نہ لکھ سکا"

فورسیٹر نے اپنے شانے ہلائے، اور کچھ غیر مطمئن نظر آیا وہ کہنے لگا "اگر تم تیزی نہیں دکھاؤ گے تو اپنا مستقبل خراب کر لو گے، مالک تمہارے مضمون کا انتظار کر رہے تھے، خیر میں ان سے کہہ دوں گا کہ کل آجائے گا ——— اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ بغیر کوئی کام کئے تمہیں کچھ مل جائے گا تو تم غلطی پر ہو۔"

تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا "یاد رکھو لوہے پر اس وقت چوٹ لگانا چاہیے جب وہ گرم ہو۔"

برادرٹیٹل اٹھ کھڑا ہوا ——— "میں تیار ہوں" اس نے کہا۔

اس پر فورسیٹر کرسی میں سیدھا ہو کر اکڑا اور ہدایات دینے لگا۔ دوراے کی طرف مڑ کر اس نے کہا "اب سنو۔ دو دن ہوئے یہ لوگ پیرس میں آئے ہیں۔ چینی جنرل لنگ ہو کانٹی ننٹل میں ٹھہرا ہے اور راجہ ٹاپو صاحب رماویوراؤ پالی جو برسٹل ہوٹل میں ٹھہرے ہیں تم دونوں سے جاکر ملو" پھر برادرٹیٹل کی طرف رخ کرکے بولا۔ "جو خاص خاص باتیں میں نے تم سے کہی ہیں وہ مت بھولنا جنرل اور راجہ سے مشرق میں برطانیہ کی تحریکوں کی بابت ان کی رائے پوچھو، نوآبادیات اور حکومت کے بارے میں ان کی رائے لو، انھیں کہاں تک امید ہے کہ ان کے معاملہ میں یورپ اور خاص طور پر فرانس مداخلت کرے گا۔"

وہ ٹھہرا اور پھر آہستہ سے بولا "ہمارے پڑھنے والوں کو اس امر سے دلچسپی ہوگی کہ چین اور ہندوستان میں ان معاملات پر کیا رائیں ہیں۔"

اس نے دوراے سے کہا "غور سے دیکھو کہ برادرٹیل کس طرح کام کرتے ہیں۔ وہ بہت اچھے رپورٹر ہیں کسی شخص سے پانچ ہی منٹ میں تمام حالات دریافت کرنا

کو بالکل لغو کہا۔ رذل کو رذیل بتایا اور پھر فورسیٹر پہ آیا۔ "اور وہ ـــــ جب سے اس نے شادی کی ہے خوش قسمت ہو گیا۔"

دورائے نے پوچھا۔ "اس کی بیوی کیسی عورت ہے؟"

برادر ٹٹیل نے اپنے ہاتھ ملے۔ "بڑی چلتی ہوئی ہے۔ بڑی چھچھوری فاحشہ۔ وہ بڑھے بدمعاش کاؤنٹ دڈرک کی معشوقہ ہے۔ اس نے اسے جہیز دیا اور اس کی شادی کرا دی۔"

دورائے بالکل ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس کا جی چاہا کہ اس کی چھچھی کو مار بیٹھے مگر بجائے اس کے وہ بات کاٹ کر بولا "آپ کا نام ٹٹیل ہے؟"

"نہیں" رپورٹر نے جواب دیا۔ "میرا نام طامس ہے۔ اخبار والوں نے از راہِ مذاق مجھے ٹٹیل بنا دیا ہے۔"

پھر دورائے نے شراب کے دام ادا کرتے ہوئے کہا۔ "اب دیر ہو گئی ہے اور ہمیں دو بڑے آدمیوں سے ملنا ہے۔"

برادر ٹٹیل ہنسنے لگا۔ "ارے تم بڑے کچے ہو۔ تم سمجھتے ہو کہ میں سچ مچ جا کر اس ہندوستانی اور چینی سے پوچھوں گا کہ ان کی انگلستان کی بابت کیا رائے ہے جیسے میں ان سے زیادہ نہیں جانتا کہ فرانسائی میں چھاپنے کے لئے انہیں کیا رائے چاہیئے۔ میں اس قسم کے سینکڑوں لوگوں سے مل چکا ہوں۔ ہندوستانی۔ ایرانی۔ چینی۔ جاپانی وغیرہ۔ سب ایک ہی قسم کے جواب دیتے ہیں۔ میں اپنا پرانا مضمون دیکھ کر اس کی لفظ بلفظ نقل کر دوں گا۔ بس چہرہ، نام، خطاب، عمر اور ایسی ہی دیگر چیزیں بدل دوں گا، مگر غلطی نہیں ہونا چاہیے دوسرے اخبار والے ہمیں پکڑ سکتے ہیں، اس لئے ہوٹل برسٹل اور کونٹی ننٹل میں کے چپراسی پانچ منٹ میں ہمیں سب کچھ بتا دیں گے، تو اب ہم وہاں سگار پیتے ہوئے پیدل چلتے ہیں۔ اخبار والوں کو

کچھ پانچ فرانک کرایہ وصول کرلیں گے، دیکھا یوں کام ہوتا ہے اگر تمہارا دماغ عملی ہو۔"

دوروائے نے کہا "رپورٹر کی ملازمت بڑی آمدنی کی ہے۔"

رپورٹر نے کہا "مگر سوسائٹی کی رپورٹری سے زیادہ کسی چیز میں آمدنی نہیں ہے۔"

اب وہ میڈلن کی طرف جارہے تھے۔ ایک دم سے برادر ٹیٹل بولا "اگر تمہیں کوئی کام ہو تو جاؤ۔ تمہاری کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔"

دوروائے نے ہاتھ ملایا اور چل دیا ——— اسے اس مضمون کی بابت پریشانی تھی جو اسے لکھنا تھا۔ وہ خیالات جمع کرنے لگا اور سوچتا ہوا چمپ ایلیسس کے اوپر پہنچا جہاں بہت کم لوگ تھے کیونکہ گرمی کی وجہ سے پیرس سنسان ہوگیا تھا۔ ایک ریستوران میں کھانا کرکے وہ بلوارڈ سے ہوتا ہوا گھر آیا اور مضمون لکھنے بیٹھ گیا۔ مگر جیسے ہی سادہ کاغذ سامنے پھیلایا ویسے ہی تمام خیالات اس کے ذہن سے یوں غائب ہوگئے جیسے ان کا نکل کر دھواں ہوگیا ہو ——— کچھ باتیں اس کے دماغ میں آئیں یا تو یہ خیالات کی زد سے باہر نکل گئیں یا پھر ایک یورش کے ساتھ آئیں اور اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا لکھے دانے ایک گھنٹہ کی عرق ریزی کے بعد پانچ صفحے بھرے جن میں ابتدائی جملوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اور یہ جملے بے ربط تھے۔ چنانچہ اس نے سوچا "میں ابھی مبتدی ہوں مجھے پھر سبق لینا ہوگا" اس نے پھر مادام فورلیٹیر کے ساتھ صبح کے وقت کام کرنے باتیں بنانے اور محبت سے دوچار ہونے کا تصور کیا۔ اس کے دل میں ہیجان پیدا ہونے لگا۔ وہ بستر پر آگیا۔ اسے خوف تھا کہ اگر پھر یہ کام کرنے بیٹھے گا تو پھر چھوڑنا پڑے گا ———

دوسرے دن صبح کو دیر سے اٹھا اور جانے کی بابت مزے لے لے کر سوچتا رہا ——— دس بجے کے بعد وہ اپنے دوست کے گھر پہنچا۔

نوکر نے آکر اطلاع دی۔ "مالک کام کر رہے ہیں!"

دورائے نے یہ نہیں سوچا تھا کہ فورسٹیر بھی موجود ہوگا مگر اس نے کہا "ان سے کہہ دو کہ میں بڑے ضروری کام سے آیا ہوں۔"

پانچ منٹ انتظار کرنے کے بعد وہ اس کمرے میں لے جایا گیا جہاں اس نے کل ایک دلچسپ صبح گزاری تھی ـــــــ جس کرسی میں وہ کل بیٹھا تھا اب اس میں فورسٹیر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ڈریسنگ گاؤن پہنے ہوئے تھا، پاؤں میں سلیپر تھے، سر پر انگریزی وضع کی بنیر پھندے کی ٹوپی تھی اور وہ لکھ رہا تھا۔ اس کی بیوی وہی چادر اوڑھے ہوئے کارنس پر جھکی سگریٹ منہ میں لئے ہوئے املا بول رہی تھی۔

دورائے دروازے میں کھڑا رہا۔ اس نے کہا "معاف کیجئے گا میں مخل ہوا"

اس کے دوست نے چہرے پر ناخوشگواری کے اثرات لا کر کہا "[illegible] جلدی کرو ۔ ہم لوگ مصروف ہیں۔"

دورائے نے گڑبڑا کر کہا ـــ "کچھ نہیں ـــ مجھے بڑا افسوس ہے ـــ"

مگر فورسٹیر برہم ہو گیا۔ "بتاؤ کیا کام ہے۔ وقت نہ خراب کرو۔ تم محض مزاج پرسی کے لئے تو آئے نہیں ہو۔"

پریشانی کے باوجود دورائے نے سمجھانے کی کوشش کی۔ "دیکھئے معاملہ یہ ہے .... میں پھر مضمون لکھنے میں دقت محسوس کر رہا ہوں اور آپ پہلی مرتبہ اس قدر مہربان تھے۔ ... مجھے امید تھی .... میں نے آنے کی ہمت کی۔"

فورسٹیر نے اس کی بات کاٹ دی۔ "کیا سمجھتے ہو۔ کیا میں ہمیشہ تمہارا قلم پکڑے رہوں گا اور ماہ کے اختتام پر تنخواہ تم لوگے خوب، چہ خوش۔"

اس کی جوان بیوی اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اپنے خیالات کو مسکراہٹ میں چھپا رہی ہے۔

دورائے شرما کر کہہ رہا تھا "معاف کیجئے، میں سمجھا... میں نے خیال کیا"—— پھر بڑی ہمت وحوصلے سے بولا "مادام مجھے امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گی اگر میں اپنا پرخلوص شکریہ اس مضمون کے لئے ادا کروں جو آپ نے کل لکھوایا تھا۔"

پھر وہ جھکا اور بولا—— "میں دفتر میں تین بجے آؤں گا" اور باہر چلا آیا۔

جب وہ گھر لوٹ رہا تھا تو بڑبڑا کر کہتا جا رہا تھا—— "اچھا میں اب خود انہیں لکھ کر دکھا دوں گا۔"

گھر پہونچتے ہی غصہ میں آکر وہ لکھنے بیٹھ گیا۔ اس نے اس واقعہ کو طول دیا جو فوریسٹر نے شروع کیا تھا عجیب عجیب واقعات ناول کی طرز پر لکھے۔ اسکول کے لڑکوں کے طرز اور سپاہیوں کے فقروں کو ملا کر لکھا اور ایک گھنٹہ کے بعد ایک حماقت زدہ مضمون لکھ لیا اور پورے اعتماد کے ساتھ دفتر لے کر چلا۔ دفتر میں سب سے پہلا شخص جو اس سے ملا براڈیل تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے ہاتھ ملایا اور کہا "تم نے میری چینی اور ہندوستانی سے بات چیت پڑھی ہے کتنی دلچسپ ہے پورا پیرس اس پر مسکرا رہا ہے —— مگر میں نے ان کا منہ تک نہیں دیکھا۔"

دورائے نے اخبار لیا اور ایک لمبا مضمون لکھا جس کی سرخی تھی "ہندوستان اور چین" —— رپورٹر اسے سب سے زیادہ پرزور حصے دکھاتا رہا۔

پھر فوریسٹر اندر آیا جلدی جلدی ہانپتا ہوا وہ مصروف نظر آیا "مجھے تم دونوں سے کام ہے!"

اس نے کچھ سیاسی خبریں جمع کرنے کے لئے کہا۔

دورائے نے اپنا مضمون اسے دیا۔" یہ ہے الجزائر پر دوسرا مضمون۔"

"اچھا میں اسے مالک کو دے دوں گا"۔۔۔۔۔ اور معاملہ ختم ہوا۔

برادر ٹیٹل اپنے نئے ساتھی کو کھینچ لے گیا اور جب وہ راستہ میں تھے تو بولا:

"کیا تم کیشیر کے دفتر گئے تھے؟"

"نہیں۔۔۔۔ کیوں؟"

"کیوں؟۔۔۔۔۔ ارے تنخواہ لینے۔ ہمیشہ تنخواہ پیشگی لے لیا کرو۔ مجھے اپنا نہیں تم کیسے آدمی ہو۔"

"واہ۔ یہ تو بڑا اچھا ہے۔"

"میں کیشیر سے تمہارا تعارف کرا دوں گا وہ کوئی جھگڑا نہ کرے گا۔۔۔۔ یہاں کام جلد ہو جاتا ہے۔"

دورائے اپنے دو سو فرانک لینے گیا۔ اٹھائیس فرانک کل کے مضمون کے ہوئے یہ سب ریلوے کی تنخواہ سے ملا کر اس کے پاس تین سو چالیس فرانک ہو گئے۔

اس کے پاس اتنی رقم کبھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ کافی دنوں تک خود کو رئیس محسوس کرتا رہا۔ پھر برادر ٹیٹل اسے پانچ چھ اخباروں کے دفتر میں لے گیا۔ اسے امید تھی کہ جو خبریں اسے درکار ہیں وہ دوسرے اخبار والے لے آئے ہوں گے جن سے باتوں میں وہ سب خبریں حاصل کر لے گا۔

شام کے وقت دورائے کا کام ختم ہو گیا۔ وہ فولیس برجر میں گیا۔ اکڑتا ہوا وہ دروازے پر گیا اور بولا "میرا نام جارج دورائے ہے میں روزنامہ فرانس کی

میں صحافی ہوں۔ اس دن میں موسیو فورسٹیر کے ساتھ آیا تھا جو مجھے ایک پریس پاسس دلانا چاہتے تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ انہیں یاد رہا ہے کہ نہیں۔"

انہوں نے ایک رجسٹر کھولا مگر دورائے کا نام اس میں نہیں تھا۔ بہرکیف دربان نے اس سے کہا۔ "اندر جائیے موسیو اور منیجر سے ملئے جو ضرور راضی ہو جائے گا۔"

دورائے اندر گیا۔ اچانک اسے ریچل مل گئی۔ یہ وہی عورت تھی جسے وہ پہلی شام کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

"ہلو پیارے" اس نے قریب آ کر کہا "کہو اچھے ہو؟"

"بہت اچھا ہوں ——— اور تم؟"

"ٹھیک ہوں میں نے دو دفعہ تمہیں خواب میں دیکھا۔"

دورائے خوش ہو کر مسکرایا۔ "ہا۔ ہا۔ اس کے کیا معنی ہیں؟"

"اس کے معنی ہیں کہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔ احمق ہم پھر شروع کر سکتے ہیں اگر تم چاہو۔"

"آج ہی اگر جی چاہے"

"ٹھیک میں راضی ہوں۔"

"اچھا۔ مگر سنو۔۔۔۔" وہ رکا اور جو کچھ کہنا چاہتا تھا اس سے شرما گیا۔ "اس وقت میرے پاس ایک پائی بھی نہیں ہے، کلب میں سب کچھ ہار بیٹھا۔"

اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ طوائف کی سی ہوشیاری سے جو مردوں سے سودا کرنے میں کامل تھی اسے شبہ ہوا کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ "بے ایمان کہیں کے۔ تم خود جانتے ہو کہ یہ غلط ہے، مجھ سے ایسی باتیں نہ کرو۔" پھر کسی بے غرض طوائف

کی طرح جو اپنی خواہش پوری کرنا چاہتی ہو وہ بولی "اچھا جیسی تمہاری مرضی ـــــ تم مجھ سے خفا ہو گئے ہو۔"

پھر دو رائے کی مونچھوں کو کنکھیوں سے دیکھ کر وہ اس کے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر محبت سے جھک گئی۔ "چلو پہلے ایک گلاس پئیں گے۔ پھر ہم لوگ ساتھ ٹہلنے چلیں گے۔ میں تمہارے ساتھ اسی طرح اوپیرا چلوں گی تاکہ لوگ ہمیں دیکھیں، پھر ہم جلد گھر چلے چلیں گے۔ ٹھیک ہے نا؟"

وہ اس کی آغوش میں دن چڑھے تک سوتا رہا۔ دن نکل چکا تھا جب وہ اس سے الگ ہوا۔ اس نے ایک پرچہ فرانسائی کا خریدنا چاہا۔ پرچہ لے کر اس نے جلدی جلدی دیکھا۔ اس کا مضمون نہیں چھپا تھا۔ وہ حیران رہ گیا۔ رات کی تھکن کے بعد اسے اپنا مضمون اخبار میں نہ پا کر بڑی تکلیف ہوئی۔ وہ اپنے کمرے میں آیا اور کپڑوں سمیت لیٹ کر سو گیا۔

جب کچھ گھنٹے بعد وہ اپنے اخبار کے ادارتی کمرے میں پہونچا تو موسیو والٹر سے ملا اور بولا "مجھے بڑی پریشانی ہے کہ الجزائر کی بابت میرا دوسرا مضمون نہیں چھپا۔"

ایڈیٹر نے اسے دیکھا اور تیز آواز میں کہا "میں نے اسے تمہارے دوست فورستیر کو پڑھنے کے لئے دیا تھا، اس نے اسے مناسب خیال نہیں کیا، تمہیں پھر سے لکھنا ہوگا۔"

دو رائے کو غصہ آگیا اور بغیر کچھ کہے وہ باہر چلا آیا۔ وہ فورستیر کے کمرے میں گھس گیا "تم نے آج میرا مضمون کیوں نہیں چھاپا؟"

فورستیر آرام کرسی میں بیٹھا تھا۔ میز پر پیر رکھے تھے، اور وہ سگریٹ پیتے ہوئے ایک مضمون لکھ رہا تھا۔ الفاظ کو بناتے ہوئے اور ایسی آواز میں جس سے بے اطمینانی

ظاہر ہوتی تھی اس نے کہا۔" مالک نے کہا کہ تمہارا مضمون خراب تھا اور دوبارہ لکھنے کو کہا ہے۔
وہ رکھا ہے۔" اس نے انگلی سے ان کاغذوں کی طرف اشارہ کیا جو پیپر ویٹ سے دبے
رکھے تھے۔ دورائے نے ڈر کی وجہ سے کچھ نہ کہا اور اپنا مضمون جیب میں رکھ لیا۔
فورسیٹر بولتا رہا "آج تمہیں پہلے پولیس کے دفتر جانا ہوگا ———" اور اس نے بہت سے
مقامات خبریں جمع کرنے کے لئے بتائے۔ دورائے بغیر کچھ کہے چلا آیا۔

دوسرے دن وہ اپنا مضمون پھر لایا جو پھر واپس کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کی
سمجھ میں آگیا کہ وہ جلدی کر رہا تھا اور یہ کہ وہ فورسیٹر ہی کی مدد سے لکھ سکے گا چنانچہ وہ اس
موضوع کو گول کر گیا اور تہیہ کر لیا کہ وہ سب کے کہنے پر چلے گا چالاکی برتے گا اور رپورٹر
ہی کا کام کرتا رہے گا۔ وہ تھیٹر اور سیاسی زندگی کے معاملات جان گیا وہ سیاست
دانوں کے گھر، اسمبلی اور اہم سکریٹریوں وغیرہ سے واقف ہو گیا وہ برابر وزیروں سے
ملتا رہا۔ چپراسیوں، جنرلوں، کانسٹیبلوں، شہزادوں، دلالوں، طوائفوں، سفیروں،
گاڑی والوں بیروں اور دیگر ہر قسم کے لوگوں سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ ایسے تمام لوگوں
سے وہ برابر ملتا رہا اور ان کا دوست ہو گیا۔ اس نے خود کو ایک ایسے آدمی سے تشبیہ
دی جو ہر قسم کی شراب کا مزہ چکھتا ہو اور کسی میں امتیاز نہ کرتا ہو ——! تھوڑے ہی عرصہ
میں وہ ہوشیار رپورٹر ہو گیا۔ بہت باعتبار۔ تیز اور چست۔ بڈھے والٹر نے اس کی
بڑی تعریف کی۔

بہرکیف تنخواہ کے علاوہ اسے محض ایک پینی فی سطر ملتی تھی اور کیفے اور ریستوران
میں اسے بہت خرچ کرنا پڑتا تھا اس کے پاس ایک پائی نہ بچتی اور وہ مفلسی کا رونا روتا
جب وہ یہ دیکھتا کہ اس کے ساتھی لمبے خرچ کرتے ہیں تو وہ سوچتا کہ کچھ نہ کچھ بھید ضرور ہے

ہونہ ہو مشکوک طریقے ضرور استعمال ہوتے ہیں اور اس نے اس بھید کو جاننے کا تہیہ کر لیا۔

اور اکثر شام کو اپنی کھڑکی کے نیچے سے ریلوں کو گزرتے دیکھ کر وہ سوچتا کہ اسے کون سے طریقے استعمال کرنا چاہیے۔۔!

دو مہینے گزر گئے۔ ستمبر آ رہا تھا مگر وہ فوری کامیابی جس کے وہ دراکے خواب دیکھتا رہا تھا اب تک نظر نہ آئی تھی۔ اسے اپنی پریشان حالی کی بڑی فکر تھی اور اسے وہ راستہ نہ دکھائی دیتا تھا جو اسے وقار عزت اور دولت کی طرف لے جاتا۔ اسے رپورٹر کی ملازمت ایک ایسی قید معلوم ہوتی تھی جس سے چھٹکارا محال تھا اس کی تعریف ہوتی تھی مگر اس کا درجہ نہیں بڑھتا تھا فوریسٹر بھی جس کی وہ طرح طرح سے مدد کرتا رہتا تھا اسے دعوتوں میں نہ بلاتا تھا بلکہ اسے خود سے کمتر سمجھتا تھا کبھی کبھی موقعہ ملتا اور وہ ایک مختصر مضمون لکھ ڈالتا۔ اب اسے لکھنے کی مشق ہو گئی تھی مگر اب تک وہ ایسے مضامین نہیں لکھ پاتا تھا جن کی مخصوص اہمیت ہوتی۔ اسے سب سے زیادہ تکلیف اس بات کی تھی کہ سوسائٹی کے دروازے اس پر بند تھے اسکے ایسے لوگوں سے تعلقات نہیں تھے جو اس سے برابری کا سلوک کرتے کسی اونچی عورت سے اس کا تعلق نہ تھا البتہ کچھ شہرت یافتہ ایکٹرسوں سے ملاقات ہو گئی تھی — اسے معلوم تھا کہ

ہر قسم کی عورتیں اس کی طرف متوجہ ہوتیں مگر اب تک ایسی کوئی عورت نظر نہیں آئی تھی جو اس کا مستقبل بنا دیتی اور وہ ایسی عورت کی تلاش میں تھا۔ اکثر وہ مادام فورڈیئر کے پاس جانے کا خیال کرتا مگر آخری ملاقات کی ناخوشگوار یاد اسے روک دیتی علاوہ بریں وہ اس بات کا منتظر تھا کہ اس کا شوہر اسے دعوت دے۔ پھر اس کا خیال مادام ماریلی کی طرف گیا۔ مادام نے اسے کسی دن آنے کو کہا بھی تھا۔ لہذا ایک دن جب اسے فرصت تھی وہ اس کے فلیٹ پر گیا ——— "میں تین بجے تک ملتی ہوں ——" مادام نے کہا تھا۔

ڈھائی بجے دوراسے نے اس کے فلیٹ کی گھنٹی بجائی۔ وہ چوتھی منزل پر رہتی تھی۔ گھنٹی کی آواز پر ایک ملازمہ نے آکر دروازہ کھولا وہ ایک گندی سی عورت تھی جو اپنی ٹوپی کے بند باندھ رہی تھی۔ اس نے کہا —" ہاں مادام گھر پر ہیں مگر میں نہیں کہہ سکتی کہ وہ اٹھ بیٹھی ہیں یا نہیں —"

اس نے ڈرائنگ روم کے دروازے کو دھکا دیا۔ دوراسے اندر آگیا۔ کمرہ کافی بڑا تھا فرنیچر بھی کافی تھا مگر معلوم ہوتا تھا کہ اس کی دیکھ بھال ٹھیک سے نہیں ہوتی۔ تمام کرسیاں پرانی اور گندی تھیں اور دیوار کے ساتھ ایک قطار میں بچھی ہوئی تھیں، یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ مالکہ کو گھر کی پرواہ تھی۔ چار معمولی تصویریں آویزاں تھیں جو سب کی سب بدنما تھیں معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے عرصہ سے ان کی طرف نہ دیکھا تھا۔ دوراسے بیٹھ گیا اور انتظار کرنے لگا۔ پھر ایک دروازہ کھلا اور مادام دوڑتی ہوئی آئی وہ ایک جاپانی چادر اوڑھے ہوئے تھی جس پر تصویریں پھول اور چڑیاں بنی تھیں۔

"او" اس نے کہا —" میں اب تک سو رہی تھی۔ آپ نے بہت اچھا کیا جو مجھ سے ملنے آئے۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ آپ مجھے بھول گئے —"

اس نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے دورائے نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر ایک بوسہ دیا۔ مادام نے اسے بیٹھنے کو کہا پھر وہ اسے غور سے دیکھنے لگا۔

وہ بولی: "آپ کس قدر بدل گئے ہیں اب آپ پر وجاہت آگئی ہے۔ پیرس اچھا اثر ڈال رہا ہے، آپ اپنے بارے میں مجھے کچھ بتائیے۔"

پھر وہ اس طرح باتیں کرنے لگے جیسے برسوں کے دوست تھے۔

یکایک وہ متعجب ہو کر بولی: "آپ کے سامنے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ میرے دس برس کے دوست ہوں، ہم بہت اچھے دوست بن سکیں گے کیا خیال ہے۔"

"بے شک میں یہ چاہتا ہوں" اس نے مسکرا کر کہا۔

وہ نرم چادر میں لپٹی ہوئی بڑی اچھی نظر آ رہی تھی۔ مادام فوریسٹر کی طرف اس کا رجحان دوسری قسم کا تھا مگر مادام مارلی کے سامنے اس کی نفسانی خواہش سر اٹھا رہی تھی۔ وہ باتیں کرتی ہی چلی گئی۔ اس کی ذکاوت باتوں سے عیاں تھی۔ وہ سوچنے لگا: "اس کی باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں اس کی باتوں سے پیرس کی زندگی پر ایک اچھا مضمون تیار کیا جا سکتا ہے۔"

دروازہ پر دستک ہوئی۔ مادام نے کہا: "آجاؤ میری پیاری" اس کی لڑکی اندر آگئی۔ اور دورائے کی طرف دوڑی۔ ماں نے تعجب سے کہا: "یہ تو فتح ہے میں نہیں جانتی تھی..."

دورائے نے بچی کو پیار کیا اور پاس بٹھا لیا۔ وہ اس سے سوالات کرتا رہا اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی مہین آواز میں جواب دیتی رہی۔

گھڑی نے تین بجائے۔ دورائے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جب جی چاہے آجایا کیجیے" مادام نے کہا، "ہم گپ بازی کریں گے جیسے آج کی۔"

آپ کے آنے سے مجھے ہمیشہ خوشی ہوگی۔ مگر فورسیٹر کے گھر پہ آپ نہیں دکھائی دیتے۔"
"کوئی خاص وجہ نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "میں مصروف تھا۔ امید ہے کسی دن پھر اس کے گھر پہ ملاقات ہوگی۔"

وہ چلا آیا۔ اس کا دل امید سے خواہ مخواہ بھر گیا۔ فورسیٹر سے اس نے اس ملاقات کا ذکر نہیں کیا مگر اس کی یاد کئی دن تک تازہ رہی۔ یاد ہی نہیں ایک زندہ تصور رہا۔ وہ اس تصور کا طلسمی تاثر محسوس کرتا رہا۔

کچھ دنوں بعد وہ پھر اس کے گھر پہونچا۔ ملازمہ نے ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور پھر لورین آئی۔ اس مرتبہ اس نے اپنی پیشانی آگے کی اور بولی۔ "ماں کہتی ہیں کہ براہ مہربانی ٹھہریئے وہ پندرہ منٹ میں آئیں گی ابھی کپڑے بدل رہی ہیں، میں آپ کے پاس رہوں گی۔"

دورائے لڑکی کی تربیت سے خوش ہوا اور بولا۔ "بہت اچھا میڈموزیل مجھے تمہارے ساتھ پندرہ منٹ گذار کر بڑی خوشی ہوگی مگر میں سنجیدہ نہیں ہوں اور ہر وقت کھیلا کرتا ہوں اس لئے آؤ میرے ساتھ کھیلو۔"

بچی متعجب ہوئی مگر مسکرا کر بولی۔ "فلیٹوں پر کھیل نہیں کھیلے جاتے۔"
دورائے نے جواب دیا۔ "مجھے پرواہ نہیں۔ میں کہیں بھی کھیل سکتا ہوں ——— آؤ مجھے پکڑو۔" ———

وہ میز کے چاروں طرف دوڑا اور اس سے پکڑنے کو کہا۔ وہ پیچھے دوڑی وہ مسکرا رہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا وہ رک گیا اور زمین پر بیٹھ گیا مگر جب وہ قریب آئی تو اچھل کر کھڑا ہو گیا اور ایک جست میں کمرے کے دوسرے کنارے پر پہونچ گیا۔ وہ ہنستی رہی اور پکڑنے کی کوشش کرتی رہی۔ وہ بیچ میں کرسیاں رکھتا رہا۔ کرسیوں کے چاروں طرف

گھومتا رہا اور ایک کرسی سے اچک کر دوسری کے پاس جاتا رہا۔ اب لورین دوڑنے لگی اس کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور اسے کھیل میں مزہ آنے لگا۔ پھر ایک دم سے دورائے نے اسے اٹھالیا اور نچاگیا اور کہا "زمین کے اوپر!"

لورین پر بڑا اثر ہوا اس نے ٹانگیں چلائیں اور خوب ہنسی۔ مادام ماریلی آگئی اور دونوں کو یوں دیکھ کر متعجب ہوئی "ارے لورین —— لورین کھیل رہی ہے! موسیو آپ سچ مچ جادوگر ہیں!"

دورائے نے لڑکی کو چھوڑ دیا ماں کے ہاتھ چومے اور پھر لڑکی کو درمیان میں بٹھا کر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں باتیں کرنا چاہتے تھے مگر لورین اپنی بک بک لگائے جارہی تھی آخر اسے باہر بھجوا دیا گیا۔ وہ کچھ بولی نہیں مگر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

جب وہ چلی گئی تو مادام نے کہا "میری ایک تجویز ہے اور تم بھی اس میں شامل ہو جاؤ تجویز یہ ہے کہ میں فورسٹیر کے گھر ہر ہفتہ کھانے پر جاتی ہوں۔ کبھی کبھی میں انہیں ریستوران میں ڈنر دیتی ہوں گھر پر میں دعوت نہیں کرتی یہاں انتظام ٹھیک نہیں ہوتا اور مجھے کھانا پکانا بھی نہیں آتا مگر مجھے زندگی سے دلچسپی ہے پس میں اکثر ریستوران میں ان کی تواضع کرتی ہوں مگر ہمیشہ تین ہی آدمی ہوں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں یہ تمہیں سب اس لئے بتا رہی ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ دعوت بالکل بے تکلف ہے... تو پھر آئندہ ہفتہ کیفے ریش میں ساڑھے سات بجے ہمارے ساتھ آجاؤ —— تمہیں وہ جگہ معلوم ہے ؟"

اس نے خوشی کا اظہار کیا۔ وہ کہتی رہی "بس ہم چار ہوں گے ہم عورتوں کے لئے یہ دعوتیں بڑی دلچسپ ہوتی ہیں"

وہ گہرے بھورے کپڑے پہنے تھی۔ اس کی کمر اور سینے کے نیچے کا حصہ نمایاں ہوگیا

تھا وہ بڑی دلکش معلوم ہو رہی تھی دوروائے کو تعجب ہوا کہ اتنے اچھے کپڑے پہننے والی گھر کی طرف سے اتنی لاپرواہ تھی!

وہ اٹھ آیا۔ مادام کا تصور اس کے ذہن پر چھایا رہا اور وہ پارٹی کا انتظار کرتا رہا۔ اس نے کرایہ پر ایک سیاہ کوٹ لیا اب تک اس کے پاس شام کا سوٹ بنوانے کے دام نہیں ہوئے تھے۔ وہ ریستوران میں سب سے پہلے پہونچا۔ اسے دوسری منزل پر لے جایا گیا۔ ایک چوکور میز پر جو چار آدمیوں کے لئے لگائی گئی تھی سفید کپڑا بچھا تھا اس پر رکھے ہوئے گلاس اور دوسرے برتن بارہ موم بتیوں والے جھاڑ کی روشنی میں چمک رہے تھے۔ دوروائے ایک نیچی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی پرانی تھی اور اس کے اسپرنگ دھنس گئے ہر طرف ایک شور تھا جو مختلف آوازوں سے مل کر بنا تھا۔ پھر فورسٹیر آیا اور دوروائے سے اس طرح ملا جیسے دفتر میں نہ ملتا تھا۔

"دونوں خواتین ساتھ آتی ہوں گی" اس نے کہا "یہ ڈنر کیسے اچھے ہوتے ہیں"

پھر اس نے میز کو دیکھا۔ ایک گیس کو ٹھیک کیا کھڑکی کو بند کر دیا اور ہوا کی زد سے دور بیٹھا اس نے کہا "مجھے احتیاط کرنا ضروری ہے گزشتہ ماہ تک میں اچھا تھا مگر اب پھر کھانسی ہو گئی ہے منگل کے دن تھیٹر سے نکلتے ہوئے سردی لگ گئی تھی"

دروازہ کھلا اور دونوں خواتین ایک بیرے کے ساتھ آئیں۔ جب دوروائے مادام فورسٹیر کو سلام کر رہا تھا تو اس نے سختی سے اس کے نہ آنے پر شکوہ کیا پھر مسکرا کر اپنی سہیلی کو دیکھا اور بولی "ہاں معاملہ یہ ہے کہ تم مادام ماریلی کو زیادہ پسند کرتے ہو — ان کے یہاں جانے کے لئے تمہیں وقت مل جاتا ہے!"

پھر وہ سب میز پر آ گئے۔ بیرے نے شرابوں کی فہرست پیش کی مادام ماریلی نے

کہا: "ان حضرات کو جو یہ مانگیں لا دو۔ مگر ہم عورتوں کے لئے صرف شمپئن برف میں رکھی ہوئی ــــــ" اور جب بیرا چلا گیا تو وہ ہنس کر بولی۔ "آج میں بالکل چور ہو جانا چاہتی ہوں۔"

فورسیٹر نے اس کی بات بالکل نہ سنی بلکہ دریافت کیا: "کوئی حرج تو نہیں اگر میں کھڑکی کو بالکل بند کر دوں کئی دن سے میرا سینہ جکڑا ہوا ہے۔"

"بالکل نہیں۔"

وہ جا کر کھڑکی بند کر آیا اور پھر زیادہ خوش نظر آنے لگا۔ اس کی بیوی نے کچھ نہ کہا وہ کچھ سوچتی معلوم ہو رہی تھی۔ پھر کھانے لائے گئے اور باتیں شروع ہوئیں پہلے انہوں نے ایک واقعہ کی بابت بات کی جو شہر میں ہر شخص کی زبان پر تھا۔ یہ افواہ ایک خاتون کی بات تھی جسے اس کے شوہر کے دوست نے ایک غیر ملکی شہزادے کے ساتھ ایک ہوٹل کے کمرے میں پکڑا تھا۔ فورسیٹر خوب ہنسا۔ دونوں نے خاتون کے شوہر کے دوست پر الزام رکھا دو رائے نے اتفاق کیا اور کہا کہ ایسے معاملات میں خاموشی ہی بہتر ہے ــــــ اس نے کہا۔ "ہم لوگوں کی زندگی دلچسپ ہو جائے اگر ہم ایک دوسرے کی سمجھ پر اعتماد کریں اکثر عورتیں محض راز فاش ہو جانے کے ڈر سے الگ رہتی ہیں" پھر وہ کہنے لگا "کیا ایسی خواتین نہیں ہیں جو ایک گھنٹہ کی خوشی کو ہمیشہ کی بدنامی کے بدلے نہیں لینا چاہتیں۔"

وہ اس طرح بول رہا تھا جیسے اپنی سفارش کر رہا ہو جیسے کہہ رہا ہو کہ اس سے تعلق پیدا کرنے میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوگا ــــــ دونوں خواتین اسے اس طرح دیکھ رہی تھیں جیسے وہ اس سے تعلق پیدا کرنے پر تیار تھیں بشرطیکہ اخفائے راز کا یقین ہو جاتا ــــــ!

فورسیٹر بولا "خدا کی قسم اگر اخفائے راز کا یقین ہو جائے تو سب کھیل کھیلیں ..

اور بیچارے شوہر ہائے بیچارے شوہر......"

پھر محبت پر باتیں ہونے لگیں دورائے نے کہا کہ یہ ہمیشہ تو قائم نہیں رہتی مگر ایک لگاؤ ضرور رہتا ہے۔

مادام مارلی نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا "ہاں زندگی میں محبت ہی ایک اچھی چیز ہے مگر ہم ناممکن تصورات سے اسے خراب کر لیتے ہیں"

مادام فورسٹیر چاقو سے کھیل رہی تھی۔ اس نے کہا "ہاں ہاں محبوبہ ہونا بڑا اچھا ہے" اور پھر وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اب محبت کے خیالات سب کے دماغ میں آنے لگے ——— کچھ اور کھانے لائے گئے۔

دورائے پھر بولا "جب میں کسی عورت سے محبت کرتا ہوں تو اس کے گرد و پیش کی دنیا کو بھول جاتا ہوں"

مادام فورسٹیر نے کہا "اس سے بڑی خوشی اور کوئی نہیں ہوتی جب عورت پوچھے 'تم مجھے چاہتے ہو؟' اور مرد جواب دے ——— ہاں چاہتا ہوں!"

بات محبت سے چل کر گناہ پر آ گئی۔ بند بند الفاظ میں عریاں باتیں لائی گئیں۔ دونوں عورتیں آزادی سے باتیں کرتی رہیں۔ فورسٹیر بیٹھا ہوا ان کی باتیں سنتا رہا اور آخر کار بولا "اگر ایسی ہی باتیں ہوتی رہیں تو معاملہ بگڑ جانے کا اندیشہ ہے۔"

پھل آئے اور پھر کافی۔ ان کے دماغ اب بالکل گرم ہو گئے۔ مادام مارلی بالکل چور ہو گئی اور بہکی بہکی باتیں کرنے لگی۔ مادام فورسٹیر اور دورائے خاموش رہے سگرٹیں سلگائی گئیں اور فورسٹیر کھانسنے لگا۔ اسے بڑے زور کی کھانسی آئی وہ شل ہو گیا۔ اس نے کہا "یہ سگرٹیں ٹھیک نہیں۔ حماقت ہیں" اسے اپنی جان کا خوف ہوا ——— "گھر چلیں"

اس نے کہا۔

مادام مارلی نے بل طلب کیا۔ بیرا فوراً بل لے آیا۔ نشے کی وجہ سے وہ پڑھ نہ سکی اور دورائے کی طرف بڑھا کر بولی ”یہ ادا کر دو مجھے دکھائی نہیں دیتا“

اس نے اپنا بٹوہ بھی دورائے کی طرف پھینک دیا۔ ایک سو تیس فرانک کا حساب تھا دورائے نے دو بڑے نوٹ نکال کر دیئے اور پوچھا ”بیرے کو کیا دوں؟“

”جو چاہو، میں نہیں جانتی“

بیرے کو پانچ فرانک دیکر اس نے بٹوہ مادام کو واپس کر دیا۔ اس نے پوچھا ”میں تمہیں گھر تک چھوڑ آؤں؟“

”ہاں ضرور —— مجھے گھر یاد نہیں رہا ہے“

انھوں نے فورلیٹیر سے مصافحہ کیا اور دورائے اور مادام مارلی ایک گاڑی میں بیٹھ گئے۔ دورائے نے مادام کے قرب کو محسوس کیا دونوں گاڑی کے اندر تاریکی میں تھے سڑک کے لیمپوں کی روشنی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اندر آجاتی تھی۔ وہ اس کی گرمی محسوس کر رہا تھا۔ وہ بالکل خاموش تھا مگر اس کے دل میں اسے بھینچ لینے کی خواہش مچل رہی تھی۔

”اگر میں اسے دبوچ لوں تو وہ کیا کرے گی؟“ اس نے سوچا —— اور اسے وہ تمام رکیک باتیں یاد آئیں جو میز پہ ہوئی تھیں۔

مادام بھی خاموش تھی۔ وہ کونے میں سمٹی ہوئی تھی اور سوئی نہیں تھی۔ کیونکہ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور جب روشنی پڑتی تو دکھائی دیتی تھیں —— وہ کیا سوچ رہی ہے؟ دورائے کو خیال آیا کہ اسے خاموش رہنا چاہیئے ورنہ معاملہ بگڑ جائیگے

گا ـــــــ پھر مادام کا چہرہ اس سے بے صبری کا اظہار ہوا ـــــــ دورانئے کو جوش آگیا اس نے خود کو مادام پر گرادیا اور اس کے ہونٹوں کو چومنے، اور جسم سے کھیلنے کے لئے بے قرار ہوگیا ـــــ مگر گاڑی گھر پہونچ گئی۔ دورانئے نے گھر کی گھنٹی بجائی اور جب مادام اندر جانے لگی تو وہ بولا۔ "اب میں پھر کب آؤں؟"

مادام نے آہستہ سے کہا ـــــ "کل میرے ساتھ دوپہر کا کھانا کھاؤ" ـــــ اور پھر وہ گھر میں داخل ہوگئی۔

اس نے گاڑی والے کو پانچ فرانک دیئے اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا چل پڑا اس کا دل خوشی سے لبریز تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اونچے طبقے کی عورتوں کو رام کرنے کے لئے بڑی توجہ کی ضرورت تھی بڑا انتظار بڑی ترکیبیں۔ بار ہا اظہارِ عشق، بیحد آہ و زاری اور بہتیرے تحفوں کی ضرورت تھی مگر اب اس نے دیکھا کہ معمولی سی پیش قدمی پر پہلی ہی عورت پسپا ہوگئی ـــــ اسے اس پر حیرت تھی!

"وہ نشے میں تھی" اس نے سوچا "کل شاید وہ نادم ہوجائے گی" ـــــ کچھ دیر وہ پریشان ہوا مگر پھر سوچنے لگا "پھر بھی کیا ہوا، اب وہ ہاتھ آگئی ہے اور میں اسے نہیں چھوڑ دوں گا"

پھر اس کی نگاہوں کے سامنے اس کی امیدوں کا مخصوص خواب ابھرا ـــــ بڑائی شہرت کامیابی دولت محبت ۔۔۔۔ ہر چیز نظر آئی۔ عورتوں کی ایک قطار، تہذیب یافتہ با اثر اور مسکراتی ہوئی اس کی نگاہ میں پھری اور پھر وہ ایک ایک کرکے غائب ہوگئیں۔ اور سوتے میں بھی اسے خواب دکھائی دیتے رہے!

دوسرے دن جب وہ مادام ماریلی کے زینوں پر چڑھا تو وہ گھبرا رہا تھا۔ دیکھوں

وہ کس طرح پیش آتی ہے ؟ اگر وہ نہ ملے ؟ شاید اس نے راہیں مسدود کر دی ہوں کسی نے

سے کہہ دیا ہو ——؟ نہیں نہیں وہ کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اور اسے پورا اعتماد ہو گیا۔

ملازمہ دروازے پر آئی اس کا چہرہ ہمیشہ کی طرح تھا۔ دورائے کو ڈر تھا کہ اس کا منہ

چڑھا ہوا ہو گا۔! اس نے پوچھا —— "مادام اچھی ہیں ؟"

ملازمہ نے جواب دیا —— "ہاں موسیو —— اچھی ہیں۔"

ملازمہ اسے ڈرائنگ روم میں لے گئی۔ وہ آئینہ کے پاس گیا تاکہ اپنے بالوں اور

کپڑوں پر نظر ڈالے وہ آئینہ میں اپنی ٹائی درست کر رہا تھا کہ اس نے مادام کو کمرے

کے دروازے پر کھڑا ہوا دیکھا۔ وہ بنا یوں جیسے اس نے مادام کو دیکھا ہی نہ ہو ——

دونوں ایک دوسرے کو آئینہ میں دیکھتے رہے!

پھر وہ اس کی طرف گھوما۔ وہ دروازے پر کھڑی رہی۔ وہ اس کی طرف گیا اور

لڑکھڑاتی آواز میں بولا "اف میں تمہیں کتنا چاہتا ہوں —— بے انتہا چاہتا ہوں!"

مادام نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور اس کے سینہ سے لگ گئی! دونوں ایک دوسرے

سے چمٹ گئے! دورائے نے سوچا —— "یہ سب کس قدر آسان ہے۔ سب کچھ ٹھیک

ہو رہا ہے" —— اور جب ان کے ہونٹ جدا ہوئے تو دورائے نے بغیر کچھ کہے بڑی پر

محبت نگاہوں سے اسے دیکھا!

وہ بھی مسکرائی —— "ہم اکیلے ہیں —— لورین کو میں نے ایک دوست کے ہاں

کھانے پر بھیج دیا ہے!"

دورائے نے اس کی کلائیاں چومیں اور کہا —— "شکریہ! میں تمہیں بے

انتہا چاہتا ہوں۔"

مادام نے اس کا ہاتھ اس طرح پکڑا جیسے وہ اس کا شوہر تھا۔ دونوں جا کر صوفہ پر بیٹھ گئے، اب ضرورت تھی کہ ہوشیاری سے باتیں کی جائیں۔

دورائے لڑکھڑا کر بولا "تو تم مجھ سے ناراض نہیں ہو!"

اس نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا ــــــ "ہشت"

دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

"میں تم سے ملنے کو بے قرار تھا۔"

"ہشت" مادام نے پھر کہا۔

کھانے کے کمرے سے ملازمہ کے پلیٹیں اٹھانے کی آواز آ رہی تھی۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا ــــــ "مجھے تم سے اس قدر قریب نہیں ہونا چاہیئے ــــــ میرا سر پھر جائے گا۔"

دروازہ کھلا۔ ملازمہ نے کہا ــــــ "لنچ تیار ہے مادام۔"

اس نے مادام کو اپنا ہاتھ دیا۔ دونوں نے آمنے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا دونوں ایک دوسرے کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے رہے۔ دورائے کو اپنی ٹانگوں کے بیچ میں مادام کا پیر محسوس ہوا اس نے اسے زور سے دبا لیا۔ اس درمیان میں ملازمہ آتی جاتی رہی پلیٹیں لاتی لے جاتی رہی اور اس نے کسی چیز کو غور سے نہ دیکھا۔ کھانا کھا کر وہ ڈرائنگ روم میں آئے اور صوفے پر برابر برابر بیٹھ گئے۔ دھیرے دھیرے وہ اس کے قریب آیا اور اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

وہ ہاتھ جھٹک کر بولی ــــ "ہوشیار رہو کوئی آ جائے گا۔"

اس نے دھیمی آواز میں کہا ــــ "اظہار عشق کے لیے تم سے کب ملوں۔"

مادام نے اس کے کان میں کہا — "میں خود کسی دن تمہارے گھر آکر ملوں گی۔"

وہ شرما کر بولا — "اچھا — مگر.... دیکھو بات یہ ہے.... میرا گھر بہت ذلیل ہے۔"

وہ مسکرائی — "کوئی پرواہ نہیں — میں تو تمہارے پاس آؤں گی، گھر سے کیا سروکار ہے"

پھر اس نے مقرر کرنے پر زور دیا۔ مادام نے آئندہ ہفتہ کا ایک دن مقرر کیا۔ دورائے کوئی قریبی دن مقرر کرنے پر بضد ہوا۔ مادام اسے اس طرح التجا کرتے دیکھ کر خوش ہوئی اور ایک ایک دن کم کرتی گئی مگر وہ کہتا رہا — "کل — کہدو کل!"

آخر کار اس نے اتفاق کر لیا — "اچھا کل — پانچ بجے!"

اس نے لمبی سانس لی اور پھر وہ اطمینان سے باتیں کرنے لگے جیسے وہ بیس برس کے دوست تھے۔

گھنٹی کی آواز پر دونوں الگ ہو گئے۔ مادام بولی — "لورین آرہی ہے۔"

بچی اندر آئی۔ شرما کر ٹھٹھکی پھر تالیاں بجاتی ہوئی دورائے کے پاس آئی اور بولی — "بل ایمی — پیارے دوست!"

مادام ہنسنے لگی — "تم نے سنا۔ لورین نے تمہارا نام بل ایمی رکھ دیا ہے بڑا اچھا نام ہے — میں بھی تمہیں بل ایمی کہوں گی!"

تین بجنے میں بیس منٹ رہ گئے تو وہ اٹھا اور دفتر جانے لگا۔ باہر زینہ پر آکر دروازہ کے روزن پر منہ رکھ کر اس نے کہا — "کل پانچ بجے!"

مادام نے مسکرا کر کہا — "ہاں" اور غائب ہو گئی۔

روز کا کام ختم کرنے کے بعد وہ سوچنے لگا کہ اپنے کمرے کو کس طرح سجائے تاکہ اس کی گندگی چھپ جائے۔ اس نے سوچا کہ وہ دیواروں پر جاپانی کھلونے لگا دے گا پانچ فرانک میں اس نے پردے اور پنکھے وغیرہ خریدے۔ کھڑکیوں پر تصویروں والے کاغذ لگا دیئے۔ اس کا کمرہ بہت چھوٹا تھا اور اب کاغذ کی لالٹین کی طرح معلوم ہونے لگا تھا۔ شام کے وقت وہ چھت میں چڑیوں کی تصویریں لگاتا رہا۔ پھر وہ بستر پر گیا اور ریل کی سیٹیاں سنتا ہوا سو گیا۔

دوسرے روز وہ جلد ہی گھر آگیا اور ایک پیکٹ بسکٹ اور شراب کی بوتل ساتھ لیتا آیا۔

ساڑھے پانچ بجے وہ آئی۔ کمرے کی سجاوٹ کو دیکھ کر خوش ہوئی اور بولی "یہ سب کتنا اچھا ہے مگر زینہ پر بہت لوگ ہیں۔"

اس نے اسے آغوش میں لے لیا اور اس کے بالوں کو جو ٹوپی اور پیشانی کے درمیان تھے چومنا شروع کر دیا۔

ڈیڑھ گھنٹہ بعد وہ اسے گاڑی کے اڈہ پر لئے جا رہا تھا جب وہ گاڑی میں بیٹھ گئی تو ڈورائے بولا — "منگل کو اسی وقت!"

"اسی وقت منگل کو" مادام نے جواب دیا۔ کھڑکی نیچے سے مادام نے اس کا سر اندر کر کے اس کے ہونٹ چومے گاڑی والے نے گھوڑے کو چابک رسید کیا مادام نے کہا۔ "خدا حافظ بل ایمی" اور گاڑی چل دی۔

تین ہفتہ تک مادام اس طرح ڈورائے کے پاس دو دو تین تین دن کے وقفہ

سے آتی رہی کبھی صبح کو کبھی شام کو۔

ایک دن جب دورائے اس کا انتظار کر رہا تھا تو اس نے شور سنا۔ وہ دروازے پر آیا ایک بچہ چلا رہا تھا پھر ایک مرد زور زور سے چیختا سنائی دیا۔ "کیا مصیبت ہے ـــــ کیا ہوا اس احمق کو؟" ایک عورت نے تیز آواز میں جواب دیا "وہی حرافہ ہے جو اخبار والے کے پاس آتی ہے اوپر کوٹھے پر ـــــ اس نے نکولس کو گرا دیا۔ یہ حرامزادیاں اٹھلاتی چلتی ہیں زینہ پر بچے بھی نہیں سوجھتے انہیں۔"

دورائے پریشان ہوا۔ اس نے دروازہ بند ہی کیا تھا کہ اس پر دستک ہوئی اس نے دروازہ کھولا اور مادام ماریلی کمرے میں آئی وہ بیحد پریشان تھی۔

"تم نے سنا؟" اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

دورائے انجان بن گیا ـــــ "نہیں ـــــ کیا ہوا؟"

"ان لوگوں نے میری توہین کی۔"

"کس نے؟"

"یہ بدمعاش جو نیچے رہتے ہیں!" وہ رونے لگی۔

دورائے نے اس کا ہیٹ اتارا اس کے کپڑوں کی لیس ڈھیلی کی اور اسے اپنے بستر پر لٹا کر گیلا کپڑا اس کے ماتھے پر رکھا۔ وہ ابھر گئی تھی اب اسے سکون ملا تو وہ غصہ کرنے لگی ـــــ وہ چاہتی تھی کہ دورائے فوراً باہر جائے لڑے اور ان لوگوں کو مار ڈالے

"مگر یہ مزدور کمینہ لوگ ہیں" وہ کہتا رہا "معاملہ عدالت تک جائے گا، تمہیں لوگ پہچانیں گے، ناحق پریشانی ہوگی ـــــ ایسے لوگوں کے منہ نہیں لگنا چاہیے۔"

مادام نے کہا ـــــ "اب میں یہاں کبھی نہیں آؤں گی!"

دورائے نے جواب دیا ـــــ" بہت اچھا ۔ میں گھر بدل دوں گا ۔"

"ہاں ۔ مگر اس میں وقت لگے گا" ـــــ مادام نے کہا ۔ پھر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اور وہ خوش ہوگئی ۔

"اچھا سنو، میں نے ایک ترکیب سوچی ہے، یہ مجھ پر چھوڑ دو، میں کل تمہیں ایک تار بھیجوں گی !"

صبح دیر تک وہ سوتا رہا ۔ گیارہ بجے وہ بستر ہی میں تھا کہ تار آیا ۔ اس نے پڑھا ـــــ " آج ملنے کا مقام پانچ بجے ۔ ریو کانسٹنٹنوپل ۱۲۷ ۔ مادام دورائے کا کمرہ پوچھو ـــــ !"

پانچ بجے وہ ایک بڑے آراستہ گھر کی محافظہ سے ملاقات کر رہا تھا اور پوچھ رہا تھا ـــــ " کیا یہیں مادام دورائے نے ایک کمرہ لیا ہے ؟"

"ہاں موسیو ۔"

"کیا آپ مجھے وہاں پہونچا دیں گی ۔"

محافظہ نے اسے غور سے دیکھا پھر ایک کنجی لے کر پوچھا ـــــ " آپ ہی موسیو دورائے ہیں ؟"

" یقیناً ۔"

اس نے ایک چھوٹے فلیٹ کو کھولا جس میں دو کمرے تھے بیٹھنے کا کمرہ بہت اچھا تھا، سونے کا کمرہ مختصر سا تھا مسہری قریب قریب پورے کمرے کو گھیرے ہوئے تھی ۔ دورائے خوش نہیں ہوا ۔ اس نے سوچا ـــــ " یہ مقام تو میرا دیوالہ نکال دے گا ۔ مجھے روپیہ قرض لینا پڑے گا ، یہ اس کا کیا پاگل پن ہے !"

— پھر دروازہ کھلا اور مادیلی اندر آئی۔ وہ بہت خوش تھی ”کیوں یہ کیسا ہے؟ —
زینے نہیں چڑھنا پڑتے نچلی منزل پر ہے سڑک کے پاس ہے۔ تم کھڑکی سے آجا
سکتے ہو محافظ بھی تمہیں نہ دیکھ سکے گی —— ہم لوگ یہاں مزے کریں گے۔“

دورائے نے اسے سرد مہری سے چوما۔ مادام نے ایک بڑا پارسل میز پر رکھ دیا
اس میں وہ ایک صابن ایک پانی کی بوتل ایک اسپنج اور سر میں لگانے والے کلپ
لائی تھی ان چیزوں کو رکھ کر وہ بولی ”مجھے کچھ بنیائین بھی لے آنا چاہیئے تاکہ ضرورت
پڑے تو بدل سکوں۔ اگر کبھی بازار میں بھیگ جاؤں تو یہاں آکر بدن سکھا سکتی ہوں
ہم دونوں کے پاس ایک ایک کنجی رہے گی اور ایک یہاں رہے گی، میں نے تین مہینے
کے لئے یہ کمرہ لے لیا ہے۔ تمہارے نام سے، میں اپنا نام نہیں دے سکتی تھی۔“

دورائے نے کہا —— ”خیر، جب کرایہ ادا کرنے کا وقت آئے تو مجھے بتا دینا۔“

”مگر وہ ادا کر دیا گیا پیارے!“

”تو وہ مجھ پر قرض ہے۔“

”ہرگز نہیں۔ تم سے کیا مطلب —— یہ میرا معاملہ ہے!“

اس نے ہنستے ہوئے کہا ”نہیں یہ ناممکن ہے۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔“

مادام نے اس کی طرف ملتجی نگاہوں سے دیکھا اور اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ
دیئے —— ”نہیں جورجیس مجھے اس سے دکھ ہوگا —— مجھے تو اس بات کی خوشی ہے کہ
یہ کمرہ بالکل میرا ہے، تم اس پر برہم کیوں ہو، یہ محبت کے سودے میں میرا حصہ ہے
کہو ہاں، پیارے ہاں کہو“ وہ دل سے التجا کر رہی تھی مگر دورائے بنتا ہی رہا۔ اور
جب وہ چلی گئی تو دورائے نے اپنے ہاتھ ملے اور سوچا —— ”بڑی اچھی عورت ہے!“

کچھ دنوں بعد اسے ایک اور تار ملا —— "میرا شوہر آج شام دورے سے واپس آرہا ہے ایک ہفتہ ہم نہ مل سکیں گے، کس قدر کوفت کی بات ہے پیارے!"

دورائے کو تعجب ہوا۔ وہ بھول چکا تھا کہ مادام شادی شدہ تھی وہ اس کے شوہر کو دیکھنا چاہتا تھا۔ بہرکیف وہ شوہر کے چلے جانے کا انتظار کرتا رہا۔ دوراتیں اس نے فولیس برجر میں گزاریں اور رات کو ریچل کے ساتھ رہا۔

پھر ایک صبح اسے تار ملا —— "آج پانچ بجے ——!"

دونوں وقت پر ملے وہ اس سے چمٹ گئی اور اس کے چہرے کو بے تحاشہ چومتی رہی پھر بولی "اگر تم چاہو تو ہم بعد میں کہیں کھانا کھانے چلیں"

مہینہ کی ابتدائی تاریخیں تھیں دورائے کی جیب میں دام تھے۔ اسے موقعہ ملا کہ وہ مادام پر کچھ خرچ کرے وہ بولا —— "ہاں پیاری جب چاہو"

چنانچہ سات بجے وہ بازار میں آگئے۔ وہ اس کے جسم سے لپٹی ہوئی تھی۔ وہ بولی۔ "میں تمہارے ساتھ بہت خوش ہوں تم سے لگ کر مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے۔"

"لونتھالی کی دوکان پر چلوگی؟"

"نہیں نہیں وہ بہت مہنگی ہے کسی معمولی جگہ چلو کسی ریستوران میں جہاں مزدور ہوں کھلی سرائے میں بیٹھنا مجھے اچھا لگتا ہے۔ کاش ہم گاؤں میں جاتے"

قریب کوئی ایسا مقام نہ تھا۔ ڈھونڈتے ہوئے وہ ایک سرائے میں پہونچے جہاں الگ کمرے میں کھانا دیا جاتا تھا۔ یہاں دو ننگے سر لڑکیاں دو سپاہیوں کے ساتھ بیٹھی تھیں۔

مادام بولی "یہاں بہت اچھا لگتا ہے یہاں اطمینان سے بیٹھیں گے، اس مرتبہ

میں بھی ~~مزدور~~ عورتوں کا لباس پہن کر آؤں گی۔"

پھر وہ دونوں ایک گندی سی میز پر بیٹھ گئے۔ دورائے نے ٹوپی لٹکانے کے لئے کھونٹی ڈھونڈی مگر نہ پا کر ٹوپی کو گود میں رکھ لیا۔ انہوں نے کھانا کھایا۔

وہ کہتی رہی۔۔۔ "مجھے یہاں کیفے انگلیس سے زیادہ لطف آ رہا ہے" پھر وہ بولی "اگر سچ مچ مزہ کرنا چاہتے ہو تو مجھے لا دین بلانس لے چلو۔"

دورائے نے متعجب ہو کر پوچھا۔۔۔ "وہاں تمہیں کون لے گیا تھا؟"

وہ شرما گئی اور جھجک کر بولی "ایک دوست!" اور ٹھیر کر کہنے لگی "اب وہ مر گیا" اور اس کے چہرے پر رنج کے آثار نمایاں ہو گئے۔ دورائے کا خیال اس کے ماضی پر گیا اور وہ سوچ میں پڑ گیا۔

پھر وہ پوچھنے لگی "کیا تم مجھے لا رین بلانس لے چلو گے؟ یہ آج کی تفریح کا بہت ہی اچھا اختتام ہوگا۔"

"ضرور پیاری"

پھر عرصہ تک دونوں ایسے مقامات پر جاتے رہے جہاں جوان لڑکے جاتے ہیں اور وہ مزدور عورتوں کا لباس پہن کر آتی۔ دورائے کو بھی اس نے مزدوروں کا لباس پہننے پر زور دیا مگر وہ نہ مانا۔ مادام نے کہا۔۔۔ "اچھا لوگ سمجھیں گے کہ میں کوئی ملازمہ ہوں جو ایک شریف آدمی سے پھنس گئی ہے!"

یہ کہہ کر وہ بہت خوش ہوئی۔ اس طرح وہ ہر قسم کی سرائے میں جاتے رہے اور ہر طرح کے کھانے کھاتے رہے۔

کبھی کبھی وہ دورائے سے پوچھتی۔۔۔ "اگر کوئی شخص یہاں میری بے عزتی کرے تو؟"

"تو میں تمہاری طرف سے لڑوں گا" وہ جواب دیتا۔

پھر وہ اس سے چمٹ جاتی۔ اس کی دلی تمنا تھی کہ وہ مردوں کو اپنے لئے لڑتا دیکھے۔

مگر یہ تفریحات دورائے کو گراں گزرنے لگیں۔ اسے داموں کی کمی محسوس ہونے لگی

آخر کرایہ اور شراب کے کچھ دام اسے بھی دینا ہی پڑجاتے تھے۔ خرچ اس کے لئے تکلیف

دہ ہوگیا تھا۔ اس نے پہلے مہینے میں آزادی سے خرچ کیا اور آمدنی کی امید کرتا رہا مگر آخر

میں وہ محسوس کرنے لگا کہ رقم بنانے کا کوئی ذریعہ نہیں رہ گیا تھا۔ کیشیر سے قرض لینے کی

حد ہوگئی تھی۔ چار ماہ کی تنخواہ وہ پیشگی لے چکا تھا۔ اور چھ سو فرانک اس کے علاوہ چڑھ

گئے تھے۔ سَو فرانک فوریسٹر کے قرض ہوگئے تھے تین سو راول کے۔ اور بھی بہت سے چھوٹے

چھوٹے قرضے تھے۔ اس نے برادر ٹیٹی سے رقم بنانے کے گُر پوچھے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا

وہ پریشان ہونے لگا اور اسے غصہ آنے لگا۔ کبھی کبھی اسے تعجب ہوتا کہ وہ ایک ماہ میں

ایک ہزار فرانک کیسے خرچ کر ڈالتا تھا مگر اس نے حساب لگایا تو اس کا خرچہ واقعی

اتنا ہی بڑھ گیا تھا۔ ۱۳ دسمبر کو اس کے پاس کچھ نہ تھا اور نہ ہی کوئی صورت نظر آتی تھی۔

اس نے لنچ کھانا چھوڑ دیا اور سہ پہر کو دفتر میں بہت ہی توجہ سے کام کرنے لگا۔

چار بجے اسے اپنی محبوبہ کا تار ملا ــــــ "کیا ہم لوگ آج ساتھ کھانا کھائیں اور

تفریح کو جائیں؟"

اس نے فوراً کہا ــــــ "ڈنر ــــــ ناممکن"! مگر پھر اسے دلچسپ صحبت کا خیال آیا اور

اس نے کہا ــــــ "نو بجے میرے فلیٹ پر آؤ" ــــــ یہ اطلاع اس نے دفتر کے ایک

ملازم کے ہاتھ روانہ کی کیونکہ تار دینے کے لئے اس کے پاس پیسے نہ تھے، اب وہ رات

کے کھانے کے بارے میں سوچنے لگا۔ سات بجے تک کچھ نہ ہوسکا۔ وہ بہت بھوکا تھا۔

وہ انتظار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ دفتر کے سب لوگ چلے گئے تب اس نے چپراسی سے کہا۔ "میں اپنا پرس گھر بھول آیا۔ مجھے لکسمبرگ میں ڈنر کھانا ہے مجھے دو فرانک اور پچاس سینٹ گاڑی کے کرایہ کے لئے دیدو۔"

چپراسی نے تین فرانک نکال کر کہا — "آپ کو یقین ہے کہ یہ کافی ہوں گے۔"

"ہاں ہاں کافی ہوں گے۔ شکریہ"

یہ رقم لے کر وہ ایک معمولی دوکان پر گیا جہاں کھانا بہت سستا تھا — نو بجے وہ پھر اپنی محبوبہ کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ بہت خوش خوش آئی۔ اور بولی "اگر تم چاہو تو ٹہلنے چلیں، موسم بہت اچھا ہے پھر گیارہ بجے تک واپس آجائیں گے۔"

"مگر باہر کیوں چلا جائے، یہ جگہ کیا بری ہے؟"

"لیکن چاندنی کھلی ہوئی ہے، ٹہلنے میں بڑا لطف آئے گا۔"

"اونہہ — میرا دل نہیں چاہتا" وہ غصہ میں بھرا ہوا معلوم ہوا۔

مادام پوچھنے لگی — "کیا بات ہے — ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو، مجھے ٹہلنے کی خواہش ہے اور تمہیں غصہ آرہا ہے!"

وہ کھڑا ہو گیا — "مجھے غصہ نہیں آتا — میں تھک گیا ہوں"

وہ اس قسم کی عورت تھی جو اختلاف پسند نہیں کرتی وہ تیزی سے بولی "میں ایسے برتاؤ کی عادی نہیں ہوں میں اکیلی ہی جاؤں گی، خدا حافظ"

وہ سمجھا کہ اب معاملہ بگڑ رہا ہے وہ اس کے پاس آیا اور اسے چومنے لگا — "پیاری مجھے معاف کردو، میں آج بہت پریشان ہوں، مجھے آج دفتر میں ہر طرح سے

پریشان کیا گیا ہے۔"

وہ کچھ دھیمی ہو کر بولی ــــــ "مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ تم

اپنا غصہ مجھ پہ اتار دو۔"

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر صوفہ پر لایا ــــــ "سنو میری پیاری میں تمہیں عاجز نہیں کرنا

چاہتا تھا میں، نہ معلوم کیا کہہ گیا ــــــ" اس نے زبردستی اسے بٹھایا اور اس کے سامنے

جھک کر بولا ــــــ "تم نے مجھے معاف کر دیا ــــ کہو کر دیا"

مادام نے تن کر کہا ــــــ "اچھا ــــ مگر اب ایسی باتیں مت کرنا۔"

وہ دو زانو ہوا۔ اس کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور بولا ــــــ "میری بات

مان لو۔ میں چاہتا ہوں کہ آج رات یہیں آگ کے پاس ٹھہریں ــ کہو ہاں، کہو۔"

اس نے تنگ کر کہا ــــــ "نہیں ــــ میں باہر جانا چاہتی ہوں اور میں تمہاری

نہیں مانوں گی۔"

وہ پھر زور دینے لگا ــــــ "اس کی ایک وجہ ہے ــــ ایک خاص وجہ۔"

وہ اسے ہٹا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف چلی وہ اس کی طرف دوڑا

اور اسے چمٹا لیا ــــــ "سنو پیاری ــــ میری مانو"

اس نے کوئی جواب نہ دیا اور خود کو چھڑانے کی کوشش کی۔

"پیاری ــــ ایک وجہ ہے" وہ کہتا رہا۔

مادام نے رک کر اس کے چہرے کو دیکھا اور بولی "تم جھوٹے ہو ــــــ کیا وجہ

ہے؟"

وہ شرما گیا اور کچھ نہ کہہ سکا۔ وہ اب غصہ ہو کر بولی۔ "دیکھا جھوٹ بول رہے ہو

کامعاش" اور وہ اس کی گرفت سے نکل گئی۔

دورائے نے اس کو شانے سے پکڑ لیا اور آخر کار کہہ ہی دیا "معاملہ یہ ہے کہ میرے پاس ایک پینی بھی نہیں ہے!"

وہ رک کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگی ——— "کیا؟"

وہ شرما کر بولا ——— "میرے پاس ایک پینی بھی نہیں ہے، ایک فرانک، آدھا فرانک بھی نہیں، ایک ہیگ ٹھرّے کے بھی دام نہیں ہیں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ ہم باہر جائیں اور شراب کے دو گلاس منگائیں اور دام ادا کرنے کے وقت میں کہوں کہ میری جیب خالی ہے۔"

وہ اس کے چہرے کو دیکھتی رہی ——— "اچھا تو اس وجہ یہ ہے۔"

اس نے اپنے کپڑوں کی ساری جیبیں الٹ دیں اور کہا "دیکھو، اب تمہیں یقین آیا یا نہیں!"

یکایک مادام نے اس کے گلے میں باہیں ڈال دیں ——— "آہ میرے غریب اور مفلس پیارے .... کاش مجھے معلوم ہوتا ..... یہ سب کیسے ہوا؟"

مادام اسے بٹھا کر اس کی آغوش میں آبیٹھی اور پھر اس کے چہرے بھر پر بوسے دیتی رہی۔ دورائے نے ایک دردناک قصہ گڑھ ڈالا۔ اس نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی مدد کرنے کے لئے سب کچھ دے ڈالا اور مقروض ہو گیا اور پھر وہ بولا ——— "مجھے چھ ماہ تک بھوکا رہنا ہوگا میرے تمام ذرائع ختم ہو گئے، کیا کروں زندگی میں وقت پڑتا ہی ہے خیر روپیہ کے معاملہ میں زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔"

مادام نے سرگوشی کی ——— "میں تمہیں کچھ قرض دیدوں گی۔"

دورائے نے شان سے جواب دیا "بڑی مہربانی ہے تمہاری مگر ایسی باتیں نہ کرو ـ مجھے تکلیف ہوتی ہے ـ"

مادام خاموش ہوگئی پھر اس سے جھپٹ کر بولی ـــــ "آہ! میں تمہیں کس قدر چاہتی ہوں"

اور پھر انہوں نے اپنی محبت کی بہترین رات گذاری ـ

جب وہ جانے لگی تو مسکرا کر بولی "تمہاری سی حالت میں لوگ جیب میں ایک سکہ پڑا پاکر کتنے خوش ہوتے ہوں گے ـ"

"ہاں ـــــ یقیناً" اس نے کہا ـ

وہ گھر پیدل جانا چاہتی تھی کیونکہ چاندنی بڑی اچھی تھی چلتے وقت وہ بولی "کیا ہم پھر ملیں گے ـــــ پرسوں؟"

"ہاں ضرور"

دونوں بغلگیر ہوئے ـ

جب وہ گھر واپس آ رہا تھا تو سوچ رہا تھا کہ کل کیا ہوگا مگر دروازے پر پہونچ کر واسکٹ میں دیا سلائی ڈھونڈی کہ ایک سکہ پر انگلی پڑی ـ اس نے سکہ نکال کر دیکھا ـ بیس فرانک کا سکہ تھا ـ وہ سمجھا کہ وہ پاگل ہوگیا ہے ـ یہ سکہ اس کی جیب میں کہاں سے آگیا ـ پھر اس کی سمجھ میں سب کچھ آگیا اور اسے غصہ آیا ـ یہ اس کی محبوبہ نے ڈال دیا تھا ـ یہ خیرات تھی، شرمناک بات!

"ایسے نہیں!" اس نے سوچا "پرسوں دیکھا جائے گا ـــــ اچھا سمجھوں گا ـ"

اور وہ غصہ کرتا ہوا سو گیا ـ وہ دیر سے اٹھا ـ بھوک محسوس کی اور پھر سو گیا ـ آخر

وہ چیخنے لگا ——— اس طرح کام نہیں چلے گا ——— اور وہ اٹھ کر سڑک پر آ گیا امید تھی کہ کچھ نہ کچھ ہو رہے گا مگر کچھ نہ ہوا۔ اس کی بھوک بڑھتی گئی آخر اس نے فیصلہ کر لیا ——— "میں اس کے بیس فرانک کا کھانا کھاؤں گا اور اسے کل واپس کر دوں گا۔"

ساٹ بجے تک وہ کام کرتا رہا۔ پھر وہ کھانا کھانے گیا اور تین فرانک خرچ کئے۔ دن بھر میں نو فرانک اور تیس سنتاام خرچ ہوئے۔

دوسرے دن بھی کوئی سبیل نہ نکلی تو اسے چھ فرانک اور اس میں سے خرچ کرنا پڑے۔ جب وہ اس سے ملا تو اس کی جیب میں کل سوا چار فرانک تھے۔ اسے بہت غصہ آ رہا تھا وہ کہنا چاہتا تھا کہ تم نے بیس فرانک میری جیب میں ڈال دیئے تھے ——— ابھی میں ان کو ادا نہیں کر سکتا کیونکہ میری حالت میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے مگر میں جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔"

وہ آئی اور بوس و کنار ہونے لگا۔ اس نے اپنے دل میں کہا ——— موقعہ دیکھ کر بات کروں گا ——— موقعہ نہ ملا اور اس نے کچھ نہ کہا۔ مادام نے گھومنے کا ذکر نہیں کیا۔ اور ہر طرح خوش نظر آئی۔ دونوں آدھی رات کے قریب جدا ہوئے اور بدھ کے روز پھر ملنے کا وعدہ کیا۔

دوسرے دن جب دو راے کھانے کی قیمت ادا کر رہا تھا تو اسے محسوس ہوا کہ اس کی جیب میں پانچ سکّے تھے۔ اور ان میں سے ایک سونے کا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کی محبوبہ کی خیرات جاری تھی۔ چار دن تک وہ رقم حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا اور اس سونے کے سکّے کو خرچ کرتا رہا۔ پھر جب محبوبہ سے ملاقات ہوئی تو وہ بولا "تمہاری چالاکی میں سمجھ گیا، اب ایسا نہ کرنا" ——— مگر اس دن بھی اس نے اس کے پتلون

کی جیب میں ایک بیس فرانک کا سکہ ڈال دیا۔ اجب اس نے سکہ کو دیکھا تو نہ قبول کرنے کی قسم کھائی مگر پھر اسے اپنی واسکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ اس نے اپنے دل کو تسکین دی "یہ سب قرض ہے میں اسے ایک دم سے ادا کردوں گا۔"

آخرکار دفتر کے کیشیئر نے بڑی التجاؤں کے بعد اسے پانچ فرانک یومیہ دینے کا وعدہ کیا۔ اس میں اس کا کھانا چل جاتا۔ مادام کو پھر گھٹیا درجے کے مقامات پر جانے کی سوجھی۔ مگر دورائے کو غصہ نہ آیا کیونکہ جیب۔ جوتے اور گھڑی کے کیس میں اسے سونے کے سکے ملتے رہے اور وہ ان سب کا حساب کرتا رہا۔

ایک شام مادام نے اس سے کہا ——"میں کبھی فولیس برجر نہیں گئی آج وہاں چلو۔"

دورائے ہچکچایا۔ اسے ریچل کا خوف تھا مگر پھر اس نے سوچا "میں اس کا شوہر تو ہوں نہیں۔ اگر وہ عورت ہمیں دیکھے گی تو سمجھ جائے گی اور کچھ نہیں کہے گی!" ایک اور وجہ ذہن میں آئی۔ وہ مادام کو بلا ٹکٹ خریدے بکس میں بٹھا سکے گا اور یہ ایک طرح کا بدلہ ہو جائے گا۔ اسے چھوڑ کر وہ اپنا پاس بنوانے گیا۔ وہ یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ دام نہیں خرچ کر رہا ہے۔

وہاں بڑی بھیڑ تھی۔ مگر مادام اسٹیج کی طرف متوجہ ہی نہیں تھی۔ وہ ان لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی جو اٹھلا رہی تھیں۔

ایک دم سے وہ بولی ——"ایک موٹی سی سانولی لڑکی برابر ہمیں دیکھ رہی ہے، میں سمجھتی ہوں وہ مجھ سے بات کرنا چاہتی ہے، تم نے دیکھا؟"

دورائے نے جواب دیا "نہیں۔ تم غلط سمجھ رہی ہو۔" مگر وہ اس عورت کو پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ وہ ریچل تھی۔ وہ غصہ میں تھی اور کچھ کہنا چاہتی تھی۔

جب اس نے دیکھا کہ مادام اس کی طرف متوجہ ہے تو اس نے آگر دورائے کا شانہ چھوا اور بولی "شام بخیر ——— اچھے ہو؟"

مگر دورائے نے گھوم کر نہ دیکھا۔

وہ پھر بولی ——"کیا تم جمعرات کے بعد سے بہرے ہو گئے ہو؟"

دورائے نے پھر بھی جواب نہ دیا۔ وہ ہنسی اور پھر غضبناک ہو کر بولی "تم گونگے ہو ——— مادام نے تمہاری زبان کاٹ لی ہے۔"

دورائے نے غصے سے ہاتھ ہلا کر کہا ——— "بھاگ جا، کیوں بکواس کر رہی ہے میں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔"

اس پر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں اور وہ بولی ——— "اچھا، تو یہ بات ہے۔ جاؤ احمق ایک عورت کے پاس سو کر اسے بھول جاتے ہو، اب دوسری مل گئی تو مجھے چھوڑ رہے ہو! اگر تم مجھے اشارہ کر دیتے تو میں خاموش ہی رہتی ——— خیر میں سمجھوں گی، اب تم مجھے شام بخیر بھی نہیں کہہ سکتے۔"

وہ اور بکتی مگر مادام دروازہ کھول کر بھیڑ میں بھاگ نکلی۔

دورائے پیچھے چلا۔ ریچل دونوں کو بھاگتا دیکھ کر چلائی ——— "اسے روکو ——— اسے روکو، یہ میرا عاشق چرائے لئے جا رہی ہے۔"

بھیڑ میں سب ہنسنے لگے۔ دو مردوں نے مادام کو پکڑ لیا اور چومنے کی کوشش کی مگر دورائے نے دونوں کو مار کر الگ کر دیا۔ اور مادام کے ساتھ سڑک پر آگیا وہ ایک گاڑی میں گھس گئی دورائے بھی اس کے پیچھے داخل ہو گیا۔ گاڑی والے نے پوچھا ——— "کہاں جناب؟" دورائے نے کہا "جہاں تمہارا جی چاہے۔" گاڑی آہستہ

آہستہ چل پڑی۔ مادام نے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا اور رو رہی تھی۔ ڈرائیور کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرے۔!

آخر اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا — "پیاری میں سمجھاتا ہوں، غلطی میری نہیں ہے۔ میں اس عورت کو پہلے سے جانتا تھا جب میں پیرس میں آیا......"

اس نے منہ پر سے ہاتھ اٹھائے اور غصہ میں بولی — "تم بدمعاش کہیں کے، تم بدکار ہو، مجھے یقین نہ تھا، اف خدایا۔"

اس کا غصہ اور بڑھا زبان اور تیز ہوئی اور وہ بولی "میری رقم تم اسے کھلا رہے تھے، میں اس رنڈی کے لئے روپیہ دے رہی تھی، اُف بدمعاش...."

کچھ دیر وہ ٹھہری اور پھر بولی — "ارے سور، میرا پیسہ تم نے اسے کھلا دیا۔ اُف سور، اور وہ "سور۔ سور" کی رٹ لگائے گئی۔

پھر یکایک اس نے ہاتھ بڑھا کر گاڑی بان کی آستین پکڑی اور چلائی — "رکو!"

پھر وہ دروازہ کھول کر سڑک پر آ گئی۔

پھر اس نے بٹوہ کھول کر رقم نکالی اور گاڑی بان کو دے کر بولی "لو یہ ایک گھنٹہ کا کرایہ سنبھالو — اس جانور کو ریو سالٹ پر چھوڑ دینا۔"

راہ گیر ہنسنے لگے ایک آدمی نے آوازہ کسا۔ "بہت خوب خاتون!" ایک آوارہ لڑکا گاڑی کے سامنے آ کر بولا — "شب بخیر — شب بخیر جانی!"

گاڑی چلی گئی لوگ ہنستے رہے۔

دوسرے دن دورا سے بہت ہی رنجیدہ اٹھا۔ اس نے آہستہ آہستہ کپڑے بدلے پھر کھڑکی کے پاس بیٹھ کر سوچنے لگا اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی بڑی پٹائی ہوئی تھی۔ آخر پیسے بنانے کی فکر میں وہ اٹھا اور فوریسٹر سے ملنے چلا۔

فوریسٹر نے اسے مطالعہ کے کمرے میں بلا لیا۔ ”اتنی صبح کیسے آنا ہوا ہے“

”بڑا سنگین معاملہ ہے ایک اہم قرضہ ہے۔“

”جوئے کا قرضہ ہے“

وہ ہچکچایا اور پھر بولا ”ہاں“

”بڑا ہے“

”پانچ سو فرانک“ ــــــ اصل میں اس کا قرضہ صرف دو سو[۲۸۰] اسی ہی تھا!

”کس کا قرض ہے“ فوریسٹر نے پوچھا۔

دورائے نے ٹھیر کر کہا: "موسیو کارلوں کا!"

"اچھا ـــــ وہ کہاں رہتے ہیں؟"

"ریو ـــــ ریو ....."

فورسیٹر ہنس پڑا ـــــ "آسمان کے پچھواڑے، کیوں ـــــ میں انہیں جانتا ہوں یار اگر بیس فرانک سے کام چل جائے تو میں دے سکتا ہوں!"

دورائے نے سکہ لیا۔ پھر وہ اپنے تمام جاننے والوں کے گھر گیا اور اسّی فرانک جمع کر سکا۔ اب بھی دو سو کم تھے۔ اس نے یہ رقم اپنے پاس رکھی اور سوچنے لگا: "اس فاحشہ کا کیا خیال کرو ـــــ جب ہوگا دیدیں گے"

پندرہ دن اس نے احتیاط سے زندگی بسر کی مگر پھر عشق بازی کا شوق چرایا۔ بس وہ ایک روز فولیس برجر گیا اور ریچل سے ملا۔

وہ غصہ میں بولی: "اب کیا چاہتے ہو؟"

وہ ہنس کر بولا ـــــ "ایسی سنگدل نہ بنو"

اس نے منہ پھیر کر کہا ـــــ "میں بے ایمانوں کو منہ نہیں لگاتی"

ریچل نے اسے سب سے بڑی گالی دی تھی ـــــ وہ شرما کر گھر لوٹ آیا۔

فورسیٹر اب بہت زیادہ بیمار ہونے کی وجہ سے اس سے بیحد کام لینے لگا تھا ایک دن تنگ آکر فورسیٹر کہہ گیا ـــــ "میں تمہیں اتنا بڑا احمق نہیں سمجھتا تھا"

دورائے کو غصہ آگیا۔ مگر وہ چپ رہا البتہ دل میں کہتا رہا ـــــ "اچھا۔ میں تمہیں دیکھوں گا صاحبزادے، میں تمہاری بیوی سے عشق بازی کروں گا اور تمہیں اپنے سر پر سینگ اُگتے محسوس ہونے لگیں گے ـــــ!"

دوسرے دن سے اس نے اس تجویز پر عمل شروع کیا۔ وہ مادام فوریسٹر کے پاس پہونچا۔

وہ ایک صوفہ پر لیٹی ہوئی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر کہا۔

"صبح بخیر۔ بل امی۔"

اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے منہ پر طمانچہ پڑا ہو۔ وہ بولا: "آپ مجھے اس نام سے کیوں پکار رہی ہیں؟"

"گزشتہ ہفتہ میں مادام ماریلی سے ملی تھی اور میں نے سنا کہ انھوں نے تمہارا کیا نام رکھا ہے۔"

اس کی صورت دیکھ کر دورائے کو کچھ یقین آیا۔

"تم اسے خراب کر رہے ہو" ——— وہ بولی ——— "مجھ سے تو کوئی بھولے بھٹکے ہی ملنے آتا ہے۔"

دورائے نے اسے غور سے دیکھا اور دل میں کہا۔ "یہ اس سے بہتر ہے"۔ اسے ناکامی کا اندیشہ نہیں تھا بس اسے صرف ہاتھ بڑھانا تھا!

"میں آپ سے ملنے نہیں آرہا تھا" ——— اس نے کہا۔ "کیونکہ آپ سے نہ ملنا ہی اچھا تھا۔"

"ارے کیوں؟" اس نے پوچھا۔

"کیونکہ میں آپ پر فریفتہ ہوں ——— اور نہیں چاہتا کہ عشق میں ڈوب کر رہ جاؤں۔"

وہ پہلے ہی کی طرح مسکراتی رہی اور اطمینان سے بولی: "خیر تم پھر بھی آسکتے

ہو ـــــ کوئی مجھ سے زیادہ دنوں تک محبت نہیں کرتا۔"

اس کے لہجہ پر دوراسئے کو تعجب ہوا اور اس نے پوچھا ـــــ "کیوں؟"

"کیونکہ مجھ سے محبت بے کار ہے میں فوراً کہہ دیا کرتی ہوں، اگر تم پہلے کہتے تو جواب پا چکے ہوتے۔"

دوراسئے نے دردناک آواز میں کہا۔ "گویا تمہیں جذبات پر قابو ہے!"

مادام نے کہا ـــــ "میرے نزدیک ایک عاشق زندہ آدمیوں کی فہرست سے خارج ہوتا ہے وہ احمق اور خطرناک ہو جاتا ہے میں فوراً اس سے قطع تعلق کر لیتی ہوں ـــــ میں انہیں پاگل کتے کی طرح سمجھتی ہوں جو کسی بھی وقت کاٹ کھائے، میں ان سے دور رہتی ہوں یہاں تک کہ ان کی بیماری جاتی رہتی ہے، مت بھولو عشق تمہارے لئے ایک بھوک ہے میرے لئے یہ ایک روحانی تعلق ہے جو مذہب کے دائرے میں نہیں آتا اب میری طرف دیکھو ـــــ" اب وہ مسکرا نہیں رہی تھی۔ پھر وہ ہر ہر لفظ پر زور دے کر بولی "میں کبھی تمہاری محبوبہ نہ ہو سکوں گی سمجھے، یہ سب بے کار ہے، تمہارے لئے اس کی خواہش کرنا خطرناک ہو گی ـــــ اب معاملہ ختم ہو گیا۔ بس اب ہم دوست رہیں حقیقی دوست اور کچھ نہیں۔"

اس نے دیکھا کہ اب آگے بڑھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے ـــــ "جیسا آپ چاہتی ہیں مادام ویسا ہی ہو گا۔"

مادام نے اس کی آواز میں خلوص محسوس کیا اور اپنے ہاتھ بڑھا دیئے۔

اس نے دونوں ہاتھوں کو چوما پھر کہنے لگا ـــــ "کاش مجھے آپ کی سی کوئی عورت مل جاتی، میں اس کے ساتھ کس قدر خوش رہتا۔"

اب مادام پوری طرح متاثر ہوئی۔ وہ ہچکچائی پھر پوچھنے لگی "ایک بات کہوں؟"

"کہیئے"

"اچھا ـــــ تم جا کر مادام والٹر سے ملو وہ تمہارا بڑا خیال کرتی ہے۔ اس کے دل میں جگہ کرو وہ بڑی ایماندار عورت ہے وہ تمہاری باتوں کو مانے گی، پھر دوسرے لوگوں سے بھی ملو۔ تمہاری نوکری بہت معمولی ہے مگر شرماؤ نہیں۔ اخبار کے سارے ملازم ایک ہی سے سمجھے جاتے ہیں، میری بات مانو اور جاؤ"

وہ مسکرایا اور بولا "آپ فرشتہ ہیں۔ ایک محافظ فرشتہ!"

پھر وہ مختلف امور پر باتیں کرتے رہے۔ وہ دیر تک ٹھہرا رہا تاکہ مادام کو احساس ہو جائے کہ وہ اسے چاہتا ہے چلتے وقت وہ بولا ـــــ "اگر آپ بیوہ ہو جائیں تو میرا نام اپنی فہرست پر رکھئے گا۔"

پھر وہ فوراً اٹھ آیا۔

مادام والٹر سے ملنے کے خیال سے وہ جھجکتا کیونکہ اسے کبھی مدعو نہیں کیا گیا تھا اور اسے ڈر تھا کہ وہ کوئی غلطی نہ کر بیٹھے۔ مگر مالک اس کا بڑا خیال کرتا تھا اس کے کام کی بڑی تعریف کرتا تھا اور اسے مخصوص قسم کے کاموں کے لئے منتخب کرتا تھا۔ تو وہ ان سب باتوں کا فائدہ کیوں نہ اٹھائے ـــــ؟ اس نے سوچا۔

ایک صبح وہ پھلوں کے بازار میں گیا اور دس فرانک کی بہترین ناشپاتیاں خریدیں ان کو اس نے ایک ٹوکری میں اس طرح رکھا کہ باہر سے آئی ہوئی معلوم ہوں اور اسے والٹر کے دربان کے پاس ایک کارڈ کے ساتھ چھوڑ آیا جس پر لکھا تھا ـــــ "جارجیس دورائے امید کرتا ہے کہ مادام والٹر ان ناشپاتیوں کو قبول کریں گی جو آج ہی نارمنڈی سے

آئی ہیں!"

دوسری صبح اسے دفتر میں ایک لفافہ ملا جس میں مادام والٹر کا کارڈ تھا ——
"موسیو جارج کیں دورائے کا شکریہ۔ مادام ہفتہ کو گھر پر ملتی ہیں۔"

ہفتہ کے دن وہ وہاں پہونچا۔ موسیو والٹر ایک بہت بڑی حویلی میں رہتا تھا جو اس کی ذاتی ملکیت تھی۔ اس کا آدھا حصہ اس نے کرایہ پر اٹھا دیا تھا۔ ایک ہی محافظ دونوں حصوں میں اطلاع کیا کرتا تھا۔ دو نوکر سامنے آئے۔ ایک نے دورائے کا کوٹ لیا دوسرے نے چھڑی سنبھالی۔ ایک نے دروازہ تک اسے لے جاکر اندر اطلاع کی دورائے اس شاندار انتظام کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ وہ کئی کمروں سے ہوتا ہوا ایک چھوٹے کمرے میں پہونچا جس میں چار خواتین چائے کی میز پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ دورائے گڑبڑا گیا۔ پھر لڑکھڑا کر بولا —— "مادام —— میں ہمت کرتا ہوں..."

مادام نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس نے ہاتھ لے لیا اور پھر وہ بولی —— "بڑا اچھا کیا کہ آپ ملنے آئے" اور اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا جس پر دورائے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر ایک خاتون نے بات شروع کی۔ موضوع سردی تھی جو بڑھ رہی تھی۔ ہر ایک نے کُہر کی آمد پر بات کی اور اس موسم کو پسند کیا۔ پھر ایک دروازہ کھلا ایک لمبی خاتون آئی اور ان چار خواتین میں سے ایک رخصت ہوگئی۔ اس تبدیلی کے بعد پھر باتیں ہونے لگیں۔ مراقش کے مسائل۔ مغرب کے حالات اور جنوبی افریقہ کی باتیں ہوئیں۔ تمام خواتین اس طرح گفتگو کر رہی تھیں جیسے ڈرامہ کھیل رہی ہوں پھر ایک اور خاتون آئی اور لمبی خاتون اُٹھ کر چلی گئی۔ پھر اندھیرا ہوگیا مادام نے گھنٹی بجائی تاکہ لمپ جلائے جائیں۔ وہ اب بھی خوبصورت تھی حالانکہ بوڑھی ہو چلی تھی۔ وہ اپنے جسم

کا بہت خیال رکھتی تھی۔ وہ بڑی سمجھدار معلوم ہوتی تھی۔ باتیں الیکشن پر ہو رہی تھیں۔ اس نے دورائے سے پوچھا ”آپ موسیو دورائے ہم سب سے زیادہ جانتے ہیں آپ کس کے طرفدار ہیں؟“

اس نے جواب دیا ”محترمہ مجھے امیدوار کی خصوصیات سے سروکار نہیں ان پر ہمیشہ دو مختلف رائیں ہو سکتی ہیں۔ میں ان کی عمر اور تندرستی کا خیال کروں گا۔ میرے لئے جسمانی حالت حب وطن کے جذبے سے زیادہ اہم ہے۔“

اس پر سب متعجب ہوئے۔ مادام والٹر نے اسباب دریافت کئے۔

”کیونکہ مجھے خواتین کی دلچسپی کا خیال ہے۔ آپ کے لئے اکیڈمی دلچسپ ہو جاتی ہے جب کہ اس کا کوئی ممبر مر جاتا ہے۔ اور جتنے زیادہ مرتے ہیں آپ اتنا ہی خوش ہوتی ہیں لہذا اگر آپ چاہتی ہیں کہ وہ جلدی جلدی مریں تو بڈھے اور بیماروں کو ووٹ دیجئے۔“

سننے والیاں اب بھی متحیر تھیں اس لئے وہ کہتا چلا گیا ”میں بھی آپ کا ہم خیال ہوں اور اخبار میں ان کے مرنے کی خبر سنکر خوش ہوتا ہوں۔ میں پوچھتا ہوں کہ اب اس کی جگہ کون آئے گا، میں فہرست بناتا ہوں، یہ بڑا دلچسپ کھیل ہے اور پیرس کے ہر سیلون میں کھیلا جاتا ہے“

اب خواتین مسکرانے لگیں۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا ”لہذا بڈھے منتخب کیجئے جتنے بڈھے اتنے ہی اچھے، اور کسی بات کی پرواہ نہ کیجئے۔“ اسکے بعد اس نے چلنے کی اجازت مانگی۔

دوسرے ہفتہ میں دو واقعے ہوئے۔ اسے ”بازگشت“ کا انچارج بنا دیا گیا اور مادام والٹر نے اسے ڈنر پر بلایا۔ دونوں باتیں ایک دوسرے سے مربوط تھیں

اخبار فرانسائی کو صرف رقم سے سروکار تھا۔ مالک مالدار آدمی تھا اور اخبار کو رقم کھڑی کرنے کا ذریعہ سمجھتا تھا وہ سمجھ بوجھ کر چالباز آدمی رکھتا تھا۔ دورائے اب اسے بڑا قیمتی معلوم ہونے لگا تھا۔ ابھی تک "بازگشت" کے کالم کے لئے ایک بڑا پرانا صحافی مقرر تھا مگر والٹر دوسرے قسم کے آدمی کو چاہتا تھا اور دورائے اس کی نظر میں قطعی موزوں شخص تھا۔

دورائے اپنے تقرر پر خوشی منا رہا تھا کہ اسے ایک کارڈ ملا جس پر لکھا تھا۔ "موسیو اور مادام والٹر۔ جارجیس دورائے کو جمعرات ۲۰ جنوری کو ڈنر پر مدعو کرتے ہیں" اسے اس قدر خوشی ہوئی کہ اس نے کارڈ کو چوم لیا۔ پھر وہ کیشئر کے پاس اخراجات سمجھنے گیا "بازگشت" کے ایڈیٹر کا علیحدہ بجٹ ہوتا تھا جس میں سے وہ رپورٹروں کو تنخواہ دیتا تھا۔ دورائے کو بارہ سو فرانک فی ماہ ملتے جس کا بڑا حصہ اس کی خود کی جیب کے لئے ہوتا۔ کیشئر سے اس نے چار سو فرانک فوراً لے لئے۔ پہلے اس نے سوچا کہ مادام ماریلی کے دو سو اسّی فرانک ادا کر دے مگر پھر اس نے سوچا کہ اس طرح اس کے پاس کل دو سو بیس فرانک ہی رہ جائیں گے۔ جن سے اخبار چلانا مشکل ہوگا۔ دو دن تک وہ اپنا دفتر ٹھیک کرتا رہا۔ اس کی ایک الگ میز تھی اور ایک کئی خانوں کی الماری تھی۔ بیچ میں ایک میز باہر کا کام کرنے والوں کے لئے تھی۔ اس پر لوگ آکر پاؤں لٹکا کر بیٹھ جاتے۔ دورائے اپنا کام بےحد پسند کرنے لگا اور براد ٹیل کی مدد سے بڑا ہوشیار ہوگیا۔ فورستیر کی تندرستی خراب ہوگئی تھی اور اس نے اپنے گیند اور بیلے کا سٹ دورائے کو دیدیا تھا۔ دورائے اب کھیل میں مصروف رہتا۔

ڈنر مادام والٹر کا ڈنر تھا اس دن وہ بیس عدد تک پہونچا تھا۔ اس سے پہلے

ل میں کہا "بڑا اچھا دن ہے، میں خوب بڑھ رہا ہوں!" گیند اور بپائے کے کھیل میں
شاقی فرانسائی میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی۔

وہ گھر جلدی چلا تاکہ اچھی طرح سج بن کر دعوت میں جائے۔ اس کی سمجھ میں نہیں
آ رہا تھا کہ اگر مادام مارلی سے مڈبھیڑ ہوگئی تو وہ کیا کرے گا؟

"میں اس سے نہ ملوں تو بہتر ہوگا۔ اس نے سوچا۔

رات بہت سرد تھی۔ نالیوں میں برف جمنے لگی تھی۔ چبوترے خشک اور میلے
نظر آ رہے تھے۔ اپنے گھر پہونچ کر اس نے سوچا "مجھے گھر بدل دینا چاہیے۔ یہ جگہ
میرے لئے موزوں نہیں ہے۔" وہ خوش خوش اپنے کمرے میں پھرا اور کہتا رہا "خوش
قسمتی میری طرف آ رہی ہے —— مجھے اپنے والد کو خط لکھنا چاہیے۔"

دوراۓ کو گاؤں کے واقعات، پڑوسیوں کے حالات اور فعلوں سے اب بھی
دلچسپی تھی۔ جب وہ اپنی سفید ٹائی آئینے میں دیکھ کر باندھ رہا تھا تو وہ اپنے آپ سے
کہہ رہا تھا "کل میں ضرور ابا کو خط لکھوں گا اگر وہ مجھے اس گھر میں دیکھیں جہاں میں جا رہا
ہوں تو بیچارے بہت خوش ہو جائیں گے۔ آج میں ایسا کھانا کھاؤں گا جیسا انھوں نے
زندگی بھر نہ کھایا ہوگا ——" اور اسے اپنے گھر کا تاریک باورچی خانہ یاد آیا۔ جس
میں توے چمک رہے تھے اور بلی چولھے پر بیٹھی ہوئی تھی —— "میں کسی دن ضرور ان
کے پاس جاؤں گا" —— اس نے سوچا۔

اب اس نے کپڑے پہن لئے تھے۔ وہ زینہ اترنے لگا۔ بازار میں اسے لڑکیوں نے
پکڑا اس نے انہیں جھٹک کر الگ کر دیا۔ یہ فاحشائیں نہیں جانتیں کہ آج وہ کہاں جا رہا
تھا۔ ان میں ایک نیا اعتماد تھا۔ وہ والٹر کے گھر پہونچا اور نہایت شان کے ساتھ اپنی

چھڑی اور کوٹ نوکروں کو دیا۔

سارے کمرے جگمگا رہے تھے۔ ایک کمرے میں مادام والٹر مہمانوں کا استقبال کر رہی تھی۔ اس نے دورائے سے ہاتھ ملایا۔ پھر دورائے نے دو اور حضرات سے مصافحہ کیا جو اخبار میں بغیر نام کے لکھا کرتے تھے۔ وہ بڑے با اثر لوگ تھے اور کبھی دن وزیر ہونے والے تھے! پھر فورسیٹر میاں بیوی آئے۔ مادام کا [illegible] کپڑوں میں بڑی اچھی لگ رہی تھی۔ فورسٹیر بہت تھکا ہوا تھا اور بے حد دبلا ہو گیا تھا۔ وہ کھانس رہا تھا اور اکثر کہتا۔ "مجھے سردیاں گزارنے کے لئے جنوب کی طرف جانا ہوگا۔"

نار برٹ اور جیکس راول ساتھ آئے۔ پھر دروازہ کھلا اور موسیو والٹر دو لڑکیوں کے ساتھ داخل ہوئے جن میں سے ایک بد شکل تھی اور دوسری حسین۔ دورائے کو معلوم تھا کہ یہ والٹر کی لڑکیاں ہیں مگر وہ انہیں کم سن سمجھتا تھا لیکن اب اس نے دیکھا کہ دونوں جوان تھیں۔

موسیو والٹر نے دورائے سے پوچھا ـــــ "تم نے میری تصویریں دیکھیں؟"

پھر اس نے ایک لمپ اٹھایا اور دورائے کو تصویریں دکھانے لے گیا۔ اس نے ایک سپاہی کی تصویر دکھائی اور بولا ـــــ "یہ تمہارے مذاق کی ہے۔"

دورائے ہنسا اور بڑے جذبات کے ساتھ بولا "بہت خوبصورت! بہت خوبصورت بہت ...." وہ رک گیا کیونکہ اسے اپنے پیچھے مادام ماریلی کی آواز سنائی دی تھی۔ پھر والٹر اسے مختلف تصویریں دکھاتا رہا ـــــ "قریب کے کمرے میں اور بھی تصویریں ہیں .... اب تصویریں ضرور خریدنا چاہئے کیونکہ مصور بھوکے مر رہے ہیں۔"

مگر دورائے عجیب عالم میں تھا۔ وہ نہ دیکھ رہا تھا نہ سن رہا تھا، مادام ماریلی

اس کے پیچھے تھی۔ اب وہ کیا کرے ؟ اگر وہ اس کے سامنے جھکے تو شاید وہ منہ پھیر لے اور کوئی فقرہ کسے۔ ؟ اگر وہ اس کا خیال نہ کرے تو لوگ کیا کہیں گے ؟ "اچھا میں ٹھیر کر دیکھوں گا" اس نے سوچا۔ وہ اس قدر گھبرایا ہوا تھا کہ چاہنے لگا کہ بیماری کا بہانہ کر کے کھسک جائے۔ والٹر ہٹ آیا۔ دورائے تصویریں دیکھنے میں محو رہا، یہ دکھانے کے لئے کہ اسے وہ بہت پسند تھیں اس کا دماغ چکرا رہا تھا۔

اتنے میں مادام فوریسٹر نے کہا "یہاں آؤ موسیو دورائے" وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اس نے کہا "ایک دوست پارٹی دے رہی ہیں اس کا تذکرہ اخبار میں ضرور لانا"

"ضرور ضرور" دورائے نے گھبراہٹ میں کہا۔ مادام ماریلی اب اس سے بالکل قریب تھی وہ اب الگ نہیں ہٹ سکتا تھا۔

اچانک اسے ایسا لگا جیسے اس کا دماغ معطل ہو گیا ہے ـــــ مادام ماریلی کہہ رہی تھی "شام بخیر بل امی۔ تم مجھے نہیں پہچانتے ؟"

وہ مڑا۔ مادام اس کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی اور اس کی آنکھوں سے محبت ٹپک رہی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھ بڑھائے دورائے نے اس کے ہاتھ لے لئے وہ اب بھی گھبرا رہا تھا مگر مادام بڑے اطمینان سے بولی ـــــ "تمہیں کیا ہو گیا ہے اب تم نہیں ملتے۔۔"

اس نے گھبرا کر کہا ـــــ "دراصل میں آج کل بے حد مصروف ہوں مادام بے حد مصروف ہوں ـــــ موسیو والٹر نے ایک نیا شعبہ میرے سپرد کر دیا ہے اور مجھے حد سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔"

وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھوں سے محبت ٹپک رہی تھی۔

ایک بوڑھی خاتون کے آجانے سے وہ دونوں الگ ہوگئے یہ خاتون بڑی اہم معلوم ہوتی تھی۔ دوروائے نے مادام فورسیٹر سے پوچھا " یہ کون صاحبہ ہیں؟"

" یہ وائیکاؤنٹس دی پرسمیر ہیں جو "للی پاؤز" کے نام سے لکھتی ہیں۔"

وہ متعجب ہوکر ہنسا ——" للی پاؤز۔ میں سمجھتا تھا یہ تمہاری طرح کوئی جوان عورت ہوگی —— تو یہ لیلی پاؤز ہیں خوب۔"

ایک نوکر نے آکر اطلاع دی —— "ڈنر تیار ہے۔"

ڈنر بہت اچھا تھا۔ دوروائے والٹر کی بدشکل لڑکی اور مادام ماریلی کے درمیان بیٹھا وہ مادام کی قربت سے گھبرا رہا تھا مگر مادام بڑے اطمینان سے باتیں کررہی تھی وہ کچھ گھبرایا ہوا رہا مگر جوں جوں مادام کی آنکھیں اس کی آنکھوں سے ملتی گئیں اسے اطمینان ہوتا گیا اور آخر کو وہ پھر بے تکلف ہوگیا اچانک کوئی چیز اس نے میز کے نیچے محسوس کی۔ یہ مادام کا پیر تھا! وہ اس کے پیر سے پیر ملائے رہا۔ اب وہ جان گیا کہ اسے معاشقہ پھر سے شروع کرنا ہوگا اب کوئی جھگڑا باقی نہیں رہ گیا تھا۔ دوروائے نے اپنے مالک کی لڑکی کی طرف بھی توجہ کی اور ایک آدھ لفظ اس سے بھی بولتا رہا۔ پھر ایک سیاسی بحث چھڑی جو پھل آنے تک جاری رہی۔

جب سب لوگ ڈرائنگ روم میں واپس آگئے تو دوروائے نے مادام ماریلی سے کہا —— " کیا میں تمہارے ساتھ تمہارے گھر تک چلوں؟"

" نہیں —— کیونکہ موسیو لارشی جو میرے پڑوسی ہیں میرے ساتھ جائیں گے۔"

" پھر میں تم سے کب ملوں؟"

"کل میرے ساتھ لنچ کھاؤ۔"

پھر وہ الگ ہو گئے۔ دورائے زیادہ دیر نہ ٹھہرا۔ زینے سے اترتے وقت نا ربرٹ اس کے ساتھ ہو لیا۔ نا ربرٹ اب اس سے باپ کی طرح پیش آنے لگا تھا ——— "کیا تم میرے ساتھ تھوڑی دور تک چلو گے؟"

"بڑی خوشی سے جناب"

دونوں آہستہ آہستہ چلے۔ پہلے دونوں خاموشی سے چلتے رہے پھر دورائے نے بات چھیڑی "موسیو لارشی بڑے ذہین اور قابل معلوم ہوتے ہیں۔"

"ہاں۔ اندھوں میں کانے راجہ۔ یہ سب معمولی لوگ ہیں ان کے دماغ دو ہی چیزوں میں محصور ہیں روپیہ اور سیاست ——— احمق ہیں کسی موضوع پر بات نہیں کر سکتے ان کا ذہن کیچڑ میں دھنسا ہوا ہے کتنا مشکل ہے کہ کوئی عالی دماغ آدمی ملے میں کچھ ایسے لوگوں کو جانتا تھا مگر وہ مر گئے" نا ربرٹ صاف آواز میں بول رہا تھا مگر وہ غمزدہ تھا، پھر وہ کہنے لگا ——— "مگر کیا حاصل، کوئی کم کوئی بیش، ایک دن سب کو ختم ہونا ہے۔"

دورائے بولا ——— "جناب آج آپ بڑے رنجیدہ ہیں۔"

"میں ہمیشہ یوں ہی رہتا ہوں، زندگی ایک پہاڑی سڑک ہے جب تک تم اوپر جاتے ہو خوش رہتے ہو جب اوپر پہونچ گئے تو تمہیں نیچے جاتی ہوئی سڑک دکھائی دیتی ہے تمہاری عمر میں دل پر امید ہوتا ہے، میری عمر میں صرف موت کی امید ہوتی ہے۔"

دورائے نے کہا "ایسی باتیں نہ کیجئے میرے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔"

"خیر آج تمہیں میرے خیالات برے لگ رہے ہیں مگر ایک دن آئے گا جب تم نہیں

یاد کرو گے ۔"

دونوں لکوڑ کے پاس پہونچ گئے ــــــ بار برٹ نے کہا "مگر بڑھاپے میں اگر بچے پاس ہوں تو زندگی بن جاتی ہے ۔"

پھر شاعر اپنے گھر پہونچ گیا ۔

دورائے اس کے ساتھ چلنے سے افسردہ ہو گیا تھا مگر اس نے کہا "مار دگولی ۔ ایسے خیالات سے دور ہی رہنا چاہئے ۔"

پھر ایک خوشبوؤں میں بسی ہوئی عورت اس کے پاس سے گزری اسے خیال آیا کہ کل مادام ماریلی سے ملنا ہے ۔ پھر زندگی اسے امید سے بھری نظر آنے لگی ۔ وہ بہت ہی خوشی کے عالم میں آکر سو گیا ۔

محبوبہ نے اس کا اس طرح استقبال کیا جیسے کبھی لڑائی ہوئی ہی نہ تھی ۔ وہ جوش میں آکر اس کی مونچھیں چومنے لگی پھر بولی " میں بڑی مشکل میں پھنس گئی ہوں پیارے ۔ میرے شوہر نے چھ ہفتہ کی چھٹی لے لی ہے مگر میں چھ ہفتہ تم سے ملے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی ۔ تم میرے ہاں پیر کو ڈنر پر آؤ ۔ میں اس سے تمہارا تذکرہ کر چکی ہوں اور پیر کی شام کو تعارف کرا دوں گی ۔"

دورائے جھجکا ۔ وہ محبوبہ کے شوہر سے ملنا عجیب سی بات تصور کر رہا تھا ۔ اسے خوف تھا کہ اس کا راز نہ کھل جائے ۔ وہ بولا " میں تمہارے شوہر سے نہیں ملوں گا ۔"

" مگر کیوں ، یہ بالکل معمولی بات ہے زور یہی ہوا کرتا ہے ، میں نہیں جانتی تھی کہ تم اتنے احمق ہو ۔"

" اچھا تو میں پیر کو ڈنر پہ آؤں گا ۔"

مادام بولی۔ "میں فوریسٹیر کو بھی بلالوں گی تاکہ کوئی خصوصیت ظاہر نہ ہو۔"

پیر کے دن جب دورائے اس کے گھر پہونچا تو بہت گھبرا رہا تھا۔ ایک عجیب سی کیفیت اس پر طاری تھی۔ اسے ڈرائنگ روم میں بٹھایا گیا پھر ایک لمبا، سفید ڈارھی والا سنجیدہ صورت شخص سامنے آیا۔ نہایت خوش اخلاقی سے اس نے کہا "میری بیوی اکثر آپ کا ذکر کرتی ہے۔ مجھے آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔" دورائے نے بھی پورا اخلاق برتا۔ پھر دونوں بیٹھ گئے۔ موسیو ماریلی نے کہا۔ "آپ کو صحافت میں آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا؟"

"کچھ ہی مہینے ہوئے ہیں" دورائے نے کہا۔

"آپ نے بڑی تیزی سے ترقی کی۔"

"جی ہاں۔"

اب دورائے کو اطمینان ہوا اور وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا۔ مادام ماریلی ایک دم سے آئی اور دونوں کو ایک ہی انداز سے دیکھتی ہوئی دورائے کے پاس گئی جو اسکے شوہر کی موجودگی میں اس کے ہاتھ چومنے کی ہمت نہ کرسکا۔ مادام بالکل مطمئن تھی۔ لورین دورائے کے پاس آئی مگر باپ کی موجودگی کی وجہ سے سنجیدہ رہی۔ ماں نے کہا۔

"آج انہیں بل ایمی نہیں کہتیں"۔۔۔۔۔۔ لورین شرما گئی۔

فوریسٹیر میاں بیوی آئے۔ فوریسٹیر کی حالت بڑی خراب تھی۔ وہ بہت دبلا ہوگیا تھا اور کھانس رہا تھا۔ انھوں نے بتایا کہ منگل کو وہ کینس جارہے ہیں ڈاکٹر کا یہی حکم ہے دونوں جلدی چلے گئے۔ دورائے نے کہا۔ "مجھے پریشانی ہے وہ سخت بیمار ہے۔ وہ زیادہ نہ جیے گا۔"

مادام ماریلی نے جواب دیا ۔ "وہ ختم ہوگیا، مگر کیسا خوش قسمت ہے کہ اسے ایسی بیوی ملی ۔"

"کیا وہ بڑی سلیقہ شعار ہے ؟"

"ارے وہ سب کچھ کرتی ہے ۔ ہر بات جانتی ہے بڑی سمجھدار اور ہوشیار عورت ہے، ہر اس شخص کے لئے جو ترقی کرنا چاہے وہ بڑی قیمتی ہے ۔"

"وہ پھر شادی ضرور کرے گی، اس میں شک نہیں" دورائے نے کہا ۔

"ہاں شاید" ــــ مادام بولی "مگر ہمیں دوسروں سے کیا مطلب، ہمیں اپنے کام سے کام ہونا چاہیے ۔"

دورائے اس کے پاس سے چلا آیا ۔

دوسرے دن وہ فورسٹیر کے یہاں گیا ۔ وہ لوگ اپنا اسباب درست کر رہے تھے ۔ فورسٹیر صوفہ پر لیٹا عجیب طرح سے سانس لے رہا تھا ۔

"مجھے ایک ماہ پہلے ہی چلا جانا تھا" ــــ پھر اس نے دورائے کو اخبار کی بابت ہدایات دیں ۔

جب دورائے چلنے لگا تو اس نے بڑی گرمجوشی سے ہاتھ ملایا "اچھا دوست، شاید ہم پھر ملیں ۔"

مگر مادام دروازے تک اس کے ساتھ آئی ۔ دورائے نے بہت ہی خلوص سے کہا "ہم دونوں دوست ہیں، اگر تمہیں میری ضرورت ہو تو جھجکنا مت، ایک خط یا تار کافی ہوگا ۔"

"شکریہ" اس نے کہا اور اس کی آنکھیں بھی شکر گزار نظر آئیں ۔

جب دورائے زینہ اتر رہا تھا تو موسیو واڈرک آتا دکھائی دیا۔ وہ بجید رنجیدہ تھا، شاید ان لوگوں کی روانگی سے ہ——— دورائے اس کے سامنے تہذیب سے جھکا .کاؤنٹ نے بڑی تہذیب سے جواب دیا۔

فورسیٹر میاں بیوی جمعرات کی شام کو چلے گئے۔

بل ایمی

فوریسٹر کے جانے سے دورائے کی اخبار کے دفتر میں اہمیت بہت بڑھ گئی۔ وہ اب اداریہ بھی لکھنے لگا اور اپنے مخصوص کالم کو تو پوری طرح سنبھالتا ہی رہا۔ دو چار ہفتوں میں وہ بڑا کامیاب ہوا وہ سیاسی لیڈروں سے ملتا رہا جس کی وجہ سے سیاسی معاملات پر لکھنے میں اسے بڑی مدد ملی۔ مگر اب ایک بڑا خراب معاملہ اس کے سامنے آگیا۔ ایک اخبار جس کا نام لاپلوم تھا اس پر حملے کرنے لگا۔ ہر روز طرح طرح کی باتیں اس کے خلاف لکھتا۔

ایک دن جیکس راول نے دورائے سے کہا "بھئی تم بڑے صابر ہو۔"

دورائے بولا ۔" مگر میرے اوپر ذاتی حملہ تو نہیں ہے۔"

پھر ایک دن جب وہ ادارتی کمرے میں آیا تو برنارڈ نے اسے تازہ لاپلوم دیتے ہوئے کہا "دیکھو آج پھر تم پر ایک زبردست حملہ ہوا ہے۔"

"کس سلسلہ میں؟"

"معمولی بات ہے۔ ایک عورت جس کا نام ادبرٹ ہے اور جسے پولیس نے گرفتار کرلیا۔"

دورائے نے پرچہ لے لیا اس میں ایک سرخی تھی "دورائے کا جھوٹا کھیل" اس کے نیچے لکھا تھا ــــ "روزنامہ فرانسائی کے رپورٹر صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ادبرٹ نام کی کسی عورت کا وجود نہیں ہے۔ وہ عورت ۱۸ ریوئیکرسول میں رہتی ہے ہم جانتے ہیں کہ والٹر کے متعلقین کو پولیس کی حمایت سے کیا فائدہ ہے اگر وہ ہمیں اپنے ہتھکنڈوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقعہ دیں تو بہتر ہوگا۔"

دورائے پریشان ہوگیا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کی بابت بڑی غلط بات کہی گئی تھی۔

برنارڈ نے پوچھا۔ "تمہیں یہ خبر کس نے دی تھی۔؟"

دورائے سوچتا رہا پھر اسے یاد آیا ــــ "برادر ٹیٹل نے۔"

اس نے لاپلوم کو پھر پڑھا اور اب اسے غصہ آگیا۔ وہ بولا۔ "کیا ان کا یہ مطلب ہے کہ مجھے رقم ملتی ہے......"

برنارڈ نے کہا۔ "یقیناً۔ ان کا یہی مطلب ہے، مالک اس قسم کی بات کو بڑی اہمیت دیتا ہے، یہی خطرہ تمہارے کالم کے سلسلہ میں بھی ہے۔"

وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ برادر ٹیٹل آگیا۔ دورائے اس کے پاس گیا اور بولا "تم نے لاپلوم دیکھا؟"

"ہاں۔ اور میں نے ادبرٹ کو بھی دیکھا ہے وہ ہے تو مگر اسے گرفتار نہیں کیا گیا تھا، یہ خبر غلط ہے۔"

چنانچہ دورائے مالک کے پاس دوڑا گیا۔ موسیو والٹر نے ساری بات سُن کر

کہا "خود جاؤ اور اس عورت سے ملو اور کوشش کرو کہ ایسے حملے اب ختم ہو جائیں۔ میں آگے کی سوچتا ہوں، اخبار کے لئے یہ بڑی بری بات ہے اور میرے تمہارے لئے بھی، ہمیں شبہات سے بالاتر ہونا چاہیئے۔"

دورائے برادر ٹیٹل کو لے کر دئے ہوئے پتہ پر پہونچا۔ مکان بڑا تھا۔ ایک بوڑھی عورت باہر آئی اور برا ٹیٹل کو دیکھ کر بولی "تم پھر آگئے اب کیا چاہتے ہو؟"

ٹیٹل نے کہا "میں ان صاحب کو لایا ہوں۔ یہ پولیس انسپکٹر ہیں اور تمہارا واقعہ جاننا چاہتے ہیں۔"

وہ بولی "وہ اخبار والے بھی آئے تھے" پھر دورائے سے کہنے لگی "تو آپ سننا چاہتے ہیں۔"

"ہاں۔ کیا تمہیں پولیس نے گرفتار کیا تھا؟"

اس نے ہاتھ جھٹک کر کہا "ہرگز نہیں جناب۔ میں ایک قصائی سے گوشت لیتی ہوں جو تولنے میں ڈنڈی مارتا ہے اس دن اس نے ایسا ہی کیا تو میں نے گوشت لینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ لڑنے لگا اور لوگ جمع ہو گئے۔ پھر ہم سرجنٹ کے پاس گئے اس نے کہا کہ اس سے گوشت نہ لیا کرو۔ اس دن سے میں اس کی دوکان پر نہیں گئی۔"

دورائے نے پوچھا "یہی کل واقعہ ہے؟"

"بالکل یہی"

دفتر واپس آکر دورائے نے جواب لکھا ــــ ایک غلط نامہ نگار ایک عورت کی گرفتاری کی بابت مجھے الزام دیتا ہے جس سے میں نے انکار کیا۔ میں اس عورت سے جس کا نام اوبرٹ ہے خود ملا۔ اس کی عمر ساٹھ سال ہے اس نے اپنی قصائی سے لڑائی کا

پورا حال بیان کیا جس سلسلہ میں وہ تھانے گئی۔ یہ کل حقائق ہیں۔ دوسری باتیں جو میری بابت کہی گئیں، انہیں میں ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ـــــ جارجیس دورائے۔"

موسیو والٹر اور جیکس ریوال نے اس تحریر کو پسند کیا اور اسی دن اسے "بازگشت" کے آخر میں چھپوا دیا۔

دورائے گھر فکرمند لوٹا اور اسے ٹھیک سے نیند بھی نہ آئی۔ دوسرے روز جب اس نے اپنا جواب پڑھا تو وہ اسے ضرورت سے زیادہ سخت معلوم ہوا۔ اس دن بھی وہ پریشان رہا اور رات کو ٹھیک سے نہ سو سکا۔ صبح اٹھ کر اسے لاپلوم کی فکر ہوئی۔ صبح حد سے زیادہ سرد تھی مگر وہ پرچے کی تلاش میں نکلا آخر ایک عورت سے اس نے اخبار لیا۔ وہ جلدی جلدی اخبار دیکھنے لگا۔ ایک جگہ حسب ذیل عبارت اس کی نظر پڑی۔

"ہمارے دوست دورائے ہمیں غلط ثابت کرتے ہیں۔ خیر وہ یہ تو مان گئے کہ اوبرٹ نام کی عورت موجود ہے اور یہ کہ اسے ایک کانسٹیبل تھانے لے گیا، بس پولیس کے ساتھ "مخصوص پولیس" اور بڑھا دیا جائے تو ان کا بیان صحیح ہو جائے گا مگر اکثر صحافیوں کی صحتِ بیان ان کی قابلیت کے مطابق ہی ہوتی ہے ـــــ لوئی لنگر بمیان"

اسے پڑھ کر دورائے کو طیش آگیا۔ وہ کپڑے تبدیل کرنے گھر گیا۔ اب صاف الفاظ میں اس کی ہتک کی گئی تھی۔ معاملہ کچھ بھی نہ تھا، ایک عورت اور قصاب کے جھگڑے کو اتنی اہمیت دے دی گئی تھی! بعجلت کپڑے بدل کر وہ موسیو والٹر کے پاس پہونچا حالانکہ ابھی آٹھ بھی نہیں بجے تھے۔

موسیو والٹر جاگ اٹھے تھے اور لاپلوم پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا، "اب تم پیچھے نہیں ہٹ سکتے، کیوں؟"

دورائے نے جواب نہیں دیا، وہ کہتا گیا "فوراً جاؤ اور راؤل سے ملو وہ اس معاملہ میں تمہاری مدد کرے گا۔"

دورائے راؤل کے پاس پہونچا۔ وہ بستر سے نکل آیا اور بولا "اب معاملہ ٹھیرا ہے تم کسے ساتھی مقرر کرتے ہو؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔"

"برنارڈ کے متعلق کیا رائے ہے؟"

"ہاں، برنارڈ۔"

"کیا تم تلوار چلا سکتے ہو؟"

"بالکل نہیں۔"

"افسوس ـــــ پستول؟"

"ہاں پستول چلا لیتا ہوں۔"

"اچھا جا کر مشق کر لو۔ جب تک میں انتظام کرتا ہوں۔"

وہ کپڑے تبدیل کرنے دوسرے کمرے میں گیا اور پھر واپس آ کر بولا "آؤ میرے ساتھ۔"

وہ دورائے کو ایک تہ خانے میں لے گیا۔ یہاں اس نے روشنی کی اور پھر دو پستول نکال کر دورائے کو دئے اور اسے سکھانے لگا۔

"ریڈی، فائر ـــــ ون ٹو، تھری۔"

تہ خانے میں ایک لوہے کا آدمی کھڑا تھا۔ دورائے نے اس پر فائر کئے اور کامیاب رہا۔ راؤل بولا "بہت اچھا، بالکل ٹھیک ہے۔"

پھر اُس نے کہا: "میں جاتا ہوں تم دوپہر تک مشق کرنے۔ یہ گولیاں یہ رکھی ہیں ختم ہو جانے کا خیال نہ کرنا۔ میں کھانے کے وقت آؤں گا اور ساری خبریں لاؤں گا" — اور وہ باہر چلا گیا۔

دوراے نے کچھ گولیاں چلائیں اور پھر بیٹھ کر سوچنے لگا۔ یہ سب بڑا ہی حماقت انگیز واقعہ تھا۔ کیا ڈوئل لڑنے کے بعد کوئی بدمعاش، بدمعاش نہیں رہتا؟ پھر اسے پیاس محسوس ہوئی۔ تو اس نے ایک نل دیکھا اور اسی سے منہ لگا کر پانی پی لیا۔ تہ خانہ اسے قبر معلوم ہونے لگا۔ گاڑیوں کی آوازیں آ رہی تھیں جو اسے آندھی کی گرج کی طرح سنائی دیتیں، وقت گزرتا گیا اور وہ انتظار کرتا رہا۔

پھر جیکس راؤل برنارڈ کے ساتھ واپس آیا۔ دوراے کو دیکھتے ہی وہ بولا "سب کچھ طے ہو گیا۔"

دوراے سمجھا کہ اب ڈوئل نہ ہوگی اور اس نے شکر ادا کیا۔

مگر راؤل کہتا گیا "لنگر یمان نے تمام باتیں مان لیں۔ بیس قدم۔ ایک فائر، پستول کو اٹھا کر —— دیکھو برنارڈ میرا مطلب یہ ہے" —— اور وہ پستول اٹھا کر فائر کرنے لگا۔

پھر وہ بولا —— "چلو کھانا کھا لیں۔ بارہ بج چکے ہیں۔"

سب ایک ریستوران میں گئے۔ دوراے بالکل خاموش تھا۔ وہ کھانا کھاتا رہا۔ تاکہ لوگ اسے خوفزدہ نہ سمجھیں۔ سہ پہر کو وہ دفتر گیا اور بالکل گم ہو کر کام کرتا رہا۔ سب سمجھے کہ وہ مطمئن تھا۔ جیکس راؤل اسے شام کے قریب ملا اور یہ طے ہو گیا کہ اس کا ساتھی صبح سات بجے اسے ویسی نٹ لے جائے گا جہاں مقابلہ ہو گا۔ وہ اس قدر

خوفزدہ تھا کہ ان معاملات پر بالکل نہ سوچ سکا۔ نو بجے وہ گھر آگیا اور کمرے میں ٹہلتا رہا۔ سب لوگ اس کی بابت باتیں کریں گے اس کی تعریف کریں گے، پھر وہ سوچنے لگا ——" وہ آدمی کیسا جانور ہے!" —— وہ بیٹھ کر سوچنے لگا۔ میز پر اُن کے حریف کا کارڈ پڑا تھا جو راؤل دے گیا تھا۔ اس نے کارڈ کو دیکھا لکھا تھا —— "لوئی لنگریمان ۱۷۶ ریومونٹ مارٹر" وہ اس لوئی لنگریمان کے بارے میں سوچنے لگا۔ نہ کوئی تعارف کیسا تھا، کتنی عجیب بات تھی کہ یہ اجنبی اس سے لڑنا چاہتا تھا! پھر اس نے کہا: "بالکل جانور ہے۔"

پھر اسے غصہ آنے لگا اس نے کہا: "یہ سب کیا حماقت ہے، اصلیت خاک بھی نہیں ہے اور دو زندگیوں کا سوال پیدا ہوگیا ہے۔"

بستر میں جاتے ہی اس نے روشنی گل کی اور آنکھیں بند کرلیں۔ کمبل میں اسے گرمی لگی وہ کروٹیں بدلتا رہا۔ اس نے پھر شمع جلائی اور آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھا۔ اسے اپنا چہرہ اجنبی سا لگا۔ پھر اسے خیال آیا "کل اس وقت شاید میں مردہ پڑا ہوں گا!" اور اس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔

صبح ہو رہی تھی۔ تارے چھپ رہے تھے۔ انجن نکل کر سیٹیاں بجا رہے تھے۔ دورائے نے دل میں کہا: "شاید میں یہ سب پھر نہ دیکھ سکوں گا۔"

وہ کپڑے بدلنے لگا۔ جب وہ شیو کر رہا تھا تو اسے پھر خوف معلوم ہوا مگر اس نے برانڈی پی لی۔ پھر وہ ٹہلنے لگا۔ پھر اس کے دروازے پر دستک ہوئی۔ اس کے ساتھی آگئے تھے۔

وہ لوگ فر کے کوٹ پہنے ہوئے تھے۔ راؤل نے ہاتھ ملا کر کہا: "ایسی سردی ہے

جیسی سائبیریا میں ہوتی ہے۔" پھر پوچھنے لگا۔"ٹھیک ہو؟"
"ہاں. بالکل ٹھیک۔"
"کچھ کھا پی لیا ہے؟"
"ہاں۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔"
برنارڈ ایک غیر ملکی تمغہ لگائے ہوئے تھا جو سبز اور زرد تھا اور جسے دورائے نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ نیچے گاڑی پر کوئی انتظار کر رہا تھا۔ راؤل نے ڈاکٹر برومون کا تعارف کرایا۔ دورائے نے مصافحہ کرکے کہا۔"شکریہ آپ کے آنے کا۔"
دورائے ڈاکٹر کے پاس بیٹھ گیا اور گاڑی چل دی۔ پستول نے سب کو پریشان کر رکھا تھا۔ انھوں نے اسے پیٹھ کے پیچھے رکھا۔ مگر وہ بہت سخت تھا اور ریڑھ کی ہڈی میں چبھتا رہا۔ آخر انہوں نے اسے پیروں کے پاس رکھ لیا۔ ڈاکٹر نے کچھ قصے سنائے مگر باتیں زیادہ نہ چل سکیں۔ راؤل بولتا رہا دورائے خاموش تھا۔ گاڑی دیہات میں پہونچی۔ سردی کی صبح تھی اور پتوں پر برف جمی ہوئی تھی۔
راؤل نے دورائے سے کہا۔" مجھے یہ پستول ابنٹ کے پاس ملے اور اسی نے انھیں بھرا۔ خانے پر مہر لگی ہے۔ قرعہ ڈال کر اٹھائے جائیں گے۔"
پھر راؤل نے اسے مخصوص ہدایات دیں۔ بار بار ہر ہدایت کو دُہرایا۔

"جب کہا جائے کہ آپ لوگ تیار ہیں تو تم کہنا "ہاں" اور جب حکم دیا جائے "فائر" تو اپنا ہاتھ جلدی سے اٹھانا اور "تین" کے سنتے ہی داغ دینا۔"

دورائے یہ سب بار بار دہراتا رہا: "جب حکم "فائر" ملے تو میں اپنا ہاتھ اٹھاؤں گا...... جب حکم "فائر" ملے تو......"

گاڑی ایک جنگل میں پہونچی۔ راؤل نے دروازہ کھول کر گاڑی بان سے کہا: "اُدھر۔ اس راستہ پر" اور گاڑی ایک پگڈنڈی پر ہولی۔

دورائے اپنا سبق دہراتا رہا۔ پھر اس نے سوچا: "اگر کوئی حادثہ ہوجائے مثلاً گاڑی ٹوٹ جائے اور ہم سب گر پڑیں تو کیسا اچھا ہو۔ کاش میری ٹانگ ٹوٹ جائے۔" مگر کچھ فاصلہ پر اسے ایک اور گاڑی کھڑی دکھائی دی، جس کے پاس چار آدمی ٹہل رہے تھے۔ خوف کے مارے اس کا مُنہ کھل گیا۔!

سب لوگ اتر پڑے۔ راؤل کے ہاتھ میں پستولوں کا بکس تھا۔ دورائے نے دیکھا کہ راؤل اور برنارڈ ساتھ ساتھ چلے اور انھوں نے زمین میں دو لکڑیاں گاڑیں۔

ڈاکٹر پرومون نے دورائے سے پوچھا: "آپ بالکل ٹھیک ہیں؟ کوئی ضرورت ہے؟"

"نہیں۔ کچھ نہیں۔ شکریہ"—— اس کا دماغ حاضر نہ تھا وہ سو رہا تھا خواب دیکھ رہا تھا۔

جیکس راؤل نے قریب آکر اس کے کان میں کہا۔ "سب تیار ہے پستول کے معاملہ میں تم خوش قسمت ہو۔"

مگر دورائے کو اس کی بات سے کوئی تسکین نہیں ہوئی۔ اس کا اوور کوٹ اتارا گیا۔ اس کے کوٹ کی جیبیں دیکھی گئیں۔ وہ اب بھی اپنا ورد رٹ رہا تھا۔ پھر اسے ایک لکڑی کے پاس لایا گیا اور اس وقت اس نے سامنے مقابل ایک شخص کو کھڑا پایا۔ یہ پستہ قد تھا اور عینک لگائے ہوئے تھا۔ اس کا سر گنجا تھا ——— یہ اس کا حریف تھا۔

دورائے نے اسے خوب اچھی طرح دیکھا مگر اپنا سبق دہرائے گیا۔ پھر ایک آواز اس کے کان میں آئی۔ "آپ لوگ تیار ہیں؟"

دورائے نے کہا ——— "ہاں۔"

پھر اسی آواز نے کہا ——— "فائر"

اب دورائے نے محسوس کیا کہ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ اور پستول کی لبلبی دبائی۔ اس نے کچھ نہ سنا۔ صرف اسے پستول میں سے دھواں نکلتا دکھائی دیا۔ دونوں نے فائر کیا تھا ———

ڈوئل ختم ہوگئی!

اس کے ساتھی اور ڈاکٹر اس کے پاس آئے اور اسے ٹٹولتے ہوئے پوچھنے لگے۔ "تم زخمی تو نہیں ہوئے؟"

"نہیں۔ قطعی نہیں" وہ بولا۔

اور لنگر بیان بھی زخمی نہیں ہوا۔ راؤل نے کہا۔ "ان پستولوں سے

یہی ہوتا ہے۔ یا آدمی مرجاتا ہے یا کچھ نہیں ہوتا، بڑے ذلیل ہتھیار ہیں۔"

دورائے بالکل ساکت ہوگیا تھا پستول اس کے ہاتھ میں تھا۔ جسے اس کے ساتھیوں نے اس کے ہاتھ سے چھین لیا اب وہ بہت خوش تھا۔ وہ بڑا سورما ہوگیا تھا!

سب لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے اور ڈوئل کی رپورٹ تیار کرنے لگے۔ گاڑی والا ہنس رہا تھا۔ وہ سب گاڑی میں بیٹھے۔ چار ساتھیوں نے بازار میں آکر پورے واقعہ کو بیان کیا دورائے اپنے احساسات کا انکشاف کرتا رہا۔ "مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا، بالکل کچھ نہیں، تم نے دیکھا"

رپورٹ تیار ہوگئی اور دورائے کو "بازگشت" کے لیے دے دی گئی اسے یہ پڑھ کر تعجب ہوا کہ دو گولیاں ہر دو طرف سے چلائی گئی تھیں۔ اس نے کہا "مگر ہم لوگوں نے تو ایک ہی دفعہ پستول چلایا تھا"

راڈل نے کہا "ہر ایک کی ایک گولی ——— یوں دو گولیاں ہوگئیں"

دورائے نے زیادہ بحث نہیں کی۔ وہ والٹر کے پاس پہونچا تو اس نے اسے چمٹا لیا اور کہا "شاباش! تم نے فرانسائی کی لاج رکھ لی"

دورائے اس شام دفتر کے ہر حصے میں اکڑتا پھرا اور بازار کے ہر کیفے میں گیا۔ اس کا حریف بھی اسی طرح پھرتا نظر آیا۔

دوسری صبح گیارہ بجے اسے مادام ماریلی کا تار ملا ——— "میں بہت ڈر گئی تھی۔ کل ریو کانسٹنٹوپل آؤ ——— پیارے تم کتنے بہادر ہو!"

وہ وہاں پہونچا۔ وہ اس سے چمٹ کر پیار کرنے لگی اور بولی "میرے پیارے میم بیان نہیں کر سکتی کہ میرا کیا حال ہوا۔ مجھے سارا واقعہ سناؤ۔"

اس نے سارا حال بیان کیا۔

مادام نے کہا "ڈوئل سے پہلے کی رات بڑی خراب گزری ہوگی۔"

"نہیں۔ میں اطمینان سے سویا تھا۔"

"میں تو نہ سو پاتی۔ اچھا بتاؤ ڈوئل کب شروع ہوئی اور کیا ہوا؟"

اس نے بڑھا چڑھا کر سارا واقعہ بیان کیا اور اپنی بہادری جتلاتا رہا۔ وہ اس کی آغوش میں بیٹھی اسے چوم رہی تھی اور "میرے غریب پیارے" کہے جا رہی تھی۔

واقعہ سن کر وہ بولی "مجھے تم سے ملتے رہنا چاہیے۔ مگر میرا شوہر پیرس میں ہے یہ آسان نہیں ہے۔ میں کیا کروں؟"

دورائے کو ایکدم سے خیال آیا "یہاں کا کتنا کرایہ دیتی ہو؟"

"ایک سو فی ماہ۔"

"اچھا میں یہ فلیٹ لے کر یہاں اٹھ آؤں گا۔ میرا موجودہ گھر میری حیثیت کے موافق نہیں ہے۔"

مادام نے کچھ سوچ کر جواب دیا "نہیں۔ یہ نہ ہوگا۔"

"کیوں نہیں؟"

"کیونکہ ....."

"یہ کچھ نہیں۔ یہ جگہ میرے لئے موزوں ہے، میں یہیں رہوں گا

اور پھر یہ میرے ہی نام سے لی گئی ہے۔"

مگر وہ انکار کرتی رہی "نہیں نہیں۔ یہ نہ ہوگا"

"مگر کیوں ؟"

اس پر اس نے اس کے کان میں کہا "کیونکہ تم دوسری عورتوں کو یہاں لاؤ گے اور میں یہ نہیں چاہتی۔"

"میں قسم کھاتا ہوں کہ ایسا نہ ہوگا۔"

"کیا سچ ؟"

"بالکل۔ میں زبان دیتا ہوں۔ یہ جگہ ہماری اور صرف ہماری ہے۔"

مادام نے خوش ہوکر اسے بوسہ دیا اور بولی "اچھا پیارے۔ اگر تم نے مجھے دھوکہ دیا تو اچھا نہ ہوگا۔ پھر میں تم سے کبھی نہیں بولوں گی۔"

اس نے پھر قسم کھائی۔ یہ طے پایا کہ وہ اس فلیٹ میں اسی روز آ جائے اور مادام ادھر سے گزرتی ہوئی روزانہ اس سے ملے۔

پھر مادام نے کہا "بہر حال اتوار کو ڈنر پر ضرور آنا۔ میرا شوہر تمہیں بہت پسند کرتا ہے۔"

"اچھا۔ یہ بات ہے !"

اور وہ چلی گئی۔ ڈوئل کی وجہ سے ان کی محبت بہت بڑھ گئی تھی۔ ڈورائے نے سوچا کیسی عجیب عورت ہے۔ کتنی خوش مزاج۔ اور میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے متضاد ۔۔۔ دونوں کیسے مل گئے، ایک ریل کا انسپکٹر اور اسکول کی کھلنڈری لڑکی، عجیب بات ہے! مگر وہ بڑی اچھی محبوبہ ہے اور میں اسے

ہاتھ سے نہ جانے دوں گا ۔

ڈوئن کے بعد دوروائے کو اداریہ لکھنے والے کی جگہ پر ترقی مل گئی تھی ۔ اسے نئے خیالات نہ ملتے وہ قومی اخلاق کی پستی پر لکھنے لگا، حب وطن کے نقدان پر خوب خوب قلم چلاتا ۔ مادام ماریلی بھی اس موضوع سے دلچسپی رکھتی تھی ۔ جب وہ بڑے مضمون لکھتا تو مادام پڑھ کر کہتی :" اچھا میں آنے والے زمانے کے لئے اچھی شہرت بناؤں گی "

وہ اب ریوٗ کانسٹنوپل میں اٹھ آیا تھا ۔ اکثر اس کے اٹھنے سے پہلے اس کی محبوبہ آجاتی اور اس کے بستر میں گھس جاتی ۔ دوروائے ہر جمعرات کو مادام کے گھر پر ڈنر کھاتا اور اس کے شوہر سے باتیں کرتا رہتا لوریں اکثر اس کی گود میں سو جاتی ۔ اور جب وہ چلا جاتا تو مادام کہتی ۔

"بڑا اچھا نوجوان ہے بے انتہا تہذیب یافتہ۔"

فروری کا مہینہ ختم ہو رہا تھا۔ پھول کھل رہے تھے اور پھولوں سے لدی ہوئی گاڑیاں دکھائی دینے لگی تھیں۔ دورائے کی زندگی اب بالکل روشن ہو گئی تھی!

پھر ایک رات گھر پہونچنے پر اسے دروازہ کے پاس ایک خط پڑا ملا جس پر کینس کی مہر لگی ہوئی تھی۔ اس نے کھول کر پڑھا۔

"کینس، ولاجولی"

پیارے دورائے۔

تم نے کہا تھا کہ میں تم پر اعتماد کر سکتی ہوں۔ اب میں چاہتی ہوں کہ تم آکر میری مدد کرو۔ فورسیٹر کے آخری وقت میں میں اکیلی اس کے پاس نہیں رہ سکتی۔ وہ اب بھی چل پھر لیتا ہے مگر ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے۔ اسے دیکھ کر میری ہمت ٹوٹتی ہے اور مجھے اس کی موت کی فکر کھائے جاتی ہے۔ تم ہی ایک فرد ہو جس سے میں التجا کر سکتی ہوں۔ وہ تمہارا دوست ہے اور اسی نے تمہارے لئے راہ نکالی ہے —— فوراً چلے آؤ۔"

ہمیشہ تمہاری

میڈلن فورسیٹر

دورائے کی عجیب حالت ہو گئی۔ اس نے کہا "میں ضرور جاؤں گا۔ بیچارہ فورسیٹر، ہم لوگ کتنے کمزور ہیں۔"

مالک سے اجازت ملنے میں دیر لگی۔ اس نے کہا ”مگر جلد آجانا۔ تم یہاں ہو جلد از جلد اہم ہو!“

دوسری صبح دورائے مادام ماریلی کو تار دے کر کینس چلا گیا۔ دوسرے دن چار بجے وہ وہاں پہونچا۔ ایک آدمی نے اسے ولا جولی پہونچایا۔ گھر بہت چھوٹا اور نیچی چھت کا تھا اور گرد و پیش کا منظر بہت اچھا تھا۔

نوکر نے کہا ”مادام آپ کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہیں“

”مالک کیسے ہیں؟“ دورائے نے پوچھا۔

”بڑی بری حالت ہے زیادہ نہ جی سکیں گے“

دورائے ڈرائنگ روم میں گیا۔ یہاں بڑی کھڑکی سے سمندر اور شہر نظر آتا تھا۔ دورائے نے سوچا نہایت عمدہ گھر ہے۔ انہیں رقم کہاں سے ملی؟

مادام آئی اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دئے ”بڑا اچھا کیا کہ تم آگئے“ وہ دبلی ہوگئی تھی اور زیادہ نازک اور زیادہ حسین نظر آرہی تھی۔

”وہ بڑی بری حالت میں ہے“ اس نے دھیمی آواز میں کہا ”وہ سمجھ چکا ہے کہ اب خاتمہ قریب ہے۔ میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ تم آگئے ہو۔ مگر تمہارا اسباب کہاں ہے؟“

”میں نے اسٹیشن پر چھوڑ دیا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ کون سے ہوٹل میں ٹھہرنا ہوگا“

اس نے ایک دم سے کہا ”تم گھر میں ٹھہرو۔ تمہارے لئے کمرہ تیار

ہے ــــــ وہ کسی وقت بھی مر سکتا ہے۔ اگر وہ رات میں مرا تو میں اکیلی ہوں گی...

میں تمہارا اسباب منگاتی ہوں۔"

"جیسا تم چاہو" اس نے کہا۔

دورائے اس کے ساتھ اندر گیا۔ اور دیکھا کہ ایک جسم آرام کرسی پر کمبلوں سے لپٹا ہوا پڑا ہے۔ وہ پہچان نہ سکا کہ یہ فورسیٹر ہے جو بالکل مردہ معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے میں دواؤں کی بُو تھی۔

فورسیٹر نے دھیرے دھیرے ہاتھ اٹھایا اور کہا۔ "تم آگئے مجھے مرتا دیکھنے۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

دورائے نے ہنسنے کی کوشش کی "مرتا دیکھنے ــــــ کیا باتیں کرتے ہو! میں تم سے ملنے اور تمہارے ساتھ رہنے آیا ہوں۔"

بیمار بولا "بیٹھ جاؤ" پھر اس نے سر جھکا لیا یوں جیسے سوچ میں پڑ گیا ہو۔ وہ عجیب انداز سے سانس لے رہا تھا اور کبھی کبھی کراہ اٹھتا تھا۔

اس کی بیوی نے کھڑکی کے پاس جا کر کہا "دیکھو کیسا خوبصورت منظر ہے۔"

پہاڑی کا ڈھال نظر آ رہا تھا اور اس کے نیچے قصبہ آباد تھا جو سمندر کے کنارے کنارے چلا گیا تھا۔ سامنے ہی لیرن کا جزیرہ تھا جو سمندر پر ایک سبز دھبہ کی طرح نظر آ رہا تھا۔

مادام نے اشارہ کیا "وہ دیکھو اسٹریل۔"

پہاڑ کی چوٹی پر خون کا سا سرخ رنگ نظر آ رہا تھا۔ دورائے پر اس منظر کا بڑا اثر ہوا اس نے کہا "کیسا لپسپا کر دینے والا منظر ہے۔"

فورسیٹر نے اپنا سر اٹھا کر کہا "مجھے کچھ ہوا دو۔"

بیوی بولی "نہیں۔ سورج ڈوب رہا ہے۔ نزلہ ہو جائے گا۔ ایسی حالت میں ہوا نا مناسب ہے۔"

فورسیٹر جھنجھلا کر بولا "میرا دم گھٹ رہا ہے، ایک دن پہلے یا بعد سے کیا فرق ہوتا ہے جبکہ میں مر ہی رہا ہوں۔"

مادام نے کھڑکی پوری کھول دی۔ ہوا بڑی خوشگوار تھی۔ یوکلپٹس کی خوشبو بھی ساتھ آئی۔

فورسیٹر رک رک کر سانس لیتا رہا۔ اس نے اپنی کرسی کا ہتھا پکڑ کر غصے سے کہا۔ "کھڑکی بند کر دو اب برداشت نہیں ہوتی۔"

اس کی بیوی نے چپکے سے کھڑکی بند کر دی۔ دوروائے پریشان ہو گیا وہ چاہتا تھا کہ بیمار سے بات کرے اسے دلاسہ دے مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کہے۔

"تو یہاں آ کر کچھ افاقہ نہیں ہوا؟" اس نے پوچھا۔

فورسیٹر نے بے صبری سے شانے ہلائے "تم ہی دیکھ لو" پھر اس نے سر جھکا لیا۔

دوروائے نے کہا "پیرس کے مقابلہ میں یہ جگہ بڑی اچھی ہے۔ وہاں تو بڑی سردی پڑ رہی ہے۔ برف اولے پانی۔ اور اندھیرا ایسا ہو جاتا ہے کہ سہ پہر کو بھی لیمپ جلانا پڑتے ہیں۔"

فورسیٹر نے پوچھا "اخبار کی کوئی خبر؟"

"کوئی نہیں۔ جوان لیکرس کو تمہاری جگہ رکھ لیا گیا ہے، مگر تم جلدی سے اچھے ہو جاؤ۔"

"میں ؟" اس نے لڑکھڑا کر کہا۔ "میں اب زمین کے چھ فٹ نیچے پہونچ کر مضامین لکھوں گا۔"

موت کا خیال اس پر حاوی تھا جو ہر لمحہ ظاہر ہوتا تھا۔ دیر تک خاموشی طاری رہی۔ شام ہو رہی تھی۔ مادام کمرے کی طرف پیٹھ کیے اور کھڑکی کے شیشے سے منھ لگائے کھڑی تھی۔

فوریسٹر رک رک کر بولا "میں کتنی شامیں اور دیکھوں گا۔ آٹھ دس پندرہ بیس تیس، یا شاید کچھ زیادہ۔ تم لوگوں کا زمانہ ہے میرا ختم ہو چکا۔"

وہ خاموش ہو گیا پھر کہنے لگا "ہر چیز مجھے یہی بتاتی ہے کہ کچھ دن میں میں غائب ہو جاؤں گا۔ اف یہ کتنا ہولناک ہے ——— میں کچھ نہ دیکھوں گا، گلاس پلیٹیں، بستر، گاڑیاں، اف یہ سب کتنی اچھی ہیں اور مجھے کتنی عزیز ہیں۔"

اس نے اپنی انگلیاں کرسی کے ہتھے پر چلائیں جیسے پیانو بجا رہا ہو۔ دوروئے کو ناربرٹ کا خیال آیا۔ اب اسے موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ جب جب وہ فوریسٹر کو دیکھتا اسے تکلیف ہوتی، وہ بھاگ جانا چاہتا تھا اچھا ہوتا کہ وہ آیا ہی نہ ہوتا۔

فوریسٹر نے جھنجھلا کر کہا "آج لمپ نہیں جلایا جائے گا۔ تم بیمار کا یہی خیال کرتی ہو۔"

مادام چلی گئی۔ پھر ایک گھنٹی کی آواز آئی۔ ایک نوکر لمپ لے کر آیا۔

تمام مقامات کے نام اور ان کے تاریخی پس منظر بیان کرتا گیا۔ وہ جہازی بیڑے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور جہازوں کے نام پڑھتا رہا۔ پھر وہ برتنوں کی دوکان پر گئے۔ فورسیٹر نے دو گلدان خریدے اور بولا "کچھ دنوں بعد میں پیرس واپس جاؤں گا۔"

وہ لوگ واپس لوٹنے لگے۔ سمندر کے کنارے فورسیٹر کو کھانسی آنے لگی پہلے معمولی سی مگر پھر بڑھتی گئی۔ سانس رکنے لگی۔ گھر پہونچنے پر اسے اٹھا کر کمرے میں لیجایا گیا۔ کھانسی کسی طرح نہ رکی۔ وہ آدھی رات تک کھانستا رہا۔ پھر وہ سو گیا۔ صبح اس نے حجامت بنوائی مگر بستر پر جانے میں اس کی سانس اکھڑ گئی۔ مادام نے دورائے کو ڈاکٹر کے پاس دوڑایا۔

ڈاکٹر نے آکر دوا دی۔ دورائے ڈاکٹر کے ساتھ گیا اور اس کی رائے لی۔ ڈاکٹر نے کہا "اب خاتمہ قریب ہے وہ کل صبح تک مر جائے گا بیوی کو سمجھاؤ اور کسی پادری کو بلالو۔ ویسے میں حاضر ہوں۔"

دورائے نے مادام کو الگ لے جا کر کہا "وہ اب مر رہا ہے ڈاکٹر نے کہا ہے کسی پادری کو بلوالو۔ تمہاری کیا رائے ہے؟"

وہ کچھ دیر تک سوچتی رہی پھر بولی "جاؤ کسی کو ڈھونڈھ لاؤ اس سے کہنا کہ زیادہ باتیں نہ کرے۔"

دورائے ایک بڈھے پادری کو بلالایا۔ پادری فورسیٹر کے پاس گیا۔ مادام دورائے کے پاس آکر قریب کے کمرے میں بیٹھ گئی۔

مادام بولی "جب میں نے اس سے پادری کا نام لیا تو وہ پیلا پڑ گیا وہ سمجھ

گیا کہ موت قریب ہے" وہ خود زرد ہوگئی اور کہتی رہی " اس کے چہرے کا رنگ کیسا ہوگیا کیا بتاؤں، بس موت دکھائی دے رہی تھی "

انھوں نے پادری کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا " ہاں ہاں تم بیمار ہو مگر خطرہ نہیں ہے۔ میں دوست اور پڑوسی کی حیثیت سے آیا ہوں "

فورسٹر کی آواز نہیں سنائی دی۔ پادری کہہ رہا تھا " نہیں۔ مذہبی عمل کی کوئی ضرورت نہیں، جب تم اچھے ہو جاؤ گے تو دیکھا جائے گا، ویسے اگر تم مجھ سے اپنے گناہ بتادو تو اچھا ہے۔ آگے فی الحال کوئی ضرورت نہیں "

کچھ دیر خاموشی رہی۔ شاید فورسٹر کچھ کہہ رہا تھا۔

پھر پادری کی آواز آئی " خدا کا رحم بیکراں ہے۔ میرے بچے آؤ میرے ساتھ دعا پڑھو "

پھر آواز آئی " اب بیان کردو "

بیمار نے کچھ کہا۔ پادری بولا " تم کہتے ہو کہ تمہارا گناہ خود پرستی تھی۔ کیسے؟"

مادام نے کہا " آؤ باغ میں چلیں۔ ہم اس کے راز نہیں سنیں گے "

دونوں باہر آکر بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد دورائے نے پوچھا " اب پیرس کب واپسی ہوگی؟"

" بس معاملہ ختم ہوتے ہی واپس ہو جاؤں گی "

" اس کے عزیز دار نہیں ہیں؟"

" کچھ دور کے عزیز ہیں۔ ماں باپ بچپن میں مر چکے تھے "

دونوں ایک تتلی کو پھول پر بیٹھا دیکھنے لگے۔ نوکر نے آکر کہا " جناب

پادری صاحب جا رہے ہیں۔"

دونوں ساتھ اوپر گئے۔ فوریسٹر اور بھی مردہ لگ رہا تھا۔ پادری نے کہا۔

"میرے بچے کل صبح میں پھر آؤں گا" اور چلا گیا۔

فوریسٹر نے دونوں ہاتھ بیوی کی طرف بڑھائے اور بولا "میری مدد کرو میری مدد کرو پیاری میں مرنا نہیں چاہتا، میں مرنا نہیں چاہتا، کچھ کرو، ڈاکٹر کو بلاؤ جو دوا کہو میں کھاؤں گا، میں مرنا نہیں چاہتا، میں مرنا نہیں ۔۔۔۔" وہ رونے لگا۔ آنسو بہنے لگے پھر اس کے ہاتھ بستر پر چلنے لگے۔

اس کی بیوی بھی رو رہی تھی وہ بولی وہ کچھ نہیں ہے۔ کل تم ٹھیک ہو جاؤ گے کل تم تھک گئے تھے اور کچھ نہیں ہے۔"

فوریسٹر کی سانس اکھڑ گئی مگر وہ کہے جا رہا تھا "میں مرنا نہیں چاہتا۔ یا خدا۔ یا خدا۔ یہ کیا ہو رہا ہے، میں اب کچھ نہ دیکھوں گا، کبھی ۔۔۔۔ میرے خدا"

وہ کسی غیر مرئی چیز کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ خوفزدہ تھا اور ہاتھ بستر پر چل رہے تھے۔

یکایک اس کا جسم شدت سے تھرّایا اور وہ بولا۔ "قبرستان ۔۔۔ نہیں نہیں اُف میرے خدا۔"

پھر وہ نہ بول سکا۔ اس کا چہرہ ڈراؤنا ہو گیا۔ اس کی سانس اکھڑی اکھڑی چلتی رہی۔ وقت گزرتا رہا۔ بارہ بج گئے۔ دورائے کھانا کھانے گیا۔ مادام نے کھانے سے انکار کر دیا۔ بیمار ساکت پڑا رہا۔ اس کی انگلیاں حرکت کرتی رہیں۔ اس کی بیوی ایک کرسی پر اس کے برابر بیٹھی رہی۔ دورائے بھی اس کے پاس آ گیا۔

ڈاکٹر نے ایک نرس بھیجی تھی وہ کھڑکی سے لگی اونگھتی رہی۔

دوراۓ اونگھ چلا تھا کہ اسے محسوس ہوا کہ کچھ ہو رہا ہے۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ بیمار کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اسے ہچکی آئی۔ دو قطرے خون منہ سے نکل کر قمیض پہ گرا ــــ وہ ختم ہو گیا!

اس کی بیوی سمجھ گئی اور چیخ مار کر گھٹنوں کے بل گر گئی اور بستر پہ سر رکھ کر رونے لگی۔ دوراۓ نے صلیب کا نشان بنا لیا۔ نرس جاگ کر بستر کے پاس آئی۔ "سب ختم ہو گیا" اس نے کہا۔

دوراۓ بولا "میں سمجھتا تھا کہ دیر لگے گی مگر یہ تو اتنی جلدی ختم ہو گیا۔"

اب دوسری تیاریاں ہونے لگیں۔ دوراۓ انتظامات کے سلسلے میں باہر چلا گیا اور شام کو واپس آیا۔ مادام نے کچھ کھا لیا پھر میت کے پاس دو شمعیں جلا کر دونوں اس کے پاس بیٹھ گئے۔ دونوں خاموش بیٹھے لاش کو تک رہے تھے۔ دوراۓ غور سے اپنے دوست کو دیکھتا رہا اور پوری زندگی کے حالات اس کے سامنے آتے رہے۔ ناربرٹ کے قنوطی خیالات اس کے ذہن پر چھانے لگے اور اسے ڈر لگنے لگا۔ اس نے میت کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ مادام سر جھکائے رہی اب دوراۓ اسے دیکھنے لگا۔ مرنے والا کتنا خوش قسمت تھا کہ اسے ایسی عورت ملی۔ پھر اسے کاؤنٹ واڈرک یاد آیا جو اس عورت کا عاشق تھا پھر اس نے سوچا کہ اب یہ کس سے شادی کرے گی؟ اگر وہ خود کوشش کرے تو کیا مضائقہ ہے ــــ؟

کمرے میں کامل خاموشی تھی۔ دوراۓ نے اس سے کہا "تم بہت تھک گئی

ہو گی۔"

"ہاں" اس نے کہا۔ "میں پسپا ہو چکی ہوں۔"

انھیں اس کمرے میں اپنی آوازیں عجیب سی معلوم ہوتیں۔ دوراے کہتا رہا۔ "تم پر سخت وقت پڑا ہے اور تمہاری زندگی یکسر بدل گئی ہے۔ تمہارے دل پر سچ مچ بڑی چوٹ لگی ہے۔"

اس نے ٹھنڈی آہیں بھریں اور کچھ نہ بولی۔

وہ بولا۔ "ایک نوجوان عورت کے لئے تنہا رہ جانا کتنا برا ہے۔"

وہ پھر بھی کچھ نہ بولی۔ اس نے کہا۔ "خیر تمہیں ہمارا معاہدہ یاد ہے، مجھ سے جو کام چاہو لو، میں حاضر ہوں۔"

اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور بڑے غمزدہ انداز میں بولی۔ "تمہارا شکریہ تم بہت مہربان ہو، تم مجھ پر اعتماد کر سکتے ہو۔"

دوراے نے اس کا ہاتھ چوما۔ وہ کہنے لگی۔ "میں اکیلی رہ گئی ہوں مگر میں ہمت نہ ہاروں گی۔"

دوراے کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیسے کہے کہ میں تمہیں اپنی بیوی بنا کر بہت خوش ہوں گا۔ میت کی موجودگی میں یہ کہنا مناسب بھی نہ تھا۔ اس نے پوچھا۔ "کیا کھڑکی کھول دوں؟"

"ہاں" مادام نے کہا۔

کھڑکی کے پاس جاکر وہ بولا۔ "آؤ ہوا کھالو۔ بڑی اچھی رات ہے۔"

وہ آئی اور اس سے لگ کر کھڑی ہو گئی ——————

اب اس نے کہا، "میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ــــ یہ کہنے سننے کا وقت تو نہیں ہے مگر تمہاری پیرس واپسی پر شاید دیر ہو جائے، میں بہت غریب آدمی ہوں مگر میرے حوصلے بلند ہیں۔ میرے پاس ذہن ہے میں کچھ ترقی کر سکوں گا، بس اس وقت بس یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پیرس آنے سے پہلے میرا خیال کئے بغیر کوئی فیصلہ نہ کر لینا۔"

یہ سب وہ مادام کو دیکھے بغیر کہہ گیا۔ دونوں پاس پاس کہنی سے کہنی ملائے کھڑے رہے۔

پھر اس نے کہا، "ٹھنڈ ہے۔" اور وہ میت کے قریب آ گئی۔ دورائے ساتھ آیا۔

دورائے نے دیکھا کہ فورسٹیر بہت زیادہ نمایاں معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے کہا، "کل ہی اسے صندوق میں رکھ دیا جائے۔"

وہ بولی، "سب طے ہو گیا ہے۔ میت کا کام کرنے والے کل آٹھ بجے آ جائیں گے۔"

"بیچارا" ــــ دورائے نے کہا ــــ مادام نے بھی ٹھنڈی سانس بھری۔ پھر انہوں نے باتیں نہیں کیں۔ آدھی رات کو دورائے اونگھ گیا۔ مادام بھی اونگھ گئی۔ آرام سے بھیں کر اس نے کہا، "ہوگا۔ میں تو سوتا ہوں" ــــ

ایک آواز نے اسے جگا دیا۔ دن نکل چکا تھا۔ نرس آ گئی تھی۔ مادام بھی اسی کی طرح متعجب تھی۔ دورائے نے میت کو دیکھا اور تھرا کر بولا، "ارے دیکھو اس کی ڈاڑھی" ــــ اس کی ڈاڑھی کچھ گھنٹوں میں بہت بڑھ گئی تھی ــــ

دونوں گیارہ بجے تک آرام کرتے رہے۔ دونوں نے مُردے کو صندوق میں رکھوا کر محسوس کیا کہ ایک بوجھ اتر گیا۔ پھر دونوں نے لنچ کھایا۔

کھڑکی سے بہار کی خوشبوئیں آ رہی تھیں۔ مادام بلجی میں ٹہلنے گئی۔

پھر وہ دورائے سے باتیں کرنے لگی "سنو۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ میں تمہیں جو سب لئے بغیر نہ جانے دوں گی، ہمیں انتظار کرنا چاہئے۔ میں فوریسٹر کی تدفین سے پہلے اس موضوع پر اس لئے بات کر رہی ہوں تاکہ تم سمجھ جاؤ کہ میں کس قسم کی عورت ہوں، تم اگر مجھے سمجھ سکتے ہو تو صبر کرو۔" یہ کہہ کر وہ بولی۔ "اب تم ٹہلنے جاؤ۔ میں اس کے پاس واپس جاتی ہوں۔"

شام کو وہ ڈنر کے وقت تک نہیں ملے۔

فوریسٹر کو دوسرے دن بغیر کسی قسم کی رسومات کے دفن کر دیا گیا اور جارجیس دورائے پیرس ایکسپریس میں سوار ہو کر واپس ہونے لگا۔ مادام اسے اسٹیشن پر پہونچانے آئی۔ دونوں پلیٹ فارم پر ٹہلتے رہے اور ریل کا انتظار کرتے رہے۔ ٹرین آئی۔ چھوٹی سی ٹرین تھی۔ دورائے نے جگہ لے لی پھر اتر آیا اور مادام سے باتیں کرتا رہا۔ اس کا دل غم زدہ ہو گیا تھا۔

ایک آدمی چلایا "مارسیلز۔ کینز۔ پیرس کے مسافر بیٹھ جائیں۔"

دورائے اندر آ گیا مگر کھڑکی سے لگا باتیں کرتا رہا۔ گاڑی آہستہ آہستہ چلی۔ اس نے چلتی گاڑی میں سے مادام کو اپنی طرف نظریں کئے ہوئے پایا۔ پھر اس نے اس کی طرف ایک بوسہ اچھال دیا۔

مادام نے جواباً ہاتھ ہلایا اور ہلاتی ہی رہی۔

بلامی

دوسرا حصہ

بل امی

جارجیس ووراے نے پیرس میں اپنی تمام سرگرمیاں پھر شروع کر دیں۔ وہ اب اس طرح رہنے لگا جیسے ایک نئی زندگی کی تیاری کر رہا تھا۔ مادام ماریلی سے اب وہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ پیش آنے لگا اور وہ کہنے لگی: "تم تو میرے شوہر کی طرح ہوتے جا رہے ہو، آخر مجھے تمہاری دوستی کا کیا فائدہ ہوا؟"

مادام فورلیسٹر کینس ہی میں تھی۔ اس کا ایک خط آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ وہ اپریل تک واپس نہیں ہوگی۔ وہ انتظار کرتا رہا۔ اب اس نے اس سے شادی کرنے کا پورا ارادہ کر لیا تھا اور اس سلسلہ میں ہر ذریعہ کو استعمال کرنا چاہتا تھا۔

ایک دن اسے ایک پرزہ ملا — "میں پیرس آگئی ہوں، مجھ سے ملو۔"

میڈلن فورلیسٹر"

یہ رقعہ اسے نو بجے ملا اور اسی دن تین بجے وہ اس سے ملنے پہونچا۔ وہ بڑی اچھی طرح ملی۔

"تم کتنے اچھے ہو کہ ایسے وقت میں میری مدد کے لئے آگئے۔"

"تم جو کہتیں میں کرتا۔"

دونوں بیٹھ گئے۔ مادام نے حالات دریافت کئے۔ والٹر اور اخبار کے دیگر کارکنوں کا تذکرہ ہوا۔

"مجھے اخبار کا کام یاد آتا ہے، میں فطری طور پر صحافی ہو گئی تھی، مجھے سچ مچ اس کام سے دلچسپی ہے۔" پھر وہ خاموش ہو گئی۔

وہ کچھ کچھ سمجھا اور جلدی نہ کر بیٹھنے کے خیال سے رک رک کر بولا "پھر پھر تم کیوں نہ کام شروع کر دو۔ تم اس کام میں دورائے کے نام سے آسکتی ہو۔"

وہ سنجیدہ ہو گئی اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی "ابھی اس کی بابت بات نہ کرو۔"

مگر دورائے نے محسوس کیا کہ وہ اسے قبول کر رہی تھی۔ گھٹنوں پر جھک کر اس نے اس کے ہاتھ چومے اور کہا "بہت بہت شکریہ، میں تمہیں بیحد چاہتا ہوں۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ دورائے نے اسے آغوش میں لے لیا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

وہ اس کی آغوش سے علیحدہ ہو کر بولی "سنو میرے پیارے میں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے ممکن ہے کہ میں ہاں کہدوں مگر جب تک میں ہاں

نہ کروں تم اس معاملہ کو راز رکھو۔"

اور اس نے قسم کھائی کہ ایسا ہی کرے گا۔

اب وہ سخت محنت کرنے لگا۔ رقم کم خرچ کرتا اور بہت کچھ بچا لیتا تاکہ شادی کے موقعہ پر وہ خالی ہاتھ نہ ہو۔ وقت گزرتا گیا اور کسی کو شبہ بھی نہ ہوا کیونکہ وہ ایک دوسرے سے بہت کم ملتے تھے۔

ایک شام میڈلن نے غور سے اسے دیکھا اور پوچھا "تم نے تاداہم ماریلی سے تو اس معاملہ کا تذکرہ نہیں کیا" ؟

"نہیں پیاری - میں نے کسی کو ہوا بھی نہیں لگنے دی۔"

"اچھا اب وقت آگیا ہے کہ تم اسے کہدو۔ والٹر سے میں کہدوں گی۔ اچھا ہے کہ یہ اسی ہفتہ میں ہو جائے۔" پھر اس نے کہا "اگر تم تیار ہو تو مئی کے شروع میں شادی ہو جائے۔"

"میں بخوشی تمہارا حکم مانتا ہوں۔"

"دس مئی کو ہفتہ کا دن ہے۔ وہی موزوں دن ہوگا وہ میرا یوم پیدائش ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ دس مئی ہی سہی۔"

"تمہارے والدین روئن کے قریب رہتے ہیں نا ؟ وہ کیا کرتے ہیں۔؟"

"ان کی کچھ آمدنی ہے۔"

"میں ان سے ملنا چاہتی ہوں۔"

وہ گھبرا کر بولا "لیکن .... معاملہ یہ ہے .... وہ میں ....." پھر اس نے ہمت

باندھی "پیاری وہ کسان ہیں اور سرائے چلاتے ہیں۔ انھوں نے محنت کر کے مجھے تعلیم دلائی۔ مجھے ان کا ذکر کرتے شرم نہیں آتی مگر..... ان کی سادگی ... ان کا دیہاتی پن شاید تمہیں پسند نہ آئے۔"

وہ بڑی خوبصورتی سے مسکرائی "نہیں۔ میں انہیں پسند کروں گی... میرا دنیا میں کوئی نہیں ہے —— سوائے تمہارے۔"

پھر وہ بولی "میرے دل میں اور کچھ بھی ہے مگر میں سمجھا نہیں سکتی۔"

"کیا ہے"

"اور عورتوں کی طرح میری بھی ایک کمزوری ہے۔ مجھے چمکدار چیزیں پسند ہیں۔ مجھے شاہانہ نام پسند ہیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ ہم شادی کے موقعہ پر شاندار نظر آئیں۔"

وہ شرما گئی مگر دورائے نے کہا "میں نے بھی بہت سوچا کہ بڑے خاندان کا بن جاؤں مگر ممکن نظر نہ آیا۔"

"کیوں؟"

وہ ہنس کر بولا "مجھے خوف ہے مضحکہ بن جاؤں گا۔"

اس نے اپنے شانے ہلائے "بالکل نہیں۔ ہر شخص یہ کرتا ہے —— اپنے نام کے دو حصے کر دو —— "ڈیو۔ رائے" —— یہ بہت اچھا لگے گا۔"

وہ بولا۔ "نہیں اس سے کام نہیں چلے گا۔ یہ بڑی عام سی بات ہے۔"

اس نے پوچھا "تمہارا وطن سینٹی لو ہے۔"

"ہاں"

اس نے کہا "نہیں آخری حصہ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ دیکھیں آیا سینٹی ایر میں کچھ تبدیلی کی جا سکتی ہے!"

اس نے میز پر سے ایک قلم اٹھایا اور لکھنے لگی پھر بولی "مل گیا ——
اس نے کاغذ دورائے کو دیا اس پر لکھا تھا "مادام دورائے دی سنیٹل"

اس نے کچھ سوچا اور کہا "ہاں یہ بہت اچھا ہے۔"

وہ بہت خوش ہوئی اور دوہراتی رہی "دورائے دی سنیٹل۔ دورائے دی سنیٹل۔ مادام دورائے دی سنیٹل۔ بہت خوب بے مثل۔"

پھر وہ کہنے لگی "ہر شخص اسے آسانی سے مان لے گا۔ کل ہی سے تم اپنے مضامین پر یہی نام لکھنے لگو —— تمہارے والد کا کیا نام ہے؟"

"الکزنڈر"

"الکزنڈر —— الکزنڈر" اس نے کہا پھر ایک کاغذ پر لکھا: "موسیو اور مادام الکزنڈر دورائے دی سنیٹل اپنے لڑکے موسیو جارجیس دورائے دی سنیٹل کی شادی کا مادام میڈلن فورسٹیر کے ساتھ اعلان کرتے ہیں۔"

جب وہ باہر نکلا اور اس نے طے کر لیا کہ یہی نام رکھے گا تو اسے محسوس ہوا کہ اسے نئی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ وہ اکڑ کر چلنے لگا اس کا جی چاہا کہ راہگیروں کو روک کر کہے —— "میرا نام دیو۔ رائے دی سنیٹل ہے۔"

مگر گھر پہونچ کر مادام مارلی کا خیال آیا۔ اس نے اسے دوسرے دن ملنے کے لئے ایک خط لکھا۔ اس نے سوچا "وہ بیحد غصہ کرے گی!" مگر پھر وہ سب کچھ بھول کر نئے ٹیکسوں پر ایک مضمون لکھنے لگا اور اختتام پر اس نے اپنے

دستخط کیے ——— "ڈی - وی - سنٹیل"

دوسرے دن اسے اپنی محبوبہ کا تار ملا کہ وہ نو بجے آئے گی - اس نے انتظار کیا - وہ طے کر چکا تھا کہ اکدم سے سب کچھ کہہ ڈالے گا مگر جب گھنٹی بجی تو وہ پریشان ہو گیا - اس کا دل دھڑکنے لگا -

وہ آتے ہی اس سے چمٹ گئی "صبح بخیر - پیارے جانی" مگر اسے ساکت دیکھ کر بولی "کیا معاملہ ہے ؟"

"بیٹھ جاؤ کچھ اہم باتیں کرنا ہیں"

وہ ٹوپی اتارے بغیر بیٹھ گئی اور انتظار کرنے لگی ——— دورانے نے اپنی آنکھیں نیچی کر لی تھیں وہ بولنے کے لئے تیار ہو رہا تھا - پھر اس نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا "میں بڑا پریشان ہوں مجھے تم سے ایک تکلیف دہ بات کہنا ہے"

وہ پیلی پڑ گئی اور بولی "کیا ہے جلدی بتاؤ"

اس نے غمزدہ لہجہ بنا کر کہا "بات یہ ہے کہ میں شادی کرنے جا رہا ہوں!"

مادام کو غش سا آگیا، اس کے دل سے ایک آہ نکلی اور یوں لگا جیسے اس کا دم گھٹ رہا تھا ..... وہ کچھ نہ بولی -

وہ کہنے لگا "تم نہیں سمجھ سکتیں کہ اس بات کو زبان پر لانے کے لئے مجھے کتنی تکلیف ہوئی ہے ——— مگر دیکھو نا، میرے پاس نہ مقام ہے نہ روپیہ میں پیرس میں اکیلا ہوں - مجھے کسی ساتھی کی ضرورت ہے جو مجھے صلاح دے اور میری امید تازہ کرے ——— اور مجھے ایک ایسی ہستی مل گئی ہے"

مادام اپنا دل پکڑے ہوئے تھی اور تکلیف سے سانسیں لے رہی تھی پھر اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی اور روتے ہوئے پوچھا "وہ کون ہے؟"

وہ ایک لمحہ جھجکا اور پھر بولا "میڈلن فورسیٹر"

مادام ماریلی کا پورا جسم تھرا گیا۔ وہ جانے لگی۔ دورائے نے اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔ مادام نے جسم کو اکڑا لیا۔ دورائے نے کہا "میں التجا کرتا ہوں یوں نہ جاؤ۔"

مادام نے اسے سر سے پیر تک دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے بلا کا درد جھانک رہا تھا۔ اس نے اٹک اٹک کر کہا "کچھ نہیں۔ میں کچھ نہیں کر سکتی.... تم.... تم ٹھیک کر رہے ہو.... تم نے وہ عورت منتخب کی ہے جس کی تمہیں ضرورت تھی۔"

اور وہ چلی گئی۔ دورائے نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اکیلا رہ گیا۔ وہ پریشان تھا۔ اس نے کہا "خیر جو کچھ بھی ہوا یہ سب ختم ہو گیا اور کوئی خاص جھگڑا نہیں ہوا، چلو بلا ٹلی" ــــ اب اس کے سر سے بوجھ اتر گیا اور وہ دیوار پر گھونسے مارنے لگا۔

جب مادام فورسیٹر نے پوچھا ــــ "تم نے مادام ماریلی سے کہہ دیا ہے" تو اس نے کہا "ہاں بالکل۔"

مادام نے اسے غور سے دیکھا اور پوچھا "اور وہ پریشان نہیں ہوئی ہے؟"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ بلکہ اس نے اس تجویز کو سراہا۔"

خبر جلد پھیل گئی۔ کچھ لوگ متعجب ہوئے کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ پہلے ہی

سمجھ چکے تھے دوسرے محض مسکرائے۔

وہ نوجوان جواب اپنے مضامین ڈی۔ دی۔ بنٹیل کے نام سے لکھتا تھا اور "بازگشت" کو دورائے اور سیاسی کالم کو دیو۔ رائے کے نام سے ــــ اب اپنا آدھا وقت اپنی ہونے والی بیوی کے ساتھ گزارتا تھا۔ مادام نے طے کیا تھا کہ شادی خاموشی سے ہو صرف گواہ ہی موجود ہوں اور اسی رات وہ رومین چلے جائیں اس کے بعد وہ دورائے کے والدین کے پاس کچھ دن گزاریں۔

دس مئی کو سب کچھ ہو گیا۔ مذہبی رسم کو بے کار سمجھا گیا۔ شام کو دولہا، دلہن روانہ ہو گئے ــــ

کمپارٹمنٹ میں دونوں اکیلے تھے۔ ٹرین چلی تو دونوں ہنسنے لگے۔

"مجھے پیرس کے نواحات پسند ہیں۔" دورائے نے کہا۔ "میں نے یہاں ایک دفعہ مچھلیاں کھائی تھیں جو مجھے ہمیشہ یاد آتی ہیں۔"

وہ بولی "اور کشتیاں بھی۔ شام کے وقت پانی پر چلنا کتنا اچھا لگتا ہے۔"

دورائے نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ "مجھے عجیب سا لگتا ہے کہ تم میری بیوی ہو۔"

اس نے تعجب سے پوچھا۔ "ارے کیوں؟"

"پتہ نہیں مگر عجیب بات ہے ــــ میں تمہیں چومنا چاہتا ہوں مگر مجھے محسوس ہوتا ہے کہ مجھے یہ حق حاصل نہیں۔"

پھر مادام نے اپنا رخ اس کی طرف کیا اور اس نے اسے چوم لیا۔

پھر دورائے نے پوچھا "فورسیٹر سے تمہاری کیسے ملاقات ہوئی تھی؟"

مادام نے طنز سے کہا "کیا تم روئین فوریسٹر کی باتیں کرنے جا رہے ہو؟"

وہ شرما گیا —— ریل جنگل سے گزر رہی تھی۔ اس نے ایک ہرن جاتے دیکھا۔ جب وہ کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی تو دورائے نے اس کے بالوں کو چوما۔

وہ بولی "رکو —— گدگدی نہ کرو"

مگر وہ نہ مانا اور گردن پر بوسے دیتا رہا۔ وہ کھڑی ہو گئی اور تنک کر بولی "دیکھو جارجیس یہ کافی ہے۔ ہم بچے نہیں ہیں۔ ہم روئن پہونچنے کا انتظار کر سکتے ہیں"

پھر وہ واپس ہونے کے بعد کے پروگرام طے کرنے لگے۔ وہ فورسیٹر والا فلیٹ لے لیں گے اور دورائے فورسیٹر کی جگہ آ جائے گا۔ اخراجات کے معاملات وہ شادی سے پہلے ہی طے کر چکی تھی۔ اب وہ فورسیٹر کی بابت کہنے لگی "وہ بہت کم خرچ کرتا تھا چنانچہ کچھ ہی عرصہ میں رئیس ہو گیا"

دورائے سُن نہیں رہا تھا۔ وہ اپنے خیالات میں مستغرق تھا۔

وہ اپنے خیالات میں ڈوب گئی پھر بولی "تین چار سال تک تم تیس سے چالیس ہزار سالانہ کمانے لگو گے۔ فورسیٹر بھی یہی پاتا اگر وہ زندہ رہتا"

اور اب جارجیس بول اٹھا —— "ہم روئن فورسیٹر کی باتیں کرنے نہیں جا رہے ہیں"

"اوہ۔ غلطی ہو گئی" —— اور وہ ہنس پڑی۔

وہ ایک طالب علم کی طرح باادب بیٹھا تھا۔ وہ کہنے لگی ۔" تم احمق معلوم ہو رہے ہو۔"

"میں اپنا پارٹ ادا کر رہا ہوں!"

"کیوں ؟"

"اب میری تربیت کا کام تم نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے ۔"

اس سے تمھارا کیا مطلب ہے ۔" ؟

"میرا مطلب یہ ہے کہ تمہیں ازدواجی زندگی کا پورا تجربہ ہے ــــــ تم مجھے کنوارے پن کی زندگی سے نکال سکتی ہو۔"

وہ ہنسی ۔" تم احمق ہو۔"

"اچھا تم بے تکلف ہو رہی ہو تو میں بھی بے تکلف ہو جاؤں گا ــــــ میری محبت بڑھ رہی ہے اور ردئن بہت دور ہے ۔"

پھر وہ مسکرا کر بولی ۔" شاگرد! میرے تجربہ پر اعتماد کرو۔ ریل میں محبت سے فائدہ نہیں ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے ۔"

شام ہو گئی۔ ردئن آنے تک وہ دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ ردئن میں ایک ہوٹل میں ٹھہرے اور بہت کم کھانا کھا کر سو گئے۔ ملازمہ نے آٹھ بجے کے بعد انہیں جگایا۔

چائے پینے کے بعد دورائے نے اپنی بیوی کو دبوچ لیا اور بولا ۔" میں تمہیں بے حد چاہتا ہوں ۔"

اس نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر دورائے نے اپنے والدین کی بابت

باتیں شروع کیں۔

اس نے کہا۔ "وہ لوگ کسان ہیں۔"

وہ ہنسی۔ اور کہنے لگی۔ "میں جانتی ہوں۔ تم مجھے کئی بار بتا چکے ہو۔"

"مگر گھر میں ہمیں بڑی تکلیف ہوگی۔ وہاں سونے کے لئے بھوسے کی صرف ایک چٹائی ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "یہ اور بھی اچھا ہے۔ رات تکلیف سے گزارنا بہت اچھا لگے گا اور اس کے علاوہ ـــــ ہم مرغ کی بانگ پر اٹھ بیٹھیں گے۔"

ایک گھنٹہ بعد وہ روانہ ہو گئے۔ دیہات جانے کے لئے ایک پرانی گاڑی ملی۔ میڈلن سورج کی روشنی میں اونگھنے لگی تھی۔ اس کے شوہر نے جگا کر کہا۔ "دیکھو" ـــــ اب وہ لوگ پہاڑی پر پہونچ گئے تھے جہاں سے وادی کا بے حد حسین منظر نظر آرہا تھا۔

گاڑی گاؤں پہونچ گئی۔ دورائے نے دور سے اپنے ماں باپ کو آتے دیکھا اور کہا۔ "یہ وہی ہیں ـــــ میں پہچان گیا۔"

میڈلن گاڑی سے اتری اور دونوں کو دیکھنے لگی۔ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ان کا لڑکا اور بہو اتنے شاندار ہوں گے اس لئے وہ انہیں نہ پہچان سکے اور اپنے لڑکے کو تلاش کرنے لگے۔ دورائے نے کہا۔ "صبح بخیر آبا۔"

دونوں رک کر اسے دیکھنے لگے۔ عورت اک دم سے بولی۔ "تم میرے بچے ہو؟"

نوجوان نے کہا۔ "ہاں ماں۔"

دونوں نے لپٹ کر اسے پیار کیا۔ پھر باپ بیٹے بغل گیر ہوئے۔

پھر جور جیس نے کہا: "یہ میری بیوی ہے" دونوں نے میڈلن کو اس طرح دیکھا جیسے کسی عجوبے کو دیکھتے ہیں۔

باپ نے کہا: "میں اسے بوسہ دوں۔۔۔؟"

"کیوں نہیں ابا۔"

اور میڈلن نے اسے اپنے دونوں رخسار کو چوم لینے دیا۔ پھر بڑھیا نے اپنی بہو کو پیار کیا۔ اسے بہو پسند نہیں آئی۔ وہ اور ہی طرح کی بہو کا خواب دیکھا کرتی تھی —— یہ بہو اسے طوائف معلوم ہوئی جو عطر لگائے تھی۔ وہ گاڑی کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

بڈھے نے لڑکے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر پوچھا —— "تمہارا کام کیسا چل رہا ہے۔۔؟"

"بہت اچھا"

"اور اچھا بتاؤ اس خاتون کے پاس روپیہ ہے؟"

"چار ہزار فرانک"

باپ کو بڑی حیرت ہوئی اور اس نے سیٹی بجا کر کہا: "ارے واہ! —— اس کے لئے اتنا روپیہ بہت تھا! پھر وہ بولا: "بڑی اچھی عورت ہے"

اب وہ گاؤں پہونچ گئے۔ جس میں دس دس گھر سڑک کے ادھر اُدھر تھے۔ بڈھے دورائے کی سرائے ایک چھوٹا سا مکان تھی جو گاؤں کے شروع میں واقع تھی۔ ڈنر اس کے مخصوص کمرے میں چنا گیا تھا۔ پڑوس کی ایک عورت

کام کرنے کے لئے آگئی تھی۔ وہ ایک شاندار عورت کو دیکھ کر احتراماً جھکی پھر جو رجبیں کو پہچان کر بولی "میرے خدا ـــــ یہ تم ہو پیارے "

"ہاں۔ میں ہوں مادر برولن" اس نے خوش ہو کر کہا۔ اور دونوں گلے ملے۔

پھر اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ "چلو اپنے کمرے میں چل کر ٹوپی اُتار دو۔"

وہ ایک نہایت معمولی کمرے میں گئے۔ جب وہ دونوں اکیلے رہ گئے تو دورائے نے میڈلن کو پیار کیا اور کہا "ہم آگئے میڈ۔ میں اپنے والدین کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ پیبرس میں ان کی یاد نہیں آتی مگر ان سے مل کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔"

اور اس کا باپ دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہہ رہا تھا "آؤ باہر سوپ تیار ہے۔"

ڈنر بہت لمبا تھا، کھانے سب دیہاتی تھے۔ فرنیچر اور برتن سب پرانے تھے۔ دورائے ہنستا رہا۔ ماں بالکل خاموش رہی۔ میڈلن نے بہت کم کھایا، اور بالکل نہ بولی۔ اسے اپنی ماں یاد آئی جو اسکول میں پڑھاتی ہے جسے بدمعاشوں نے خراب کر دیا تھا اور جو اس وقت مر گئی تھی جب میڈلن بارہ برس کی تھی۔ پتہ نہیں کس نے اس کی پرورش کی ـــــ شاید وہ اس کا باپ تھا ـــــ؟ اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔

پھر سرائے میں گاہک آنے لگے۔ وہ ایک نفیس خاتون کو دیکھ کر متعجب ہو گئے دورائے کی ماں ان لوگوں کی ضروریات بہم پہونچانے لگی پھر مٹی کے پائپ اور سستے سگاروں کا دھواں اُبھرنے لگا۔ میڈلن کھانسنے لگی اور بولی "باہر چلو۔"

کھانا ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ بڈھے دورائے نے برا مانا۔ میڈلن باہر آ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کا خسر اور شوہر کھانا کھاتے رہے۔

دورائے نے اس کے پاس آ کر کہا "دریائے سین دیکھنے چلیں!"

اس نے خوش ہو کر کہا "ہاں ضرور۔"

وہ پہاڑی سے اترے۔ ایک کشتی کرایہ پر لی اور ایک جزیرے میں دن گذارا۔ شام کے وقت پھر پہاڑی پر آ گئے۔ رات کا کھانا ایک ٹمٹماتی ہوئی شمع کی روشنی میں میڈلن کو اور بھی برا لگا۔ بڈھا دورائے بہت پی گیا تھا اور کچھ نہ بولا۔ بڑھیا منہ بنائے رہی۔

کھانے کے بعد میڈلن اپنے شوہر کو باہر لے گئی۔ باہر پہونچ کر وہ بولا "تم پریشان ہو گئیں؟"

وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی کہ دورائے بولا "اچھا تو کل ہی واپس چلے چلیں گے"

"ہاں میں یہی چاہتی ہوں۔"

دونوں ٹہلنے نکل گئے۔ میڈلن نے پوچھا "ہم کہاں ہیں۔؟"

"جنگل میں۔"

"کیا یہ جنگل بہت بڑا ہے؟"

"بہت بڑا۔ فرانس کے بڑے جنگلوں میں سے ہے۔"

کچھ دیر گھومنے کے بعد اسے ایک عجیب سا خوف محسوس ہوا۔ وہ بولی۔

"مجھے ڈر لگتا ہے واپس چلو۔"

"اچھا چلو ——— اور کل ہم پیرس چلے چلیں گے۔"

"ہاں کل ـــــ صبح ہی"

جب وہ گھر پہونچے تو بڈھے بڑھیا سو چکے تھے۔ میڈلن کو نیند نہ آئی۔ رات بھر جانوروں کی آوازیں آتی رہیں۔

دوسرے دن صبح جارجیس نے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ماں باپ کو بڑا تعجب ہوا مگر وہ سمجھ گئے کہ بہو کا دل نہیں لگا۔

باپ نے پوچھا "اب پھر کب آؤگے؟"

"گرمی میں کسی دن"

اس نے دو سو فرانک انھیں دیئے اور پھر وہ اور اس کی بیوی گاڑی میں سوار ہو گئے۔

پہاڑی سے اترتے وقت دوراے ہنسنے لگا "میں نے کہا تھا نا کہ تمہارا موسیو اور مادام دوراے دی سنٹیل سے تعارف مناسب نہیں ہے"

وہ بھی ہنسنے لگی اور بولی "میں بہت خوش ہوں۔ ہم لوگ اخبار میں نکالیں گے کہ ایک ہفتہ ہم اپنی ریاست میں رہے" پھر پاس آکر اس نے اپنے شوہر کی مونچھ چومی اور کہا ــــ "جورجیس پیارے ـ ـ ـ"

جورجیس نے کہا ــــ "اچھا میڈ ــــ!" اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔
اب انہیں وادی دکھائی دے رہی تھی اور اس میں دریا بہتا چلا جا رہا تھا۔

دورائے میاں بیوی پیرس واپس آگئے۔ کچھ عرصہ بعد دورائے نے "باز گشت" کی سب ایڈیٹری چھوڑ کر فوریسٹر کی جگہ لے لی اور پوری طور پر سیاسیات کی طرف آگیا ـــــ اب وہ اپنے پیش رو کے فلیٹ میں بھی اٹھ آیا تھا۔ اس کی بیوی کے جسم اور ذہن دونوں نے اس پر بہت اچھا اثر ڈالا تھا۔ وہ بہت خوش تھا۔ پھولوں کی دوکان سے گزرتے ہوئے اس نے سوچا کہ میڈلن کے لئے کچھ پھول لے لے اور اس نے گلاب کے پھولوں کا ایک گچھا خرید لیا ـــــ وہ ہر منزل کے آئینوں میں خود کو دیکھتا ہوا اوپر چڑھا۔ اسے اپنی پہلی آمد یاد آئی اس نے گھنٹی بجائی۔ پرانا آدمی جسے اس نے اپنی بیوی کے اصرار پر ملازم رہنے دیا تھا دروازہ کھول کر سامنے آیا۔

"بادام گھر پر ہیں؟" دورائے نے پوچھا۔

"جی ہاں موسیو۔"

مگر ڈرائنگ روم سے گزرتے وقت اس نے دیکھا کہ تین آدمیوں کے لئے میز تیار کی گئی تھی۔ اسے تعجب ہوا۔ پھر اس نے دوسرے کمرے میں میڈلن کو گلدان میں ویسے ہی پھول رکھتے دیکھا جیسے وہ خود لایا تھا۔ اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کا خیال چرا لیا۔

"تم نے کسی کو ڈنر پر بلایا ہے؟" اس نے پوچھا۔

وہ پھول لگاتے ہوئے بولی "ہاں۔ ہمارے دوست کاؤنٹ واڈرک آئیں گے۔ وہ ہر پیر کو یہاں کھانا کھایا کرتے تھے اور ہمیشہ کی طرح آج بھی آ رہے ہیں۔"

"اچھا" اس نے کہا۔ وہ اپنے پھولوں کا گچھا لئے تھا۔ "دیکھو میں یہ پھول لایا ہوں۔"

وہ مسکرائی اور بولی "اوہو کیسے اچھے ہیں۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو بوسہ دیا۔ پھر اس نے پھولوں کا گچھا لے لیا اور بولی "خوب! اب دوسرا گلدان بھی سج جائے گا۔"

پھر وہ کہنے لگی "واڈرک بڑا دلچسپ انسان ہے۔ تم فوراً اس کے دوست ہو جاؤ گے۔"

کچھ دیر کے بعد گھنٹی بجی اور کاؤنٹ آیا۔ وہ اس قدر اطمینان سے داخل ہوا جیسے اپنے ہی گھر میں آیا ہو۔ مادام کی انگلیاں چومنے کے بعد وہ اس کے شوہر کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے مصافحہ کر کے بولا "مزاج شریف پیارے

دورائے!"

اب وہ دون کی نہیں لے رہا تھا بلکہ دوست بننے کی کوشش کر رہا تھا۔ دورائے نے بھی اس سے انس ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ پانچ منٹ میں وہ ایسے دوست ہو گئے جیسے دس برس کے ساتھی تھے۔

پھر میڈلن نے جس کا چہرہ دمک رہا تھا کہا "آپ لوگ باتیں کریں مجھے کھانے کی خبر لینا ہے۔" یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔

جب وہ واپس آئی تو دونوں ایک نئے ڈرامے کی بابت باتیں کر رہے تھے۔ ڈنر بہت دلچسپ رہا۔ کاؤنٹ دیر تک ٹھیرا اور دونوں کی شادی کو سراہتا رہا۔

جب وہ چلا گیا تو میڈلن بولی "یہ شخص بھی عجیب ہے۔ جیسے جیسے اس کے قریب آتے جاؤ گے اسے زیادہ سے زیادہ دلچسپ پاؤ گے۔"

"ہاں۔ وہ بہت ہی دلچسپ ہے۔"

"ارے ہاں ہمیں آج ایک اہم کام کرنا ہے۔ مراقش سے اہم خبر آئی ہے جو لارشی نے مجھے دی ــــ ہمیں ایک انتہائی سنسنی خیز مضمون لکھنا ہے چلو کام شروع کردیں ــــ یہ لمپ تم اٹھاؤ۔"

دورائے نے لمپ اٹھایا اور دونوں مطالعہ کے کمرے میں گئے۔ مادام کارنس کے پاس کھڑی ہوگئی اور منہ میں سگریٹ لے کر مضمون لکھوانے لگی۔ دورائے نے مضمون لکھا۔ پھر کچھ معاملات پر بحث کی پھر اسے بڑھایا۔ موجودہ وزارت کے خلاف ایک پوری تحریک شروع ہوگئی اور یہ مضمون پہلا حملہ

ثابت ہوا۔ پھر میڈلن نے اس مضمون میں بہت سے طنزیہ جملے شامل کئے دورائے بھی مخصوص جملے شامل کرتا رہا۔ آخر میں اس نے پورا مضمون میڈلن کو سنایا۔ دونوں بے حد خوش ہوئے اور ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ اس کے بعد وہ سونے چلے گئے۔

مضمون "جورجیس.. دیو۔ رائے دی سنڈیل" کے نام سے شائع ہوا۔ والٹر بہت خوش ہوا اور دورائے کو سیاسی ایڈیٹر مقرر کر دیا۔ اس طرح حکومت کے خلاف ایک تحریک شروع ہوگئی دوسرے اخبارات فرانسائی سے اقتباسات کرنے لگے۔ دورائے کا نام سیاست کے سلسلہ میں مشہور ہونے لگا اب سینٹ کے ممبر ڈپٹی۔ مجسٹریٹ اور جنرل وغیرہ اس سے ملنے آنے لگے اور میڈلن سے دوست کی طرح پیش آنے لگے۔ ان دنوں اس کی سمجھ میں آیا کہ وہ بڑا سیاست داں ہو سکتا ہے! میڈلن بھی سیاسی خبروں کی تلاش میں رہتی۔ اکثر وہ کوئی خبر لے کر آتی اور کہتی۔ "یہ ٹکڑا آج ہاتھ لگا یہ وزیر انصاف کے خلاف ہے۔ ہم وہ گھونسہ دیں گے کہ ہمیشہ یاد رہے گا۔"

اس طرح وہ مختلف وزراء کو گھونسے دیتے رہے۔ دورائے کی شہرت بڑھتی گئی۔ لارشی اب وزارت کا امیدوار بنا۔ دورائے نے اس کی پوری حمایت کی۔ یہ معاملہ فورسٹیر کے زمانہ ہی سے شروع ہو چکا تھا اور دورائے نے اسے پھر ہوا دی۔ اب اس کے ساتھی اسے فورسٹیر کہنے لگے۔ اس کے مضامین بالکل فورسٹیر کی طرح ہوتے۔ والٹر نے بھی ایک دن کہا "یہ ہاں ہاتھ تو فورسٹیر ہی کا ہے مگر ان مضامین میں مواد اور زور زیادہ ہے۔"

لوگ اس سے حسد کرنے لگے اور چڑانے کے لئے اسے فورسیٹر کہنے لگے۔ وہ پریشان ہونے لگا اکثر لوگوں نے کہا "قلم بیوی کا ہے جیسا کہ ہمیشہ تھا... تم اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو۔"

دورائے کو اب فورسیٹر کے نام پر غصہ آنے لگا۔ ایک دن کھانے کے سلسلہ میں اس کی بیوی نے فورسیٹر کا نام لیا۔ وہ بولا "یہ ہر طرف فورسیٹر ہر وقت فورسیٹر کیا معنی وہ مر گیا۔ اس کی روح کو چین لینے دو۔"

مگر فورسیٹر کا نام لینے والوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ دورائے کا غصہ بڑھا۔ ایک دن اس نے اپنی بیوی سے کہا "بتاؤ فورسیٹر بستر میں کیسے سوتا تھا؟"

میڈلن نے کہا "کیا مطلب ہے"

"مجھے یقین ہے کہ وہ بڑی بدتمیزی کرتا ہوگا۔"

ایک دن وہ گاڑی میں بیٹھ کر اپنی بیوی کے ساتھ ہوا کھانے گیا۔ راستہ میں بہت سے جوڑے نظر آئے۔ دورائے نے پوچھا "تم اور فورسیٹر بھی کبھی یوں سیر کرنے آئے تھے؟"

"ہاں کئی دفعہ"

پھر وہ پوچھنے لگا "تم نے اس کی لاعلمی میں کسی سے تعلقات تو پیدا نہیں کئے؟"

میڈلن غصہ ہوگئی ــــــ "اس سوال سے تمہارا مطلب ہے"

"نہیں۔ پیاری چھپاؤ مت"

اس نے جواب نہیں دیا اور خفا ہوگئی۔

"اس کی صورت سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کی بیوی کسی سے پھنسی ہو۔

کچھ ضرور تھا ـــــ مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوگی کہ اسے احمق بنایا گیا۔"

وہ خاموش رہی۔ وہ اپنا منہ اس کے قریب لاکر بولا "اچھا اب بتادو۔"

وہ تیزی سے اس کے پاس سے اٹھ گئی اور بولی "تم احمق ہو۔ کوئی عورت کبھی ایسے سوالوں کا جواب دے گی بھلا۔"

دورائے کو ان الفاظ اور اس کے طرز ادا سے بڑی تکلیف ہوئی۔ گاڑی اب جھیل کے قریب سے گزر رہی تھی۔ اس نے گاڑی والے سے کہا "واپس چلو۔"

دورائے میڈلن کے جواب پر غور کر رہا تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ میڈلن کے ضرور کسی سے تعلقات تھے اور وہ اس نتیجہ پر پہونچا کہ جب اس نے اپنے پہلے شوہر کو دھوکہ دیا تو اب اسے بھی دھوکہ دے سکتی ہے۔ وہ راستہ بھر خاموش رہا مگر اندر سے اس کا دل پیچ و تاب کھاتا رہا پھر اس نے دل میں کہا ـــــ "ہر عورت فاحشہ ہوتی ہے۔ مرد کو انہیں استعمال کرنا چاہئے انہیں غالب نہیں آنے دینا چاہئے پھر اس نے سوچا ـــــ "دنیا سخت آدمیوں کے لئے ہے مجھے سخت گیر ہو جانا چاہئے۔"

گاڑی اب تیز چل رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا ـــــ "میں احمق تھا جو اس قدر پریشان تھا۔ ہر شخص کو محض اپنا خیال کرنا چاہیئے۔ کامیابی ہمت ور کے لئے ہے اور شہرت اور دولت کے لئے عورت کی نسبت خود غرضی بہتر ہے۔"

اب گاڑی شہر میں آگئی۔ میڈلن دورائے کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے محسوس کر لیا کہ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ اس نے پوچھا ـــــ "کیا سوچ رہے ہو پیارے، آدھے گھنٹے سے نہیں بولے۔"

وہ تلخ لہجہ میں بولا "میں ان سب احمقوں کی بابت سوچ رہا تھا جو محبت

جتاتے اور پیار کرتے پھرتے ہیں۔"

دوسرے دن اخبار کے دفتر میں آکر دورائے نے برنارڈ سے کہا: "دیکھو دوست! لوگ مجھے فورسیٹر کہہ کر چڑاتے ہیں ان سے کہدو کہ اگر اب مجھے اس نام سے یاد کریں گے تو میں مار بیٹھوں گا تم سنجیدہ انسان ہو اور ان سب کو اچھی طرح سمجھادو۔"

برنارڈ نے وعدہ کرلیا۔

دورائے بازار سے کچھ چیزیں خرید کر گھر پہونچا۔ گھر پر اس نے کئی عورتوں کی آوازیں سنیں۔ اس نے نوکر سے پوچھا —— "کون ہے؟"

"مادام والٹر اور مادام ماریلی" نوکر نے بتایا۔

وہ گھبراگیا مگر —— "دیکھا جائے گا" کہہ کر اس نے دروازہ کھولا۔ مادام

والٹر اپنی دونوں لڑکیوں کے درمیان بیٹھی تھی۔ دورائے پہلے اس سے مخاطب ہوا پھر اس نے اپنی پرانی محبوبہ کی طرف توجہ دی "ہم لوگ صدیوں سے نہیں ملے۔ کیا تم اس دوران میں خوش رہی ہو؟"

"ہاں بل امی۔ تم کیسے رہے؟" پھر اس نے میڈلن سے پوچھا "کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں انھیں بل امی کہوں؟"

"ہاں پیاری ـــــ تم جو بھی چاہو میں اس کی اجازت دیتی ہوں" ـــــ میڈلن نے طنز کے ساتھ کہا۔

مادام والٹر ایک دعوت کی بابت باتیں کر رہی تھی جو جیکس رواؤل نے دی تھی۔ "بڑی دلچسپ دعوت ہوگی مگر میں پریشان ہوں کیونکہ میرے ساتھ کوئی جانے والا نہیں ہے۔"

دورائے نے کہا ـــــ "میں حاضر ہوں۔"

وہ بولی۔ "میں اور میری لڑکیاں بہت مشکور ہوں گی۔"

دورائے نے والٹر کی چھوٹی لڑکی سوزان کو دیکھا اور دل میں کہا "یہ تو حسین ہے!" ـــــ وہ بالکل گڑیا جیسی معلوم ہو رہی تھی نازک تھی اور جسم نہایت سڈول تھا۔ اس کی بڑی بہن روز بدشکل تھی۔

مادام والٹر اٹھ کھڑی ہوئی۔ "اچھا تو میں جمعرات کو تمہارا انتظار کروں گا۔"

"میں بھول نہیں سکتا مادام۔"

اس کے جانے کے بعد ہی مادام ماریلی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے دورائے سے ہاتھ ملانے میں اس کا ہاتھ زور سے دبایا جس سے معلوم ہوا کہ اس کے عشق

کی آگ میں کمی نہیں ہوئی تھی۔ دورائے نے سوچا ـــــ "کل جاکر اس سے ملوں گا۔"

جب وہ اکیلا رہ گیا تو اس کی بیوی نے ہنس کر کہا۔ "تم نے مادام والٹر کا شکار کرلیا۔"

"حماقت کی باتیں نہ کرو۔" اس نے کہا۔

"یہ سچ ہے۔ وہ تمہاری بابت بڑے شوق سے باتیں کررہی تھی۔ وہ اپنی لڑکیوں کے لئے تمہارے جیسے شوہر چاہتی ہے۔ اس کے خود کے لئے اب کسی مرد کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تمہاری شادی نہ ہوئی ہوتی تو تمہیں سوزان کے ساتھ شادی کرنے کی دعوت دی جاتی۔"

جارجیس نے سوچا ـــــ کتنا اچھا ہوتا اگر میں نے سوزان سے شادی کی ہوتی! پھر اس نے شانے ہلاکر دل میں کہا ـــــ ارے وہ بڈھا میری طرف دیکھتا بھی نہ ـــــ بہرحال اس نے تہیہ کیا کہ وہ مادام والٹر سے تعلقات بڑھائے گا خواہ کچھ فائدہ نہ ہو۔

دوسرے دن کھانے کے بعد وہ مادام ماریلی کے گھر گیا۔ ڈرائنگ روم میں لورین پیانو سے کھیل رہی تھی۔ وہ اٹھی اور نہایت سنجیدگی سے سلام کرکے چلی گئی۔ دورائے کو بڑا تعجب ہوا۔ اتنے میں اس کی ماں آگئی۔ دونوں بیٹھ گئے۔

وہ بولا۔ "پیاری میں تم پر مرتا ہوں۔"

"اور میں بھی۔" وہ بولی۔

"تو تم مجھ سے خفا نہیں ہو؟"

"پہلے مجھے ضرور بُرا لگا مگر بعد میں میں سمجھ گئی اور میں نے سوچا کہ تم ضرور

میرے پاس آؤ گے۔"

"میری آنے کو ہمت نہ ہوتی تھی۔ میں سوچتا تھا تم خفا ہو گی۔۔۔۔۔ اور لورین کو کیا ہو گیا ہے وہ مجھ سے بولی تک نہیں۔"

"پتہ نہیں ۔۔۔۔۔ مگر تمہاری شادی کے بعد سے وہ تمہاری بابت ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کرتی ۔۔۔۔ اسے رقابت محسوس ہو رہی ہے۔"

"خوب"

"اور وہ اب تمہیں بل ایمی نہیں کہتی موسیو فوریسٹیر کہتی ہے۔"

دورائے شرما گیا۔ پھر بولا ۔۔۔ "اپنے ہونٹ ادھر کرو۔"

مادام نے ہونٹ اسی طرف کر دئے۔

"اب ہم کہاں ملیں گے؟"

"ریو کونسٹنٹو پل میں۔"

"تو وہ فلیٹ ابھی خالی ہے"؟

"ہاں ۔۔۔۔ میں نے اسے کرایہ پر رکھ چھوڑا ہے ۔۔۔۔ مجھے یقین تھا کہ تم واپس ہو گے۔"

دورائے کو محسوس ہوا کہ مادام اس سے محبت کرتی ہے ۔۔۔۔ سچی محبت!

وہ اس کے قریب آ گیا اور کان میں بولا "اب کب ملیں گے؟"

"کل ۔۔۔ اگر تم چاہو۔"

"اچھا ۔۔۔۔ کل دو بجے"

"دو بجے!"

دورائے چلا آیا۔ اس کا دل مطمئن تھا ——— وہ ایک فوٹو گرافر کی دوکان کے پاس سے گزر رہا تھا تو اس کی نظر ایک تصویر پر پڑی جو مادام والٹر سے مشابہ تھی۔ اس نے دل میں کہا ——— کوئی کچھ کہے مادام والٹر اب بھی پر کشش ہے، اچھا دیکھوں گا جمعرات کو کیا ہوتا ہے۔"

جمعرات کے دن اس نے میڈلن سے کہا ——— "تم راؤل کی دعوت میں چلوگی؟"

"نہیں مجھے ایسی دعوتیں اچھی نہیں لگتیں میں جمبر فری ڈٹینیر جاؤں گی۔"

موسم بہت اچھا تھا۔ دورائے ایک کھلی گاڑی میں مادام والٹر کو لینے پہونچا۔ اس کے یہاں پہونچ کر دورائے کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ مادام اب بھی جوان اور خوش ادا تھی ہلکے رنگ کے لباس میں وہ بڑی اچھی لگ رہی تھی۔ اس کی لڑکی سوزان بالکل گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔

راؤل نے اس دعوت کا بڑا اچھا اشتہار اخبار میں شائع کیا تھا۔ یہ دعوت یتیموں کی امداد کے لئے کی گئی تھی جس میں تمام عمائدین شہر جمع ہوئے تھے اور کافی چندہ جمع ہوا تھا۔ راؤل مہمانوں کا استقبال کرنے کے لئے دروازے پر کھڑا تھا۔ ایڈیٹر کی بیوی کو دیکھ کر وہ لپکا۔ پھر اس نے دورائے سے ہاتھ ملایا۔

"سہ پہر بخیر ——— پیارے جانی۔"

دورائے نے تعجب سے پوچھا۔ "تمہیں کہاں سے ......؟"

راؤل نے جواب دیا۔ "مادام والٹر نے بتایا تھا وہ سمجھتی ہیں کہ یہ بڑا خوب صورت نام ہے۔"

مادام والٹر شرما گئی۔ "ہاں ——— اگر میں تم سے زیادہ بے تکلف ہوتی تو

لورین کا دیا ہوا یہ نام میں بھی استعمال کرتی۔ یہ تمہارے لئے نہایت موزوں ہے۔"

دورائے ہنسا۔۔۔"آپ شوق سے مجھے پیارے جانی کہہ سکتی ہیں۔"

مادام نے نگاہ نیچی کر کے کہا۔"مگر ہم ابھی ایک دوسرے کو اچھی طرح نہیں جانتے۔"

"تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے تعلقات بڑھاؤں۔"

"اچھا دیکھا جائے گا۔۔۔"

ہال میں شور ہو رہا تھا۔ بہت بڑا مجمع تھا۔ ہال میں طرح طرح کی روشنیاں اور پھول پتیاں لگی تھیں چھت کو بھی سجایا گیا تھا۔ ایک طرف چبوترہ تھا جس کے سامنے چند نوجوان باقاعدہ کپڑے پہنے کھڑے تھے اور یہ تلوار بازی کے کرتب دکھانے آئے تھے۔ دورائے اس ہال سے اچھی طرح واقف تھا۔ ڈوئل والے دن وہ یہیں ٹھہرا تھا۔

جیکس راؤل نے زور سے کہا۔۔۔"مادام اب تماشہ شروع ہوتا ہے۔"

چھ آدمی ریفری بن کر چبوترے پر آئے۔ دو بہت اچھے تلوار باز کرتب دکھانے لگے۔ پھر دوسرا اور تیسرا جوڑا آیا۔ جیکس راؤل اور پروفیسر لبیگو آخر میں آئے راؤل کی مشاقی کی سب نے تعریف کی۔ راؤل تلوار بازوں کے لباس میں بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔۔آخر میں آوازیں آئیں۔"چندہ" چھ خواتین چندہ جمع کرنے کے لئے بڑھیں اور سکون کی جھنکار سنائی دی۔ دورائے مادام کو بڑے آدمیوں کے نام گنواتا رہا۔

کاؤنٹ واڈرک کی آواز آئی۔"کیسے ہو دورائے؟"۔۔۔دورائے اس

کے پاس آیا اور اس سے مصافحہ کیا۔

واپسی پر وہ مادام والٹر سے بولا "کاؤنٹ بڑے تہذیب یافتہ اور دلچسپ انسان ہیں۔"

مادام والٹر نے جواب نہیں دیا ——

چندہ جمع کرنے والیاں اپنا کام کرتی رہیں۔ تین ہزار فرانک سے زیادہ جمع ہوگیا۔ اب سب رخصت ہونے لگے۔ دورائے نے والٹر کے خاندان کو گاڑی میں بٹھایا۔ مادام اسے عجیب نگاہوں سے دیکھ رہی تھی —— اسے اب محسوس ہوا کہ عورتیں اسے دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو جاتی تھیں!

وہ اطمینان سے گھر واپس آیا۔ میڈلن اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ بولی "بڑی اچھی خبر ہے۔ مراقش میں گڑبڑ بڑھ رہی ہے، فوج بھیجی جائے گی۔ اب ہم کوشش کریں کہ وزارت بدل جائے اور لارشی وزیر خارجہ ہو جائے۔" ——

"حماقت" اس نے کہا۔

وہ غصہ ہو گئی۔ "تم فوریسٹر کی طرح سیدھے ہو" یہ کہہ کر وہ اس کے جذبات کو ٹھیس لگانا چاہتی تھی۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر وہ بولی "منگل کو یہاں بہت سے لوگ آئیں گے" —— اور اس نے بہت سے بڑے آدمیوں کے نام گنوائے میڈلن نے بہت سے اونچے لوگوں سے تعلقات پیدا کر لیے تھے اور اب ان کے نام گنوا کر رعب ڈالنا چاہتی تھی۔ دورائے نے ان میں سے کسی سے بھی ملنے کی خواہش ظاہر نہ کی۔ ایسا کر کے وہ بہت خوش ہوا اس نے میڈلن کو لاجواب کر دیا تھا۔ خیر بات آئی گئی ہو گئی ——

دوسرے دن میڈلن مادام والٹر سے ملنے جا رہی تھی تو دورائے نے اسے روک دیا اور خود ملنے چلا گیا۔ اسے اُمید تھی کہ مادام اکیلی ملے گی اور پھر اسے یہ اندازہ لگانے کا موقع ملے گا کہ وہ اسے کہاں تک چاہتی ہے۔ وہ دو بجے والٹر کے گھر پہونچا۔

مادام آکر بولی "کتنے اچھے اتفاق سے تم یہاں آ گئے!"

"کوئی اتفاق نہیں۔ میں صرف آپ کو دیکھنے کا خواہش مند تھا! نہ جانے کیوں۔ مجھے آپ سے کچھ کہنا نہیں ہے۔ امید ہے کہ آپ مجھے معاف کر دیں گی اور میری صاف گوئی کا خیال نہ کریں گی۔"

وہ متعجب ہوئی اور ہنس کر بولی "لیکن ——سچ مچ —— میں سمجھی نہیں —— یہ سب حیرت انگیز ہے۔"

"یہ میرا انکشاف ہے اس طرح کہ آپ کو پریشانی نہ ہو۔"

دونوں ایک دوسرے کے قریب بیٹھ گئے۔ مادام بولی "تو یہ اظہار ہے؟"

"جی ہاں میں عرصے سے اظہارِ عشق کرنا چاہتا تھا مگر میری ہمت نہ پڑتی تھی۔"

مادام نے اطمینان سے کہا "مگر تم نے آج کا دن کیوں منتخب کیا؟"

"میں نہیں کہہ سکتا" وہ کہنے لگا۔ "وجہ یہ ہے کہ کل سے میں نے آپ کے سوا کسی اور چیز کا خیال ہی نہیں کیا۔"

مادام نے تیزی سے کہا "ایسی حماقت کی باتیں مت کرو۔"

مگر وہ گھٹنوں پر ٹک گیا۔ اس کی کمر پر ہاتھ رکھ دیئے اور انتہائی جوش کے ساتھ کہنے لگا "میں دیوانوں کی طرح آپ سے محبت کرنے آیا ہوں۔ میں بے

بس ہوں ـــ میں پاگل ہوگیا ہوں ... کاش آپ جانیں کہ میں آپ کو کس قدر چاہتا ہوں ـ

وہ پریشان ہوگئی اس نے دورائے کو ڈھکیل دیا اور آنکھیں بند کرلیں۔ تاکہ دورائے کو نہ دیکھ سکے! دورائے نے اٹھ کر اسے چمٹانا چاہا مگر وہ الگ ہوگئی اور جیسے جیسے وہ پاس آتا گیا وہ پیچھے ہٹتی رہی۔ پھر وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر رونے لگا اور پھر اٹھ کر بولا "خدا حافظ ـــ خدا حافظ!"

وہ سڑک پر آگیا اور دل میں کہنے لگا "میں نے اپنا کام کرلیا" ـــ راستہ میں اس نے ایک ڈاکخانے سے مادام مارلی کو تار دیا کہ وہ کل ملے گا۔

گھر لوٹ کر اس نے اپنی بیوی سے پوچھا ـــ "کیا تمہارے سب مہمان آ رہے ہیں؟"

"صرف مادام والٹر نے وعدہ نہیں کیا۔ وہ پریشان ہے مگر مجھے امید ہے کہ وہ آئے گی"

"ہاں وہ آئے گی" وہ بولا۔ مگر اسے یقین نہیں تھا۔

پیر کی صبح میڈلن کو ایک تار ملا "میں اب تمہارے گھر آ سکوں گی۔ میرے شوہر نہیں آئیں گے"

دورائے کو محسوس ہوا کہ وہ ٹھیک ہوگئی ہے اور وہ اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ وہ بے چینی سے انتظار کرتا رہا۔ آخر وہ آگئی۔ دورائے نے بڑے انکسار سے پیش آنے کی کوشش کی۔ اس نے اسے اپنے داہنے بٹھایا اور تمام وقت بہت سنجیدہ باتیں کرتا رہا ہر لمحہ بڑی عزت سے پیش آیا۔ کبھی کبھی وہ مادام

مارلی کی طرف دیکھ لیتا اور دل میں کہتا "یہ زیادہ صحت مند اور خوبصورت ہے۔"
پھر وہ اپنی بیوی کو دیکھتا جو خود بھی اچھی لگ رہی تھی۔ مگر مادام والٹر اس کی خواہش
کو بڑھا رہی تھی کیونکہ اس کا حاصل کرنا مشکل تھا۔

مادام والٹر نے جلدی جانے کی خواہش کی۔ دوروئے نے کہا "میں آپ کو گھر
تک پہونچا آؤں گا۔"

مادام نے انکار کیا۔ وہ گھبرا گیا اور بولا "کیوں۔ آپ کیوں اجازت نہ دیں
گی۔ میں سمجھا تھا کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا۔"

"مگر تم اپنے مہمانوں کو چھوڑ جاؤ گے۔"

وہ مسکرا کر بولا "کل بیس ہی منٹ تو لگیں گے۔ ان لوگوں کو محسوس بھی نہ ہوگا۔"

"اچھا۔ میں مان گئی۔"

گاڑی میں اس نے زبردستی مادام کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا اور بولا "میں تم پر
عاشق ہوں۔ مرتا ہوں۔ مجھے کہہ لینے دو۔ میں تمہیں ہاتھ نہیں لگاؤں گا صرف میں
کہہ دینا چاہتا ہوں کہ تم پر مرتا ہوں۔"

"یہ بالکل غلط ہے۔ بالکل غلط ہے۔"

اس نے یہ ظاہر کیا گویا بڑی مشکل میں ہے اور بولا "دیکھو میں اب بالکل
مطمئن ہوں ـــــ مجھے بس حالِ زار کہہ لینے دو ـــــ میں عاشق ہوں مجھے صرف یہ
اجازت دیدو کہ میں آکر پانچ منٹ کے لئے تمہیں دیکھ جایا کروں۔"

"نہیں ہرگز نہیں۔ لوگ کیا کہیں گے۔ میرے نوکر ہیں لڑکیاں ہیں ـــــ یہ
ناممکن ہے۔"

"تمہیں دیکھے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا کہیں نہ کہیں ضرور مل جایا کرو، مجھے اپنا ہاتھ چھو لینے دیا کرو، اپنے ارد گرد کی ہوا میں سانس لینے کی اجازت دو۔ اپنے جسم کو دیکھ لینے دیا کرو ــــ اپنی آنکھوں کو دیکھ لینے دیا کرو جو مجھے پاگل کئے ہوئے ہیں۔" وہ اس کے کان میں کہتا رہا وہ جانتا تھا کہ یہ سیدھی عورت ہے اور رفتہ رفتہ قابو میں آ جائے گی مگر وہ "نہیں نہیں" کہتی رہی۔

جب گاڑی گھر پہونچی تو وہ بڑی پریشانی سے بولی "کل میں ساڑھے تین بجے گرجہ جاؤں گی۔"!

واپسی پر اس کی بیوی نے پوچھا "کہاں گئے تھے؟" تو اس نے جواب دیدیا "تار گھر ایک ضروری تار دینے"

مادام ماریلی نے کہا "مجھے گھر پہونچا دو گے پیارے جانی - میں یہاں اسی اقرار پر آئی ہوں" پھر وہ میڈلن سے بولی "تمہیں رقابت تو محسوس نہیں ہوتی؟"

"نہیں - ضرورت سے زیادہ نہیں" میڈلن نے ٹھہر کر جواب دیا۔

گاڑی میں بیٹھ کر اس نے دوراے کو چمٹا لیا - اور بولی "میرے پیارے جانی ہر روز تم سے میری محبت بڑھتی جا رہی ہے۔"

گاڑی جہاز کی طرح چل رہی تھی۔

"مگر یہاں اپنے کمرے کی طرح آزادی نہیں ہے" وہ بولی۔

"ہاں" - وہ بولا ــــ مگر اس کے دھیان میں مادام والٹر تھی ــــ

گرجے میں کوئی موجود نہ تھا۔ گرمی سخت تھی۔ چند آدمی اِدھر اُدھر نظر آرہے تھے ودرائے نے گھڑی نکال کر دیکھی۔ تین بجے تھے اس نے سوچا "مادام والٹر کے لئے گرجے سب کچھ ہے مذہب کو بھی کس کس طرح استعمال کیا جاتا ہے، خدا کو دو عاشقوں کی ملاقات کا ذریعہ بنا لیا ہے" ——— اس نے پھر گھڑی دیکھی ابھی ساڑھے تین ہی بجے تھے۔ آخر وہ آ ہی گئی اور بولی "میں صرف چند منٹ کے لئے آئی ہوں۔ میرے ساتھ دعا کرو تاکہ کوئی ہمیں دیکھ نہ پائے۔"

جارج میں اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور جب وہ دعا کے لئے جھکی تو بولا "بہت بہت شکریہ۔ میں تم پر عاشق ہوں، میں شروع سے آخر تک اپنی محبت کا حال بیان کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے اجازت دو گی؟"

وہ اس طرح بولی جیسے ودرائے کی بات اس نے سنی ہی نہ ہو "میں پاگل

ہوں جو تم سے باتیں کرتی ہوں، پاگل ہوں جو یہاں آئی ہوں، پاگل ہوں جو یہ سب کچھ کر رہی ہوں ہے۔ بھول جاؤ ــــ سب کچھ بھول جاؤ۔"

وہ بولا "مجھے کوئی امید نہیں۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ بس میں تم پر عاشق ہوں اور مجھے امید ہے کہ ایک دن تم بھی کہو گی کہ "میں تمہیں چاہتی ہوں۔"

وہ گھبرا کر بولی۔ "یہ بہت ہے ــــ میں نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی سوائے تمہارے .... میں قسم کھاتی ہوں ــــ میں سال بھر سے تم پر عاشق ہوں، میں نے عشق کو راز رکھا، میں نے اسے دبانے کی بہتیری کوشش کی ــــ" اور وہ رونے لگی۔ اس کا پورا جسم تھرا رہا۔

"مجھے اپنا ہاتھ دو۔"

اس نے چہرے سے ہاتھ ہٹایا۔ اس کے رخسار بھیگے ہوئے تھے۔ وہ بولا۔ "میں تمہارے آنسو پی جانا چاہتا ہوں۔"

وہ بولی "میری کمزوری سے فائدہ مت اٹھاؤ میں ختم ہو چکی ہوں۔"

دورائے نے اس کا ہاتھ اپنے دل پر رکھا اور کہا "دیکھو کیسا دھڑک رہا ہے۔"

ایک آدمی ادھر سے گزرا۔ مادام نے اپنا ہاتھ الگ کر لیا۔ دونوں گھٹنوں پر جھکے رہے آخر میں دورائے نے پوچھا "میں کل کہاں ملوں ؟"

مادام نے جواب نہیں دیا وہ دعا کرتی رہی۔

وہ بولا "کل پارک مارسو میں ملوں ؟"

وہ بولی "میرے پاس سے چلے جاؤ ــــ چلے جاؤ ــــ میں بڑی تکلیف

میں ہوں۔ مجھے دعا کرنے دو، مجھے خدا سے رجوع کرنے دو۔ مجھے معافی مانگنے دو۔"
وہ بیحد پریشان تھی۔ دورائے اس کے پاس سے چلا آیا۔ وہ بڑے خلوص سے دعا کرتی رہی مگر اب خدا کے سامنے وہ خود کو بڑا کمزور محسوس کر رہی تھی۔ اسے محسوس ہوا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا —— ایک پادری آتا دکھائی دیا وہ اس کے پاس جا کر بولی "مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ۔"

وہ بولا —— "مادام کیا معاملہ ہے؟"

"مجھ پر رحم کرو میں برباد ہو گئی —— میرے گناہوں کا اعتراف سنو اور مجھے ہدایت کرو۔"

اس نے جواب دیا "میں اعتراف ہر اتوار کو سنتا ہوں۔"

مادام نے اسے پکڑ لیا اور کہا "نہیں ابھی سنو، ابھی —— وہ ابھی یہاں ہے اسی گرجے میں میرا انتظار کر رہا ہے۔"

"کون انتظار کر رہا ہے ...؟"

"ایک شخص جو مجھے برباد کر دے گا مجھے لے جائے گا۔ اگر تم نہ بچاؤ گے —— میں بہت کمزور ہوں بہت کمزور ہوں۔"

"اٹھو میرے پاس اعتراف کرنے والے کمرے کی کنجی ہے۔"

دونوں کمرے میں گئے وہ کہنے لگی —— "مقدس باپ، مجھے معاف کر دو میں نے گناہ کیا ہے۔"

اس دوران میں دورائے ایک آدمی سے باتیں کرتا رہا جو اپنی بیوی کی تلاش میں آیا تھا پھر وہ پریشان ہو کر وہاں آیا جہاں مادام کو چھوڑ گیا تھا۔ وہ

ہر طرف اسے ڈھونڈتا پھرا۔ آخر اعتراف کے کمرے میں پہونچا۔ وہ اس نے دیکھا کہ مادام دعا کر رہی تھی۔

دعا کر کے وہ باہر آئی اور بولی "موسیو میرے ساتھ نہ آؤ۔ میرا پیچھا چھوڑ دو، میرے گھر پر کبھی نہ آنا، میں تم سے کبھی نہ ملوں گی۔ خدا حافظ۔"

وہ چلا گیا۔ کیوں کہ زبردستی کرنا اس کا اصول نہ تھا۔

وہ دفتر پہونچا۔ والٹر بہت پریشان تھا کہنے لگا "بڑے ہنگامے ہو گئے وزارت ختم ہو گئی نئی وزارت بن گئی لارشی وزیر خارجہ ہو گیا، ہمارا اخبار نیم سرکاری ہو گیا، میں اداریہ لکھ رہا ہوں مگر مراکش کے سوال پر کچھ دلچسپی ضرور ہونا چاہیے۔"

دورائے سوچ کر بولا "میں افریقی نوآبادیات کے حالات لکھ دوں گا، ٹھیک ہے؟"

"بہت عمدہ"

دفتر آکر اس نے اپنا پہلا مضمون ڈھونڈا اس میں تمام نوآبادیات کا تذکرہ تھا۔ تھوڑی دیر میں اس نے اسے پھر لکھ ڈالا اور نئی وزارت کی تعریف شامل کر دی ایڈیٹر نے اسے پڑھ کر بڑی داد دی اور کہا۔ "تم بڑے قابل ہو، مبارک باد۔"

دورائے گھر پہونچا اس کی بیوی نے کہا "تم نے سنا لارشی وزیر خارجہ ہو گیا۔"

"ہاں میں ابھی مضمون لکھ کر آ رہا ہوں۔"

"کیسا مضمون؟"

"وہی مضمون جو تم نے مجھے لکھوایا تھا کام آگیا۔"

وہ ہنس کر بولی "واہ خوب چپکا" پھر وہ بولی "اچھا تو اب آگے لکھو یہ ایک

نہایت عمدہ سلسلہ ہوجائے گا۔"

وہ کچھ کہتا مگر ایک تار آیا ——— "مجھے معاف کر دو۔ کل پارک میں ملو!"

وہ کھانا کھاتا رہا اور سوچتا رہا کہ اب مادام فرانس کی پھندے میں ———

دوسرے دن وہ وقت مقررہ پر پارک میں پہونچا۔ وہاں بڑی بھیڑ تھی۔ مادام آئی اور بولی "یہاں بہت بھیڑ ہے۔"

"ہاں کہیں اور چلیں۔"

"مگر کہاں ؟"

"بس گاڑی میں چلتے رہیں گے!"

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔"

وہ دوڑ کر گاڑی بلا لایا۔ مادام اپنی طرف کی کھڑکی بند کر کے بیٹھی اور بولی۔ "کہاں جائیں گے ؟"

اس نے ڈرائیور کو اپنے ریجنٹ کانسٹنٹوپل والے فلیٹ کا پتہ دے دیا۔

وہ بولی "میں بڑی تکلیف میں ہوں، مجھے تم سے ڈر لگتا ہے۔"

وہ بولا "میں بھی کچھ نہیں کر سکتا مجھے تم سے بڑی محبت ہے۔"

"دیکھو وعدہ کرو کہ مجھے ستاؤ گے نہیں میری عزت کرو گے۔"

"میں تمہارا غلام ہوں۔"

وہ بتانے لگی کہ اسے محبت کا احساس اس دن ہوا جب دورائے نے مادام فورسٹیر سے شادی کر لی۔ کچھ دیر کے بعد گاڑی رک گئی دورائے نے دروازہ کھولا۔ مادام نے پوچھا "یہ کہاں آگئے ہم؟"

"اس گھر میں چلو یہاں سکون ہے۔"

"مگر ہم ہیں کہاں؟"

"یہ میرا فلیٹ ہے۔"

مادام نے گاڑی سے گدیے پچھلے لئے ـــــ "نہیں نہیں ـــ میں نہیں آؤں گی۔"

"میں قسم کھاتا ہوں کہ کچھ نہ کروں گا۔"

وہ جلدی سے گھر میں داخل ہوئی وہ اوپر جا رہی تھی۔ دورائے نے اُسے روکا "یہاں اس طرف نیچے" ـــ اور زبردستی اسے دروازے کے اندر کر دیا۔ دروازہ اندر سے بند کر کے وہ اس پر جھپٹا۔ وہ الگ ہو گئی اور بولی "خدا ـــ یا میرے خدا۔"

وہ پکڑ کر اسے چومنے لگا۔ وہ اپنا منہ الگ کرتی رہی مگر آخر کار ہار گئی۔ دورائے نے ایک ایک کر کے اس کے کپڑے اتارے۔ مادام نے اس کے ہاتھ سے چولی چھین کر اپنا منہ چھپا لیا مگر وہ بالکل ننگی ہو چکی تھی ـــ وہ جوتوں سمیت اسے اٹھا کر بستر کی طرف لے آیا۔

وہ بولی "میں قسم کھاتی ہوں .... میں نے کبھی کسی سے آشنائی نہیں کی۔"

دورائے نے دل میں کہا ـــ "مجھے اس کی کیا پرواہ!"

خزاں کا موسم آگیا۔ گرمی بھر دورائے میاں بیوی نئی حکومت کی موافقت میں لکھتے رہے۔ اکتوبر میں مراقش کے معاملات اہم ہو گئے ٹینجرس کا معاملہ جنگ کی حد تک پہونچا۔ دورائے نے الجزائر پر دس مضمون لکھے۔ فرانسائی بیحد اہم اخبار ہو گیا۔ میڈلن کے گھر پر بہت سے بڑے لوگ آنے لگے وزیر خارجہ ہر وقت موجود رہتا اور انہیں اپنی رائے دیتا رہتا۔

ایک دن جب وہ چلا گیا تو دورائے بولا "بدمعاش متبدی"

میڈلن نے کہا "اس کی طرح وزیر خارجہ بن جاؤ جب اسے برا کہو۔"

"لوگ نہیں جانتے کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ ایک دن میں وزیر ہو کر رہوں گا۔"

ایک صبح وہ وزیر کے یہاں جانے لگا تو میڈلن نے کہا "اس سے مراقش کی بابت ضرور دریافت کرنا۔"

جورجیس نے جھنجھلا کر کہا۔ "میں خود جانتا ہوں کہ کیا پوچھنا ہوگا۔"

میڈلن نے نرمی سے کہا۔ "تم وزیر کے سلسلہ میں ہمیشہ بگڑ جاتے ہو۔"

"میں اس سے نفرت کرتا ہوں —— ناکارہ کہیں کا۔"

"مگر وہ میرا اور تمہارا دونوں کا وزیر ہے۔"

"لیکن مجھے عشق تو نہیں ہونا۔"

"مجھے بھی نہیں کرنا —— البتہ ہماری قسمت ضرور بنا رہا ہے۔"

وہ خاموش رہا پھر کہنے لگا۔ "تمہارے عشاق میں بس واٹرک قابل توجہ ہے مگر اسے ہوا کیا۔ ایک ہفتہ سے دکھائی نہیں دیا۔"

"وہ بیمار ہے، تم اسے جاکر دیکھ آؤ۔ وہ تمہیں چاہتا ہے۔"

"ضرور جاؤں گا۔" وہ بولا۔ "خدا حافظ پیاری میں سات بجے سے پہلے نہیں آؤں گا۔"

وہ وزیر کے پاس پہونچا۔ سیاسیات پر باتیں ہوتی رہیں۔ اس نے کھانا وزیر کے ساتھ کھایا پھر وہ دفتر آکر کام کرتا رہا۔ چار بجے اسے مادام مارلی سے ملنا تھا جو اس سے پیر اور جمعرات کو ملا کرتی تھی مگر جب وہ اپنے کمرے میں آیا تو اسے مادام والٹر کا تار ملا۔ "آج ہی مجھ سے ملو، ضروری کام ہے۔ دو بجے ریڈیکانٹ سٹوپ۔"

وہ کام چھوڑ کر چپ رہا۔ چھ ہفتے سے وہ اس سے بھاگ رہا تھا اور مادام اس کا پیچھا کر رہی تھی۔ اس کی عصمت دری کے بعد وہ رائے اگرچہ اس سے الگ رہا مگر اب وہ ہر روز دو رائے سے ملنا چاہتی تھی۔ وہ اب بالکل بدل گئی تھی اتنے برس باعصمت رہنے کے بعد اب اسے عیاشی کا چسکا لگ گیا تھا۔ وہ ملتے ہی

اس سے چمٹ جاتی اسے بے تحاشہ چومتی اور بار بار کہتی "میں تم پر مرتی ہوں" وہ رائے اس سے عاجز آچلا تھا۔ اکثر وہ اسے چھوڑ کر چلا آتا۔ اب اسے ماں سے زیادہ بیٹی میں دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ سوزان اس سے کھیلا کرتی ——

وہ دفتر سے یہ سوچ کر چلا کہ آج مادام کو ٹھیک کر دے گا۔ وہ جلد ہی آگئی اور بولی "تمہیں میرا تار ملا ہے"

اس نے درشت لہجے میں کہا۔ "ہاں دفتر میں ملا جبکہ میں چیمبر جا رہا تھا۔ تم چاہتی کیا ہو؟"

اس نے اپنی نقاب ہٹائی اور بولی "تم بڑے بے رحم ہو، یہ کیسی باتیں کر رہے ہو آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟"

"تم نے پھر وہی باتیں شروع کیں۔"

اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا "اگر تمہیں یہی کرنا تھا تو مجھ سے عشق بازی کیوں شروع کی اگر جبہ میں کیا کہا تھا یاد ہے؟ —— زبردستی مجھے اس گھر میں لائے۔ میں باعصمت اور خوش تھی ...... اور اب مجھ سے اس طرح بات کرتے ہو؟"

اس نے زمین پر پیر مار کر کہا "ختم کرو یہ بکواس —— ہر وقت یہی رونا۔ جیسے تم بارہ برس کی تھیں، معصوم اور فرشتہ تھیں اور میں نے تمہیں خراب کر دیا —— تمہارا شوہر موجود ہے میری بیوی ہے ہم دونوں آزاد نہیں ہیں، کچھ دیر کے مزے ہو لئے اب بس کرو۔"

"اف جورجیس" کہہ کر وہ رونے لگی۔

جورجیس نے اپنا ہیٹ اٹھایا اور بولا "اچھا تم روتی رہو میں جاتا ہوں۔"

وہ اس کے سامنے آ گئی اور آنسو پونچھ کر بولی "نہیں۔ میں تمہیں ایک اہم خبر دینے آئی ہوں۔ یہ موقعہ ہے کہ تم پچاس ہزار فرانک ایک دم بنا لو"

"وہ کیسے؟"

"کل رات میں نے لارشی اور اپنے شوہر کی گفتگو سنی۔ یہ بڑا اہم راز ہے"

دورائے نے اپنا ہیٹ رکھ دیا اور غور سے سننے لگا "اچھا کیا ہے؟"

"مراقش لے لیا جائے گا۔"

"ہاں۔ لارشی نے مجھے وزارت کی یہ تجویز بتائی تھی"

"نہیں۔ اس نے تمہیں سچی بات نہیں بتائی"

"بیٹھ جاؤ" جورجین نے کہا۔

وہ آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ مادام اس کی ٹانگوں کے بیچ میں ایک چھوٹے سے اسٹول پر بیٹھ گئی اور سمجھانے لگی "لارشی اور میرے شوہر نے طے کر لیا ہے کہ ٹینجرس کا معاملہ لایا جائے۔ انہوں نے مراقش کا قرضہ خرید لیا۔ اب مراقش کو فرانس لے لے گا۔ قرضہ سرکاری ہو جائے گا۔ اور یہ لوگ پانچ چھ کروڑ بنا لیں گے ــــــ" اب وہ دورائے کے سینہ پر سر رکھے تھی۔

"کتنا لالچی ہے یہ لارشی ــــــ مگر ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے"

"تم قرضہ خرید لو۔ اس وقت بہتر فرانک فی سیکڑہ ہے"

"مگر میرے پاس روپیہ کہاں"

"میں دوں گی"

"نہیں مجھے نہیں چاہیے"

وہ کہنے لگی ۔" دس ہزار کا قرضہ خرید لو ۔ روپیہ میں دوں گی ۔ دام چڑھ جانے پر جو ملے گا آدھا آدھا بانٹ لیں گے ۔"

"مجھے یہ سب پسند نہیں ہے ۔"

اس نے سمجھانے کی بڑی کوشش کی مگر وہ ہچکچاتا رہا ۔ پھر وہ بولی ۔" والٹر تمہیں یہ دس ہزار دے رہا ہے ۔ اور تم نے اس کی خدمت بھی بہت کی ہے ۔"

"اچھا تو میں راضی ہوں ۔"

پھر وہ اس سے چمٹ گئی اور اس کے سینے پر سر رگڑتی رہی ۔ اس کے ہر بٹن میں اس کے بال الجھ گئے ۔ دورائے بولا ۔" مجھے چیمبر جانا ہے ۔" پھر وہ چلی گئی دورائے بازار میں ٹہلتا رہا ۔ پھر مادام ماریلی کے لئے کچھ پھل خرید کر واپس آگیا ۔ چھ بجے وہ آئی اس نے کہا ۔" کل تم میرے گھر آؤ ۔"

"نہیں مجھے والٹر کے یہاں جانا ہے ۔"

وہ اپنی چولی اتارنے لگی ۔ دورائے نے پھلوں کی طرف اشارہ کیا اس نے تالی بجا کر کہا ۔" میرے پیارے ۔ کیسے اچھے پھل ہیں میں سب کھا جاؤں گی ۔" اور وہ کھانے لگی ۔ دونوں میں پیار محبت کی باتیں ہونے لگیں ۔ مگر دورائے ستر ہزار فرانک کی بابت سوچ رہا تھا جس کی اسے امید تھی ۔ وہ بولا ۔" دیکھو میں تمہیں روپیہ بنانے کی ترکیب بتاتا ہوں اپنے شوہر سے کہو کہ دس ہزار کے مراقش کے قرضہ خرید لے ۔ اسے ساٹھ ستر ہزار مل جائیں گے ۔"

"بہت بہت شکریہ" اب وہ سب پھل کھا چکی تھی اور بولی ۔" بستر میں چلو ۔" پھر وہ اکدم سے بولی ۔" ارے یہ تمہارے بٹنوں میں بال کیسے لگے ہیں ؟" اور بال ہاتھ

میں لے کر بولی " یہ بال میڈلن کا نہیں ہے "

وہ مسکرا کر بولا " شاید کسی ملازمہ کا ہو گا "

" نہیں تم کسی عورت کے ساتھ سوئے ہو۔"

وہ حیرت سے بولا " پاگل تو نہیں ہو۔"

مگر وہ بال ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالتی رہی پھر غضبناک ہو کر بولی " اچھا یہ کوئی عورت ہے جو تم سے محبت کرتی ہے " پھر چیخ مار کر بولی " کوئی بوڑھی عورت ہے سفید بال بھی ہیں ——— کیا وہ تمہیں رقم دیتی ہے؟"

وہ بھاگ کر کرسی تک گئی اور اپنی چولی اٹھالی۔ دورائے نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ بولی " نہیں اپنی بڑھیا ہی کو رکھو "

دورائے نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر اس نے اس کے طمانچہ مار دیا اور دروازہ کھول کر چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد دورائے کو مادام والٹر پر بڑا غصہ آیا۔ پھر اسے کاؤنٹ واڈرک کا خیال آیا۔ وہ اس کے گھر پہونچا اور محافظ سے پوچھا " کاؤنٹ کیسے ہیں ——— میں نے سنا ہے کہ وہ بیمار ہیں۔"

محافظ نے کہا " وہ قریب المرگ ہیں "

دورائے کو یہ سنکر بڑی تکلیف ہوئی وہ بولا " اچھا میں پھر آؤں گا " ایک گاڑی لے کر وہ اپنے گھر آیا اور بیوی سے بولا " واڈرک مر رہا ہے "

وہ ایک خط پڑھ رہی تھی ——— " کیا کہا؟"

"واڈرک مر رہا ہے۔ گٹھیا کا اثر دل تک جا پہونچا ہے۔ ہم کیا کریں؟"
وہ غمزدہ ہو کر کھڑی کی کھڑی رہ گئی پھر وہ رونے لگی "میں ابھی جا کر دیکھوں گی۔"

"ہاں ضرور جاؤ۔"
جورجیں نے اکیلے کھانا کھایا اور پھر ایک مضمون لکھتا رہا۔ سوتے وقت تک اس کی بیوی نہیں آئی تھی وہ سو گیا۔
میڈلن آدھی رات کو واپس آئی۔ وہ کہنے لگی "جب میں پہونچی تو وہ بے خبر پڑا تھا —— اور اب مر گیا۔"
"کچھ کہہ کر مرا ہے؟"
"مجھے نہیں معلوم" —— وہ کپڑے اتار کر اس کے بستر میں آ گئی۔
"اس کا کوئی عزیز موجود تھا؟"
"ایک بھتیجہ تھا"
"کیا وہ بھتیجے سے ملتا رہتا تھا؟"
"نہیں۔ وہ دس برس کے بعد آیا تھا"
"اور کوئی عزیز؟"
"اور کوئی نہیں۔"
"تو یہ بھتیجہ ہی اس کا وارث ہو گا۔"
"میں نہیں جانتی۔"
"کیا واڈرک بڑا مالدار تھا؟"

"بہت ہی بڑا ۔"

"کتنا اثاثہ ہوگا اس کے پاس ؟"

"ایک، دو کروڑ ہوگا ۔"

دونوں خاموش ایک دوسرے کے پاس لیٹے رہے ۔ دورائے کو نیند نہیں آئی ۔ اُسے ستر ہزار فرانک جو مادام والٹر نے دینے کا وعدہ کیا تھا کچھ نہ معلوم ہوئے ۔ پھر اس نے دیکھا کہ میڈلن رو رہی تھی ۔ اس نے پوچھا "تم سوئیں نہیں ؟"

وہ بولی "نہیں"

"والٹر اور لارنشی نے رقم بنانے کی بڑی اچھی ترکیب سوچی ہے ۔"

"تمہیں کیا معلوم ۔"

"تمہارے پاس خبروں کے ذرائع ہیں تو میرے پاس بھی ہیں ..."

وہ خاموش رہی ۔ دورائے نے اس کا بوسہ لیا ۔ اس نے اسے ہٹا دیا اور بولی "مجھے اس وقت کچھ اچھا نہیں لگتا ۔"

دورائے دیوار کی طرف منہ موڑ کر سوگیا ۔

گرجے کو اچھی طرح سجایا گیا تھا کیونکہ ایک اعلٰی خاندان کے فرد کا جنازہ آ رہا تھا۔ تمام رسومات نہایت عمدگی کے ساتھ پوری کی گئیں۔ کاؤنٹ کا بھتیجہ ساتھ تھا۔ جو رجیس دورائے اور اس کی بیوی گرجے کی طرف چلے۔ دونوں خاموش تھے۔

آخر دورائے بولا "یہ سب بڑا حیرت انگیز ہے۔"

"کیا؟" میڈلن نے پوچھا

"واڈرک نے ہمارے لئے کوئی رقم نہیں چھوڑی۔"

"کیوں ہمارے لئے کیوں چھوڑتا" مگر پھر سوچ کر وہ کہنے لگی۔

"شاید کسی وکیل کے پاس اس کا کوئی وصیت نامہ نکلے۔"

وہ سوچ کر بولا "ہاں یہ ممکن ہے۔ وہ ہمیں باپ کی طرح چاہتا تھا۔"

جب وہ گھر پہونچے تو نوکر نے ایک خط دیا۔ میڈلن نے کھول کر پڑھا
ور پھر اپنے شوہر کو دے دیا۔ خط یہ تھا۔

میئیز لا مانیور۔ وکیل۔

۱۷۔ ریو موشتانزے

مادام!

مہربانی فرما کر میرے دفتر میں دو اور چار بجے کے درمیان تشریف لائیے۔ میں منگل بدھ اور جمعرات کو ملتا ہوں۔ کام بیحد اہم ہے۔

فقط۔

کھانے کے بعد دونوں وکیل کے دفتر پہونچے۔ وہ بولا "میں نے آپ کو واڈرک کے وصیت نامہ کے سلسلہ میں زحمت دی ہے"

"میرا بھی یہی خیال تھا" جورجیس نے کہا۔

"اچھا اب میں دستاویز کو پڑھتا ہوں"

اس نے ایک دستاویز نکالی اور پڑھنے لگا ——— "میں، کاؤنٹ واڈرک، بصحت نفس حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

"میرا کوئی وارث نہیں ہے۔ میں اپنا تمام مال و متاع جو بصورت حصص چھ لاکھ فرانک اور بصورت جائداد پانچ لاکھ فرانک ہے مادام میڈلن دورائے کے نام منتقل کرتا ہوں اور التجا کرتا ہوں کہ وہ اس ہبہ کو قبول کر لیں!"

میڈلن اپنے پیروں کو دیکھتی رہی دورائے اپنی مونچھ مروڑتا رہا۔

"یہ ظاہر ہے موسیو" وکیل نے کہا "کہ مادام اسے آپ کی رضامندی کے بغیر قبول نہیں کر سکتیں۔"

دوروائے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا "مجھے سوچنے کا وقت دیجیے۔"

وکیل نے مسکرا کر کہا "میں سمجھتا ہوں کہ آپ کیا سوچ رہے ہوں گے، ہاں میں یہ بھی بتا دوں کہ میں نے آج واڈرک کے بھتیجے سے ملاقات کی تھی۔ اس نے کہا کہ وہ اپنے چچا کی وصیت کو مانتا ہے بشرطیکہ اسے ایک لاکھ کی رقم دی جائے ——— وصیت نامہ تو صاف ہے لیکن اگر اس نے دعویٰ کیا تو بدنامی ہوگی، آپ سوچ لیں اور مجھے سنیچر تک بتا دیں۔"

"اچھا موسیو" جورجیس نے جھک کر کہا۔ پھر وہ چلے آئے۔

گھر پہونچ کر اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ "تم واڈرک کی محبوبہ تھیں؟"

"میں؟ چہ خوب!" میڈلن نے تیزی سے جواب دیا۔

"ہاں تم تھیں۔ کوئی شخص اپنی جائداد یونہی نہیں چھوڑتا۔ جب تک کچھ..."

وہ کپکپانے لگی اور پریشان آواز میں بولی "تم پاگل ہو گئے ہو۔ آج صبح تم خود اُمید کر رہے تھے کہ وہ دوستی کی وجہ سے کوئی وصیت چھوڑ گیا ہوگا۔"

جورجیس اسے دیکھتا رہا اس کے جذبات کا اندازہ لگاتا رہا۔ پھر الفاظ پر زور دے کر بولا ——— "ہاں ——— وہ میرے نام بھی کچھ چھوڑتا... میرے نام، تمہارے شوہر کے نام... مگر اس نے تمہارا ہی نام لیا... یہ معاملہ اہم ہے... عام لوگ کیا کہیں گے؟"

میڈلن اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتی رہی۔ اس نے بھی ہر ہر لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا "میں سمجھتی ہوں.... اتنی بڑی جائداد تمہارے نام لکھنا بھی تعجب خیز ہوتا۔"

"کیوں بھلا؟"

"کیونکہ تم میرے شوہر ہو۔ تمہاری اور اس کی محض سرسری ملاقات تھی اور میں برسوں سے اس کی دوست تھی ـــــ"

فورسٹیر کمرے میں ٹہلنے لگا اور بولا "تو تم قبول کرتی ہو؟"

"کیوں نہیں۔"

وہ رک کر اپنی بیوی کو دیکھنے لگا پھر بولا "اقرار کرو کہ تم واڈرک کی محبوبہ نہیں ہو!"

میڈلن نے اپنے شانے ہلائے "تم احمق ہو ـــــ واڈرک مجھ بس چاہتا تھا ـــــ مگر اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

ڈورائے نے زمین پر اپنے پیر پٹخے ـــــ "تم جھوٹ بولتی ہو۔"

وہ رک کر پھر بولا "اچھا یہ بتاؤ کہ اس نے اپنی تمام جائداد تمہیں کیوں دی ہے؟"

"یہ سیدھی سی بات ہے۔ میرے سوا اس کا کوئی دوست نہیں تھا۔ وہ مجھے بچپن سے جانتا تھا۔ میری ماں کے اس کے عزیزوں سے تعلقات تھے۔ وہ یہاں برابر آتا تھا۔ اس کی طرح بے لوث محبت بہت کم لوگ کرتے ہیں، یہ قدرتی بات ہے کہ اس نے میرے نام وصیت کی

ہر بیر کو وہ میرے لیے پھول لاتا تھا اور تمہیں تعجب نہ ہوتا تھا، اسی طرح وہ اپنی تمام جائداد مجھے دے گیا ــــ وہ تمہیں کیوں دیتا تم اس کے کون تھے ؟"

جورجیس گھبرا گیا مگر بولا "یہ ناممکن ہے کہ میں اپنی بیوی کو ایک ایسے شخص کی جائداد قبول کرنے کی اجازت دوں جو اس کا عاشق مشہور ہے۔ فوریسٹر اس بات کا روادار ہوتا مگر میں نہیں ہو سکتا۔"

"اچھا تو میں نہیں قبول کرتی۔"

دوروائے کمرے میں ٹہلتا رہا اور کہتا رہا "ہونھ، وہ یہ نہ سمجھا کہ اخلاق کیا چاہتا ہے، اسے خیال نہ آیا کہ میں کس قدر ذلیل ہو جاؤں گا، یہ سب باتیں اہم ہیں ــــ اس نے آدھی جائداد میرے نام کی ہوتی تو سب ٹھیک ہو جاتا۔"

وہ بیٹھ کر اپنی مونچھیں مروڑنے لگا۔ میڈلن کشیدہ کاری کرنے لگی وہ بولی "مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ تم جانو۔"

"دنیا کچھ نہ سمجھے گی ــــ اگر میں یہ جائداد قبول کر لوں تو لوگ یہی کہیں گے کہ تمہارا اس سے ناجائز تعلق تھا اور میری رضا تھی۔ کوئی طریقہ ان سب حالات سے بچنے کا ہونا چاہیے۔ ہم یہ مشہور کر دیں گے کہ آدھی جائداد وہ مجھے دے گیا اور آدھی تمہیں۔"

"یہ کیسے ہو گا ــــ وصیت نامہ صاف ہے۔"

"سیدھی سی بات ہے۔ تم مجھے آدھی جائداد ہبہ کر دو۔"

"مگر اس طرح بھی تم کہنے والوں کا منہ کس طرح بند کر سکوگے؟"

"ہم اسے شہرت کیوں دیں ہم کہدیں گے کہ کاؤنٹ ہم دونوں کو دے گیا ہے۔ تم بغیر میری اجازت کے جائداد نہیں لے سکتیں۔ ——— میں اجازت ایک شرط پر دیتا ہوں کہ تم آدھی جائداد مجھے دیدو تاکہ لوگ مجھ پر انگلی نہ اٹھائیں۔"

میڈلن نے اسے غور سے دیکھا اور بولی "اچھا۔ مجھے منظور ہے۔"

وہ پھر کمرے میں ٹہلنے لگا اور بولا ——— "نہیں ——— بہتر یہ ہے کہ سب چھوڑ دی جائے ——— یہ باعزت طریقہ ہوگا۔" وہ میڈلن کے سامنے کھڑا ہو گیا اور بولا "اچھا میں وکیل کے پاس جاتا ہوں اس سے رائے لوں گا اپنے شکوک کا اظہار کروں گا اور کہوں گا میری بیوی قبول کرتی ہے کیونکہ میں قبول کرنے پر تیار ہوں مگر جائداد کے دو حصے کر دیئے جائیں۔ تاکہ عام لوگ کچھ نہ کہیں۔"

"جو تم چاہو۔"

وہ کہتا گیا "یہ بہت ٹھیک ہوگا ——— ایک دوست نے ہمیں وارث قرار دیا۔ دکھلانے کے لئے کہ وہ ہم دونوں کو چاہتا تھا اس کی محبت پاک تھی۔"

وہ کچھ برہم ہو کر بولی "ٹھیک ہے تمہارے سمجھانے کی ضرورت نہیں وکیل کے پاس جاؤ۔"

اس نے اپنا ہیٹ اٹھایا اور جاتے ہوئے کہا "اس کے بھتیجے کو

پچاس ہزار ہی ملنا چاہیئے۔"

"نہیں اسے ایک لاکھ ہی دو، میرے حصے میں سے دیدو۔"

"نہیں پیاری۔ پچاس ہزار اسے دے کر ہم دونوں کے دس لاکھ ہو جائیں گے۔"

اس نے وکیل کو جاکر صورت حال سے آگاہ کیا۔ دوسرے دن ایک دستاویز تیار ہوگئی کہ میڈلن پانچ لاکھ فرانک اپنے شوہر کو دیتی ہے۔ دونوں وکیل کے دفتر سے پیدل بازار آئے۔ وہ بہت خوش تھا اور بڑی خوش مزاجی سے باتیں کر رہا تھا۔

دورائے نے کہا "آج ڈرامہ دیکھیں۔"

"نہیں ریستوران میں کھانا کھائیں۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" وہ ایک بادشاہ کی طرح خوش تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرے وہ بولا۔ "مادام ماریلی کو ساتھ لے لیں اس کا شوہر نہیں ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

دونوں اس کے گھر گئے۔ سب نے مل کر کھانا کھایا۔ شام بڑی اچھی گزری۔

وہ دیر سے گھر پہونچے۔ روشنی جاچکی تھی۔ دیا سلائیاں جلا جلا کر وہ اوپر آئے۔ پہلی منزل پر آئینہ میں دونوں کا عکس نظر آیا۔ دورائے نے اپنے عکس پر روشنی ڈالی اور بولا۔ "دولکھ پتی جا رہے ہیں۔"

مراقش کی فتح کو دو مہینہ گزر چکے تھے۔ فرانس کی حکومت بحرِ روم کے کنارے والے ممالک میں طرابلس تک ہو گئی۔ شہر بھر میں مشہور ہو گیا کہ وزیروں نے اس معاملہ میں بیس[۲۰] کروڑ بنائے۔ والٹر نے "تقریباً" تیس چالیس کروڑ بنائے وہ امیر ترین لوگوں میں ہو گیا لوگ اسے "موسیو والٹر اسرائیلی" کہنے لگے۔ وہ اب اپنی امارت دکھانا چاہتا تھا۔ اس نے پرنس آف کالمبرگ کے محلات خرید لئے اور ان میں آ کر رہنے لگا پھر اس نے ایک تصویر پانچ لاکھ فرانک کی خرید لی۔ پھر اس نے پیرس کے تمام لوگوں کو اپنی کوٹھی اور اپنی خریدی ہوئی تصویر دیکھنے کے لئے مدعو کیا اور یہ اشتہار شائع کیا۔

"موسیو اور مادام والٹر آپ حضرات کو دعوت دیتے ہیں کہ

تیس دسمبر کو نو بجے سے بارہ بجے کے درمیان تشریف لا کر کارل مارکوفچ کی تصویر "عیسیٰ پانی پر چلتے ہوئے" ــــــ بجلی کی روشنی سے روشن دیکھیں ..." اور آخر میں لکھا تھا ــــــ "آدھی رات کے بعد رقص" ــــــ

اس طرح والٹر کو ہر طبقہ میں شہرت حاصل ہو گئی ــــ ڈورائے کو اپنے مالک کی کامیابی پر بڑا غصہ آیا۔ پانچ لاکھ فرانک پاکر اگرچہ وہ بھی رئیس ہو گیا تھا مگر اس کی حسد بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے سب سے نفرت ہو گئی تھی ــــــ لارشی بھی بیحد مالدار ہو گیا تھا اور ڈورائے کو اس سے حد سے زیادہ نفرت ہو گئی تھی۔ وہ میڈلن سے بہت زیادہ جھگڑنے لگا تھا۔ وہ کہتی "سمجھ میں نہیں آتا تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم ہر وقت بڑبڑاتے رہتے ہو" مگر وہ پیٹھ پھیر کر چلا جاتا اور کچھ نہ کہتا۔ پہلے وہ کہتا رہا کہ والٹر کی دعوت میں نہیں جائے گا اس ناپاک یہودی کے گھر میں قدم نہ رکھے گا۔ مادام والٹر کے خطوط روزانہ آ رہے تھے اور وہ انہیں نظر انداز کرتا جا رہا تھا۔ وہ اسے ستر ہزار فرانک دینے کے لئے ملنا چاہتی تھی مگر اس نے پرواہ نہ کی۔ وہ رقم تو نہیں چھوڑنا چاہتا تھا مگر وہ اس کی ذلت کرنا چاہتا تھا۔ پارٹی کے دن میڈلن نے کہا کہ جانا حماقت ہو گا وہ بولا "ہاں میں گھر پر رہوں گا۔"

مگر کھانے کے بعد اکدم سے اس نے کہا "خیر میں برداشت کروں گا۔ جلدی کپڑے بدل ڈالو۔"

ڈورائے تمام وقت بڑبڑاتا رہا۔ محلات میں بھی پہونچ کر وہ

گالیاں بکتا رہا۔ اس پر حسد کا دورہ پڑ رہا تھا۔ اس کی بیوی اسے روکتی رہی مادام والٹر دورائے کو دیکھ کر سناٹے میں آگئی۔ وہ اپنی بیوی کو اس کی تعریفیں کرتا چھوڑ کر عام لوگوں میں شامل ہوگیا۔

اتنے میں ایک آواز اسے سنائی دی "ارے تم آگئے، پیارے جانی! ہمارے یہاں تو تم آنا ہی بھول گئے" اس نے پلٹ کر دیکھا تو سوزان یہ سب کہہ رہی تھی۔

وہ انکساری سے بولا "میں نہیں آسکا میں بہت مصروف تھا دو مہینے سے کہیں نہ جا سکا"

"تم نے ہم سب کو پریشان کر کے رکھ دیا ــــــ مجھے اور ماما کو خاص طور پر... میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی، اب کبھی اسطرح غائب نہ ہو جانا ــــــ چلو میں تمہیں تصویر دکھانے چلوں، پاپا نے ایسی جگہ لگوائی ہے کہ لوگ سب کمروں سے گزر کر اس تک پہونچیں"

دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بھیڑ میں سے گزرے، بہت سے لوگوں نے دونوں کو نگاہ بھر کے دیکھا، ایک مشہور مصور نے کہا "کتنا اچھا جوڑا جا رہا ہے"

جورجیس نے سوچا "اگر میں عقلمند ہوتا تو اس لڑکی سے شادی کرتا ــــــ اور یہ اب بھی ممکن ہے ــــــ ناحق میں نے اُس عورت سے شادی کی، میں نے بڑی جلدی کی، میں نے کچھ نہ سوچا ــــــ" اس کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔

سوزان کہہ رہی تھی "تم برابر آیا کرو پیارے جانی ۔ پاپا اب رئیس ترین لوگوں میں ہو گئے ہیں اب ہم فراخ دلی سے خرچ کر سکتے ہیں ۔"

"مگر اب تمہاری شادی ہو جائے گی کسی خوبصورت شہزادے سے... اور پھر تم مجھ غریب سے کہاں ملو گی !"

"نہیں نہیں ۔ میں اپنی مرضی سے شادی کروں گی ۔ میں اب بہت مالدار ہوں اور جسے میں بیجد چاہوں گی اسی سے شادی کروں گی ۔"

وہ خوش ہو کر مسکرایا پھر دل میں سوچنے لگا " یہ لڑکی کسی مارکوئیس ڈیوک یا پرنس سے شادی کر کے پھر اس کی طرف دیکھے گی بھی نہیں وہ اس سے کہنے لگا " شادی کے بعد تم اس طرح کاہے کو بولو گی ۔"

وہ بولی " میں اپنی پسند کی شادی کروں گی ۔"

" اچھا دیکھیں گے ۔"

اب وہ آخری کمرے میں پہونچے ۔ قریب ہی بڑا خوبصورت باغ تھا جس میں ایک خوشنما جھیل تھی ۔ دورائے کو اس پر بڑا رشک آیا ۔ اس کے پاس ایسے گھر حاصل کرنے کے ذرائع نہ تھے ۔ اسے بڑی کوفت ہوئی مگر پھر اس نے سوچا کہ اگر وہ اس لڑکی سے شادی کر لے تو سب کچھ اسے مل جائے گا ۔ دونوں تصویر والے کمرے میں پہونچے ۔ دورائے نے دل میں کہا " کاش ایسی چیزیں میرے پاس بھی ہوتیں !"

وہ کہنے لگی " کیا تم ایک گلاس شمپین پیو گے ۔ وہاں پاپا بھی ہوں گے ۔"

جورجیس نے ایک آواز سنی ــــــ " وہ دیکھو لارشی اس کے ساتھ

مادام دورائے" اور اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی لارشی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلی جا رہی تھی۔ اسے بہت برا لگا اسے خیال آیا کہ اس کا بھی فورسٹر کی طرح مضحکہ اڑایا جائے گا۔ آخر اس کی بیوی ایک ذلیل گھر کی تو تھی جو دولت مند ہو گئی تھی۔ اس نے سوچا کہ سوزان کو حاصل کر کے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ دونوں ڈرائنگ روم میں پہونچے۔ والٹر دورائے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور بولا "تم نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ سوزان تم نے انہیں سب کچھ دکھا دیا نا؟ کیسی بھیڑ ہے ارے پیارے جانی گوش کے شہزادے بھی یہاں آئے تھے"

مارکوئیس گیبرول سوزان سے ملا۔ دورائے کے دل میں رقابت کی آگ سلگی ـــــ شاید اسی سے سوزان کی شادی ہو گی! نار برٹ نے دورائے کا ہاتھ پکڑا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔ سوزان مارکوئیس کے ساتھ چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد اسے الجھن ہونے لگی اور وہ شاعر کو چھوڑ کر لڑکی کی تلاش میں چلا۔ مادام مارلی راستہ میں مل گئی اس کا شوہر بھی ساتھ تھا۔ وہ بولا "میں بیحد شکر گزار ہوں کہ تم نے میری بیوی کے ذریعہ اطلاع بھیجی میں نے ایک لاکھ فرانک بنا لئے، تم بڑے اچھے دوست ہو۔"

"اس کے بدلے اب میں تمہاری بیوی کے ساتھ پھروں گا ـــــ شوہر اور بیوی کو ساتھ نہیں ہونا چاہیئے۔"

موسیو مارلی بولا "بالکل ٹھیک۔ ہم یہیں پر ایک گھنٹہ بعد ملیں گے"

"منظور۔"

دونوں ساتھ ہو گئے ۔ مادام بولی " والٹر کیسا خوش قسمت ہے!"
جورجیبی نے کہا " کچھ نہیں ۔ ذہین آدمی ہمیشہ کامیاب رہتا ہے ۔"
" اور ان لڑکیوں کو بھی بیس یا تیس کروڑ نی کس ملے گا ، اور سوزان کتنی خوبصورت ہے ۔"

دورائے نے کچھ نہیں کہا ۔ مادام نے تصویر نہیں دیکھی تھی ۔ دورائے اسے وہاں لے گیا ۔ برادر ڈیٹل بہت سے تمغے لگائے ہوئے تھا ۔ برنارڈ بھی اچھی طرح لیس تھا ۔ بہت سے اور بڑے لوگ نظر آئے ۔ مادام کو تصویر پسند آئی ۔

ایک دروازے میں سوزان ملی اور بولی " پیارے ، جانی اب تم اکیلے ٹہلو میں مادام کو اپنا کمرہ دکھانے لئے جا رہی ہوں ۔"

اور وہ دونوں چلی گئیں ۔ اسی وقت کسی نے اسے پکارا ۔ دورائے نے پلٹ کر دیکھا تو مادام والٹر تھی ۔ " تم کتنے بے رحم ہو! میں نے سوزان سے کہا کہ تمہاری ساتھی کو ہٹا لے جائے تاکہ میں تم سے بات کر سکوں ——
مجھ سے دس منٹ کے بعد باغ میں ملو ۔"

" اچھا " ——

جیکس رال مل گیا اور باتیں کرنے لگا ۔ دس منٹ سے زیادہ گذر گئے ۔ پھر مادام مارلی کو آتا دیکھ کر وہ کھسکا اور باغ میں جا پہونچا ۔
مادام وہاں موجود ملی " تم آگئے .... کیا تم مجھے مار ڈالو گے " ؟
" حماقت کی باتیں نہ کرو ۔"

اسنے چمٹ کر دورائے کا بوسہ لیا اور بولی "میں نے کیا کیا ہے آخر؟"
دورائے نے اسے الگ کرنے کی کوشش کی۔ مادام نے ایک لمبی تقریر اپنے حال زار پر کر ڈالی دورائے کو محسوس ہوا کہ یہ عورت بڑی جذباتی ہے وہ بولا "محبت زیادہ نہیں چلا کرتی"
وہ بولی —— "مگر مل تو لیا کرو"
"اچھا۔ مگر ہم آج سے صرف دوست رہیں گے اور کچھ نہیں"
"منظور۔"
پھر مادام نے ایک نوٹوں کی گڈی نکالی اور کہا "نفع میں یہ تمہارا حصہ ہے"
"نہیں۔ میں نہیں لوں گا"
"تمہیں لینا پڑے گا۔ یہ تمہارا حصہ ہے"
اسنے گڈی لے کر جیب میں رکھ لی اور بولا "یہاں سردی ہے چلو"
مادام نے اس کا ہاتھ چوما اور بھاگ کر محل میں چلی گئی۔
دورائے باہر آیا۔ لوگ رخصت ہو رہے تھے۔ سوزان اور اس کی بہن نظر آئی۔ دونوں نے اسے رقص میں شرکت کی دعوت دی۔ تھوڑی دیر میں روز چلی گئی دورائے سوزان سے باتیں کرنے لگا "دیکھو۔ تم مجھے دوست سمجھتی ہونا؟"
"بالکل —— پیارے جانی"
"اور مجھ پر اعتماد کرتی ہو"

"مکمل ۔"

"اچھا مجھ سے ایک وعدہ کرو۔"

"کیا؟"

"اپنی شادی کی بابت میری رائے ضرور لینا۔"

"ہاں میں راضی ہوں"

"مگر یہ ہمارا راز ہے۔ اپنے والد یا والدہ سے تذکرہ نہ کرنا۔"

"ایک لفظ بھی نہیں۔"

اتنے میں راؤل آگیا ـــــ "میڈموزیل آپ کے والد آپ کو رقص میں بلا رہے ہیں۔"

"آؤ چلیں پیارے جانی"

مگر وہ نہیں گیا۔ وہ تنہا رہ کر سوچنا چاہتا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور بولا "چلو گی اب؟"

"چلو" مگر پھر وہ ٹھہر کر بولی "ہماری میزبان کہاں ہیں۔ میں ان سے رخصت ہو لوں۔"

"چھوڑو اسے ـــــ پھر کبھی معذرت کر لینا۔"

راستہ بھر دونوں خاموش رہے۔ گھر پہونچ کر وہ بولی "کل یکم جنوری ہے اور تحفے دینے کا دن ہے۔ لارنسی نے تمہیں یہ تحفہ دیا ہے۔"

اس نے ایک کیس دوراسئے کو دیا۔ دوراسئے نے کھول کر دیکھا۔

تو لیجن آف آنر کا تمغہ تھا۔ اسے لارشی کی یہ عنایت اچھی نہیں لگی۔ اس نے تمغہ کو کارنس پر رکھ کر غور سے دیکھا اور پھر سونے چلا گیا۔

یکم جنوری کے سرکاری گزٹ میں اعلان چھپا کہ " موسیو جورجیس دورائے کو ان کی نمایاں خدمات کے اعتراف کے طور پر لیجن آف آنر مقرر کیا گیا ہے۔" اس کے فوراً ہی بعد اسے مادام والٹر کا دعوت نامہ ملا اس نے دورائے کو اعزاز ملنے کی خوشی میں دعوت دی تھی۔ اس نے گھر آکر بیوی سے تذکرہ کیا۔ وہ بولی " تم نے تو اس کے گھر نہ جانے کی قسم کھائی تھی۔" وہ بولا۔ " مگر اب میں نے ارادہ بدل دیا۔"

دونوں والٹر کے محل پہونچے۔ مادام والٹر سیاہ لباس میں تھی۔ میڈلن نے پوچھا " کیا آپ سوگ منا رہی ہیں ؟"

" ہاں۔ میری عمر میں عمر رفتہ کا سوگ منانا ہی بہتر ہے۔"

دورائے نے سوچا کہ دیکھیں یہ ارادہ قائم رہتا ہے کہ نہیں۔ ڈنر خاموشی سے گزرا۔ سوزان بولتی رہی۔ کھانے کے بعد سب باغ میں گئے مادام الگ ہو کر دورائے سے بولی " میں کچھ نہ کہوں گی مگر تم آیا ضرور کرو۔"

" بہت بہتر۔ میں آج بھی تمہارا خط ملتے ہی آیا۔"

والٹر اپنی لڑکیوں کے ساتھ تصویر کے پاس کھڑا تھا۔ وہ کہنے لگا " کل میری بیوی اس تصویر کے سامنے اس طرح جھکی ہوئی تھی جیسے گرجے میں جھکتے ہیں اور دعا مانگ رہی تھی۔"

مادام نے کہا "یہ وہ عیسٰی ہے جو میری روح کی حفاظت کرے گا" اور تصویر کو دیکھ کر بولی "دیکھو یہ کیسا حسین ہے، کیسا سادہ کیسا روحانی"

سوزآن بولی "پیارے جانی وہ تمہاری طرح ہے۔ اگر اس کے ڈاڑھی نہ ہو تو تمہارا سا لگے"

سب لوگوں نے اتفاق کیا کہ دونوں چہرے یکساں تھے اور سب نے تعجب کا اظہار کیا ـــــ۔ مادام والٹر ایک چہرے سے دوسرے چہرے کو دیکھتی رہی وہ بالکل سفید ہو گئی تھی ـــــ

سردی بھر دورائے میاں بیوی کی والٹر کے محل میں جزبی آمد و رفت رہی۔ اکثر دورائے اکیلا ہی جاتا۔ جمعہ کا دن مقرر ہوگیا تھا اور مادام والٹر تنہا ہوتی تھی۔ وہ تاش کھیلتے اور مادام کہتی "میں تم پر عاشق ہوں۔" اور وہ کہتا "اگر تم نے پھر شروع کیا تو میں نہ آیا کروں گا۔"

مارچ کے اختتام پر دونوں لڑکیوں کی شادی کے تذکرے ہونے لگے۔ روز کی شادی کاؤنٹ ولین کے ساتھ ہونے والی تھی اور سوزان کی مارکوئیس کازولے کے ساتھ۔ جرجیس اور سوزان ایک دوسرے سے بے تکلف ہوگئے تھے۔ ایک دن دورائے نے وہاں کھانا کھایا پھر کوئی تاجر آگیا اور والٹر اور مادام اس سے باتیں کرنے لگیں۔ جرجیس نے سوزان سے کہا۔ "چلو مچھلیوں کو چارہ دیں۔"

دونوں تالاب کے پاس آئے۔ دونوں کی شکلیں پانی میں دکھائی دیں

دونوں مسکرائے۔

پھر وہ بولا "تم مجھ سے باتیں چھپاتی ہو یہ ٹھیک نہیں سوزان۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا پیارے جانی؟"

"تمہیں یاد نہیں کہ تم نے مجھ سے کیا وعدہ کیا تھا؟"

"کیا؟"

"یہی کہ تم اپنی شادی کی بابت میری رائے لوگی۔"

"اچھا؟"

"اچھا کیا —— تمہاری شادی ٹھہر چکی ہے۔"

"کس سے؟"

"تم خود جانتی ہو۔"

"بخدا میں نہیں جانتی۔"

"تم جانتی ہو وہ بڑا گدھا ہے مارکوئیس کا رڈولے۔"

"وہ احمق تو نہیں ہے۔"

"مگر اس گدھے نے جوئے اور آوارگی میں خود کو برباد کر ڈالا۔

تمہاری جیسی حسین اور ذہین لڑکی کے لئے وہ موزوں نہیں ہے۔"

"مگر تمہیں اس سے کیا بحث۔"

"مجھے اس پر رشک آتا ہے۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تم جانتی بھی ہو۔"

"تم پاگل ہو پیارے جانی۔"

"ہاں ــــ میں پاگل ہوں جو شادی شدہ ہو کر ایک کنواری لڑکی سے ایسی باتیں کرتا ہوں مجھے کوئی امید نہ رکھنا چاہیئے میری نا امیدی ہی مجھے پاگل کر دے گی جب میں یہ سنتا ہوں کہ تم شادی کرنے جا رہی ہو تو مجھے کس قدر غصہ آتا ہے کیا بتاؤں ــــ تم مجھے معاف کر دو۔"

اب انہوں نے دیکھا کہ پانی میں مچھلیاں انتظار کر رہی تھیں وہ بولی "افسوس ہے کہ تم شادی شدہ ہو، مگر اب کیا ہو سکتا ہے، سب کچھ ختم سمجھو۔"

"اگر میں آزاد ہو جاؤں تو تم مجھ سے شادی کر لوگی ؟" اس نے پوچھا۔

سوزان نے انتہائی پر خلوص لہجہ میں کہا "ہاں پیارے جانی میں تم سے شادی کر لوں گی، میں تمہیں تمام مردوں سے زیادہ چاہتی ہوں۔"

"اچھا تو کسی کے ساتھ حامی نہ بھرو۔ انتظار کرو۔ میں التجا کرتا ہوں، مجھ سے وعدہ کرو۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں۔"

ڈورائے اپنے ہاتھ کی پوری روٹی پانی میں پھینک کر بھاگ آیا۔

سوزان پریشان ہو کر باغ سے چلی آئی۔ ڈورائے جا چکا تھا۔ وہ گھر پر بڑے اطمینان سے آیا۔ میڈلن خط لکھ رہی تھی۔

اس نے پوچھا ــــ "کیا تم جمعہ کو واکٹر کے گھر جاؤ گی ؟"

"نہیں —— میں علیل ہوں میں نہیں جاؤں گی۔"

"اچھا تو تمہاری مرضی"—— اور پھر وہ اپنا ہیٹ اٹھا کر چلا آیا۔

کچھ عرصہ سے وہ اپنی بیوی کی حرکات دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے جاتا اور دیکھتا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ اور اب وہ وقت آگیا تھا جس کا وہ انتظار کر رہا تھا۔ اس نے بڑی محبت جتانا شروع کر دی تھی اور بڑا مسرور نظر آتا میڈلن پوچھتی۔ "تم پھر اتنے اچھے کیوں ہوتے جا رہے ہو؟"

جمعہ کے دن اس نے جلدی کپڑے پہنے اور اپنی بیوی سے کہا کہ پہلے مجھے کچھ کام کرنا ہے پھر میں والٹر کے گھر جاؤں گا۔ پھر چھ بجے وہ اپنی بیوی کا بوسہ لے کر نکلا اور ایک گاڑی لے کر گاڑی بان سے کہا "۱۷ ریو فونٹن پر رک جانا اور رکے رہنا۔ جب میں کہوں تو چلنا اور مجھے ریستوران دی سوک لے چلنا جو ریو فلائٹ میں ہے۔"

گاڑی آہستہ آہستہ چلی۔ ڈرائیے نے کھڑکیاں بند کرلیں۔ اپنے گھر پہونچ کر وہ ٹھہر گیا اس نے دیکھا کہ میڈلن گھر سے نکلی اور بازار کیطرف جانے لگی۔ جب وہ آگے نکل گئی تو اس نے کھڑکی سے سر نکال کر کہا "چلو۔"

گاڑی ریستوران پہونچی۔ جورجیس ڈائننگ روم میں گیا اور کھانا کھاتا رہا۔ وہ بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ کافی پی کر اور برانڈی کے گلاس چڑھا کر وہ باہر آیا۔ اور گاڑی لے کر وہ رو شفو کا چلا۔ وہاں وہ تیسری منزل پر گیا۔ ایک ملازمہ نے دروازہ کھولا۔ اس

نے پوچھا ۔" موسیو گوبرٹ گھر پر ہیں ؟"

"جی ہاں موسیو ۔"

کچھ دیر ڈرائنگ روم میں انتظار کرنے کے بعد ایک صاحب آگئے

دوروائنے نے ان سے کہا ۔" موسیو کمشنر پولیس صاحب ۔ میری بیوی اپنے عاشق کے ساتھ ریو مارٹیر کے ایک فلیٹ میں ہے ۔"

کمشنر نے جھک کر کہا ۔" میں خدمت کے لئے حاضر ہوں ۔"

"اچھا ۔ جناب میرے ساتھ ایک گاڑی ہے آپ چلیں اور کانسٹیبل ساتھ لے لیں ۔ ہم جتنی دیر کر کے چلیں اتنا ہی اچھا ہے ۔"

"جیسی آپ کی مرضی موسیو ۔"

کمشنر کمرے سے باہر گیا ایک اورکوٹ پہن آیا جس میں اس کے تمغے چھپ گئے ۔ دونوں تھانے پر آئے اور کچھ سپاہی ساتھ لئے ۔ سب بغیر وردی کے تھے ۔ ساڑھے آٹھ بجے وہ سب اسی گھر پر پہونچ گئے ۔ کچھ دیر انتظار کے بعد دوسری منزل پر پہونچے ۔ دوروائے نے دروازے پر دستک دی اور روزن سے جھانک کر اندر دیکھا ۔ دو منٹ کے بعد اس نے گھنٹی بجائی ۔ ایک عورت کی آواز آئی ۔" کون ہے ؟"

کمشنر نے کہا ۔" قانون کے نام پر کھولو ۔"

پھر اسی آواز نے کہا " کون ہے ؟"

"میں کمشنر پولیس ہوں ، کھولو ورنہ دروازہ توڑ دوں گا ۔"

" آپ کا مقصد کیا ہے ؟" پھر آواز آئی ۔

دورائے نے کہا " یہ میں ہوں ۔ ہم سے بچنا آسان نہیں ہے ۔ اگر تم نہیں کھولوگی تو ہم دروازہ توڑ دیں گے "

دورائے نے دروازے کا ہنڈل پکڑ کر دھکا دیا ۔ دروازے کا قفل پرانا تھا اس کے پیچ نکل گئے ۔ دورائے ہال میں پہونچا اور اس نے دیکھا کہ میڈلن خالی قمیض اور پیٹی کوٹ پہنے کھڑی ہے ۔ اس کے بال پریشان تھے اور ٹانگیں ننگی تھیں ۔ دورائے نے کہا " یہ ہے میری بیوی! "

میڈلن کے ہاتھ میں ایک شمع تھی ۔ اس کی روشنی میں سب سونے کے کمرے میں پہونچے ۔ کمشنر نے میڈلن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا " آپ مادام میڈلن دورائے ہیں ——— موسیو جورجیس دورائے کی بیوی جو میرے ساتھ ہیں ؟ "

گھٹی ہوئی آواز میں اس نے کہا " ہاں "

" آپ یہاں کیا کر رہی تھیں ؟ "

وہ خاموش رہی ۔

" آپ یہاں کیا کر رہی تھیں ، آپ اپنے گھر سے دور ہیں ۔ قریب قریب نیم برہنہ ہیں ، آپ یہاں کیوں آئی ہیں ؟ " تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد وہ پھر بولا " اگر آپ اقرار نہ کریں گی تو مجھے زبردستی کرنا پڑے گی "

بستر میں ایک جسم معلوم ہوا ۔ کمشنر نے کہا " موسیو " جسم نہ ہلا ۔ اس نے شانہ پکڑا ۔ پھر بھی جسم میں حرکت نہ ہوئی دورائے نے چادر کھینچ لی اور تکیہ جس میں اس کا منہ چھپا ہوا تھا ہٹا لیا ۔ موسیو لارشی کا زرد چہرہ

نظر آیا۔ دوسرا ئے نے کہا "بدمعاشی کی ہے تو مرد بھی بنو۔"

کمشنر نے پوچھا "تم کون ہو؟"

لارشی کچھ نہ بولا۔ کمشنر نے اس مرتبہ سختی سے پوچھا "میں کمشنر پولیس ہوں اور تمہارا نام جاننا چاہتا ہوں۔"

جو رجیسں آگ بگولہ ہو رہا تھا وہ بولا "بتاؤ نام ورنہ میں بتاتا ہوں۔"

لارشی نے کمشنر سے کہا "اس آدمی کو روکئے جناب — کیا مجھے آپ کو جواب دینا ہے یا اسے؟" اس کا منہ بالکل سوکھ گیا تھا۔

کمشنر نے کہا "مجھے جواب دو، میں تم سے پوچھتا ہوں۔"

لارشی پھر بھی چپ رہا۔ کمشنر نے کہا "میں تمہیں گرفتار کرتا ہوں، اٹھو"

"مگر میں نہیں اٹھ سکتا.... میں ننگا ہوں۔"

دوسرا ئے تلخی سے ہنسا اور زمین پر سے قمیض اٹھا کر اس کی طرف پھینکی "اٹھو تم نے میری بیوی کے سامنے کپڑے اتار دیے اب میرے سامنے پہننے میں کیا شرم ہے؟"

سب باہر آگئے۔ میڈلن اب خود پر قابو پا چکی تھی اور سگریٹ پی رہی تھی۔ لارشی کپڑے پہن کر آگیا۔

کمشنر نے پوچھا۔ "اب بتاؤ تم کون ہو؟"

وہ پھر بھی کچھ نہ بولا۔

کمشنر نے کہا "میں زبردستی تمہیں گرفتار کرتا ہوں۔"

"مجھے مت چھونا — میں قانون سے بالاتر ہوں۔"

دورائے کو غصہ آگیا۔ وہ بولا: "زناکاری کرتے ہوئے پکڑے گئے ہو۔ میں تمہیں گرفتار کرا سکتا ہوں اگر چاہوں" اور کمشنر کی طرف مڑ کر اس نے کہا: "اس کا نام ہے لارشی ——— ہمارا وزیر خارجہ"

کمشنر متحیر ہو کر پیچھے ہٹا اور بولا: "آپ خود بتائیں کہ آپ کون ہیں؟"

"یہ بدمعاش جھوٹ نہیں بول رہا ہے میں لارشی ہوں اور وزیر ہوں یہ بدمعاش اپنے کوٹ پر میرا ہی دیا ہوا تمغہ لگائے ہے۔"

دورائے نے تمغہ نوچ کر آگ میں پھینک دیا۔ "تمہارے جیسے حرام کاروں کے تمغے کی میں یہ قدر کرتا ہوں۔"

دونوں لڑ جانے والے تھے، کمشنر بیچ میں آگیا۔ میڈلن بڑے اطمینان سے سگریٹ پی رہی تھی۔

کمشنر نے کہا: "آپ کے خلاف زنا کا مقدمہ صاف ہے۔"

لارشی بولا: "مجھے کچھ نہیں کہنا ہے، اپنا کام کرو۔"

پھر کمشنر نے میڈلن سے پوچھا "آپ اقبال کرتی ہیں؟"

"ہاں یہ میرا عاشق ہے۔"

اس کے بعد وزیر نے پوچھا: "آپ نے تفتیش ختم کی اب میں جاؤں؟"

دورائے نے تلخی سے کہا: "تم کیوں جاؤ گے۔ تم بستر میں واپس جاؤ، ہم لوگ جاتے ہیں۔"

اور دورائے پولیس کے ہمراہ واپس چلا آیا۔

ایک گھنٹہ بعد وہ اخبار کے دفتر پہونچا۔ موسیو والٹر موجود تھا۔

دورائے کو دیکھ کر وہ بولا "تم آگئے، مگر تمہارا حلیہ کیا ہو رہا ہے ہمارے یہاں ڈنر پر بھی نہیں آئے ؟"

"میں نے ابھی وزیر خارجہ کو چت کر دیا۔"

والٹر مذاق سمجھا "کیا مطلب ؟"

"میں کابینہ میں تبدیلی لا رہا ہوں، یہ جانور نکل جانا چاہیئے۔"

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔"

"بالکل نہیں۔ میں نے لارشی کو ابھی اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے پکڑا ہے۔ کمشنر پولیس میرے ساتھ تھا، وزیر ختم ہو گیا۔"

"والٹر نے اپنی عینک اتاری" تم مجھے پریشان کر رہے ہو۔"

"نہیں ——— میں ایک "بازگشت" تیار کر رہا ہوں۔"

"تمہارا مقصد کیا ہے" ؟

"اس بدمعاش کو برباد کر دوں گا۔"

"مگر تمہاری بیوی"

"اسے طلاق دیدوں گا ——— میں اب آزاد ہوں میں خود اپنے حلقہ سے پارلیمنٹ کے لئے کھڑا ہوں گا۔ ایسی بیوی کی وجہ سے میں سب کی نظروں میں ذلیل تھا۔ اس نے مجھے جال میں پھنسا رکھا تھا اور اب میں نے اسے پکڑ ہی لیا" وہ ہنستا ہوا اپنی میز پر آگیا اور کہنے لگا "اب میں بہت کچھ کر لوں گا۔"

والٹر اسے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا ——— "ہاں یہ بہت

کچھ کرلے گا۔"

اس نے اٹھ کر کہا۔"میں اب" بازگشت" لکھ رہا ہوں بڑی ہوشیاری سے ـــــــ یہ وزیر تو گیا۔"

بڈھا والٹر گھبرایا پھر کہنے لگا ـــــــ "لکھو ـــــــ اسے ایسی پست حرکت نہیں کرنا چاہیئے تھی" ـــــــ!

تین ماہ گزر گئے۔ طلاق کا معاملہ ختم ہوگیا۔ میڈلن پھر مادام فورسیٹر بن گئی والٹر کا خاندان ٹرول جا رہا تھا اور لوگوں کے ساتھ پیارے جانی کو بھی لیا گیا۔ کاؤنٹ ولین بھی ساتھ تھا۔ روز سے اس کی شادی ٹھہرے ہوئے ایک مہینہ ہوچکا تھا۔ گاڑی پیرس سے باہر پہونچی۔ سب لوگ ایک جگہ اترے اور مناظر دیکھنے لگے۔

والٹر نے کہا "ایسا منظر سوئیٹزرلینڈ میں بھی نظر نہیں آتا"

سب لوگ چہل قدمی کرنے لگے۔ جورجیس اور سوزان سب سے الگ ہوگئے وہ اس کے کان میں بولا "سوزان میں تم سے محبت کرتا ہوں میں پاگل ہو رہا ہوں"

"میں بھی پیارے جانی"

"اگر تم سے میری شادی نہ ہوئی تو میں ملک چھوڑ دوں گا۔"

"تو پاپا سے کہو وہ راضی ہو جائیں گے شاید۔"

"نہیں وہ ہرگز راضی نہیں ہوں گے تمہارے گھر کے دروازے مجھ پر بند ہو جائیں گے۔ مجھے اخبار سے نکال دیا جائے گا ہم ایک دوسرے سے مل بھی نہ سکیں گے۔"

"تو پھر کیا کریں؟"

دوراۓ نے رک کر اسے دیکھا پھر بولا "کیا تم مجھ سے اتنی محبت کرتی ہو کہ کوئی ہمت کا کام کر سکو؟"

"ہاں۔"

"اچھا تو ایک طریقہ ہے۔ تم خود کہو۔ تم لاڈلی بیٹی ہو۔ ایک دفعہ زور سے کہو۔ آج شام ہی کو کہہ ڈالو۔ ماں کے پاس جاؤ جب وہ اکیلی ہو اور اس سے کہو کہ تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو۔ وہ بہت غصہ ہوں گی بیحد پریشان ہوں گی ....."

"نہیں ماما قطعی راضی ہو جائیں گی۔"

"نہیں۔ تم انھیں نہیں جانتیں۔ وہ بہت خفا ہوں گی وہ انکار کریں گی مگر تم نہ ماننا یہی کہے جانا کہ مجھ سے شادی کروں گی، کیا تم یہ کر سکو گی؟"

"ہاں میں کروں گی۔"

"پھر ماں کے بعد باپ سے جا کر یہی کہنا، ارادہ پختہ رہے۔"

"اچھا پھر۔"

"پھر مشکل پیدا ہوگی ——— اگر تم سچ مچ مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو تو میرے ساتھ بھاگ چلو۔"

وہ بہت خوش ہوئی اور بولی، "کتنا اچھے لگے گا جب تم مجھے بھگاؤ گے —— مجھے کب اغواء کروگے؟" اسے ناولوں اور داستانوں کے قصے یاد آئے اور وہ خود کو ہیروئن تصور کرتے ہوئے خوش ہوئی۔

"آج رات۔"

"اور ہم کہاں جائیں گے؟"

"یہ راز رکھو۔ بس یہ خیال رکھو کہ بھاگنے کے بعد تم میری ہو جاؤ گی۔ یہی ایک طریقہ ہے تمہارے لئے ———"

"میں تیار ہوں۔"

"تم اکیلی گھر سے باہر آسکتی ہو؟"

"ہاں۔ ایک عقبی دروازہ ہے جو کھلا رہتا ہے۔"

"اچھا تو رات میں چپکے سے نکل آؤ۔ وزارت بحریہ کے پاس تمہیں ایک گاڑی انتظار کرتی ملے گی۔"

کچھ دیر تفریح کے بعد سب والٹر کے محل میں واپس آئے۔ دورائے سے کھانے کے لئے رکنے کو کہا گیا مگر اس نے انکار کر دیا اور گھر چلا آیا۔ کھانا کھا کر اس نے اپنے تمام کاغذات درست کئے۔ بہت سے خطوط جلا دیئے۔ کچھ چھپائے۔ کچھ دوستوں کو خط لکھے۔ وہ گھڑی دیکھتا رہا اور کہتا رہا، "اب جھگڑا شروع ہوگیا ہوگا۔" پھر اس کا دل دھڑکنے لگا کیا ہوگا اگر

وہ ناکام رہا؟

مگر پھر اسے خوف نہ رہا۔ وہ ہر مشکل کو حل کر لیتا تھا ــــــ مگر پھر بھی وہ کوئی آسان کھیل نہیں کھیل رہا تھا۔

گیارہ بجے وہ گھر سے نکل آیا۔ کچھ دیر ٹہلتا رہا پھر ایک گاڑی لی اور وزارت بحریہ کے پاس ٹھہرا رہا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دیا سلائی جلا کر وہ گھڑی دیکھتا۔ آدھی رات قریب آئی تو اس کی بے صبری بڑھی۔ دور بارہ کا گھنٹہ بجا اب اس نے سوچا "سب کچھ ختم ہو گیا..... وہ نہیں آ رہی ہے" مگر وہ ٹھہرا رہا۔ ایک بجا۔ اب اسے کوئی امید نہیں رہ گئی تھی۔

اچانک اسے کھڑکی قریب ایک سر نظر آیا اور آواز آئی "کیا یہ تم ہو پیارے جانی؟"

وہ اچھل کر بولا "کون سوزان!"

"ہاں میں ہوں"

آؤ آؤ" وہ اندر آ گئی۔ اس نے گاڑی والے کو چلنے کا حکم دیا اس نے پوچھا "کیسی گزری؟"

"بہت ہی ہیبت ناک ــــــ ماما خاص طور پر....."

"ماں نے کیا کہا؟"

"افوہ! کیا عالم تھا۔ میں ان کے پاس گئی۔ وہ غصہ سے پاگل ہو گئیں پھر میں پاپا کے پاس گئی وہ بھی خفا ہوئے اور مجھے کمرے نکال دیا۔ پھر میں نے فرار کا ارادہ کیا"

— اب اُس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔ اسے ان لوگوں پر بڑا غصہ آیا مگر اب ان کی لڑکی اس کے قبضہ میں تھی اور اس کی فتح تھی۔ وہ بولا "اب کوئی ریل نہیں ملے گی، ہم سیور تک اس گاڑی میں جائیں گے پھر کل ایک گاؤں میں چلے چلیں گے۔"

گاڑی چلتی رہی۔ وہ راستے اس کا ہاتھ چومتا رہا پھر اس نے پوچھا "کیا بات ہے پیاری؟"

"مجھے ماما یاد آرہی ہیں۔ بے چاری رات بھر نہ سوئیں گی۔"

اور حقیقتاً اس کی ماں نہیں سوئی تھی۔ جب سوزان اپنے باپ کے کمرے سے چلی آئی تو مادام نے کہا۔ "یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

"اس کے معنی یہ ہیں کہ اس بدمعاش نے لڑکی پر جادو کر دیا ہے۔" وہ کمرے میں ٹہلنے لگا اور کہتا رہا۔ "تمہیں اسے ہر وقت بلاتی تھیں پیارے جانی پیارے جانی کہتے دم جاتا تھا۔"

وہ زرد ہو کر بولی۔ "میں؟"

"ہاں تم۔ تم سب عورتیں —— سوزان بھی ان میں شامل ہے، دو دن تم اس سے الگ نہیں رہ سکتی تھیں۔"

وہ رو کر بولی۔ "میں ایسی باتیں نہیں سن سکتی۔ میں تمہاری طرح دوکاندار کی اولاد نہیں ہوں۔"

ڈاکٹر کچھ خاموش رہا پھر بولا۔ "جہنم میں جائے لعنت ہو۔" اور دروازہ بند کرتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

مادام اکیلی رہ گئی۔ وہ آئینہ کے پاس آکھڑی ہوئی اور لڑکی کو یاد کرنے لگی۔ بہت دیر سوچنے کے بعد وہ اپنی لڑکی کے کمرے میں گئی سوزان اپنے کمرے میں نہیں تھی! وہ اپنے شوہر کے کمرے میں آئی۔

وہ بولی "تم نے سوزان کو دیکھا؟"

"کیوں؟"

"ارے وہ تو گئی ....اپنے کمرے میں نہیں ہے۔"

وہ بستر سے اٹھا۔ سلیپر پہن کر لڑکی کے کمرے میں گیا۔ یقیناً وہ بھاگ گئی تھی۔ وہ آکر آرام کرسی میں لیٹ گیا۔ اور لیمپ اپنے سامنے زمین پر رکھ لیا۔ اب اس میں کوئی طاقت باقی نہیں رہ گئی تھی۔ اسے غصہ بھی نہیں آرہا تھا۔ پھر وہ کراہ کر بولا "قصہ ختم ہوگیا وہ گئی، ہم ہار گئے۔"

"ایں؟"

"اب وہ اس سے شادی کرے گا۔"

وہ چیخی "نہیں ہرگز نہیں۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟"

اس نے غمزدہ آواز میں کہا "شور مچانے سے کوئی فائدہ نہیں! وہ اسے بھگالے گیا بے عزت کر دیا۔ اب سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ دونوں کی شادی کر دی جائے یہی عقلمندی ہے۔"

مگر وہ آگ بگولہ ہوگئی "نہیں۔ کبھی نہیں۔ سوزان کی اس سے شادی نہیں ہو سکتی۔"

"لیکن وہ اسے لے گیا۔ وہ اسے چھپائے رکھے گا جب تک ہم راضی نہ

رجائیں اور بدنامی سے بچنے کے لئے یہی بہتر بھی ہے۔"

اس کی بیوی کہے گئی "نہیں نہیں۔ میں راضی نہ ہوں گی۔"

بے صبر ہو کر اس نے کہا "بحث فضول ہے —— وہ بدمعاش بڑا ہوشیار ہے ہمیں احمق بنا گیا۔ وہ ذہین اور حوصلہ مند ہے۔ وہ ایک دن ڈپٹی یا وزیر ہو کر رہے گا۔"

"مگر میں سوزاں سے اس کی شادی نہ ہونے دوں گی۔"

اب وہ غصہ ہو گیا اور بولا "چپ رہو۔ شاید یہی بہتر ہو۔ ایسے لوگ نہ معلوم کیا کر جائیں۔"

مگر وہ اپنی رٹ لگائے رہی۔ رات بھر وہ بولاتی رہی۔ وہ عیسیٰ کی تصویر کے پاس آئی اور دعا کرتی رہی۔ صبح وہ تصویر کے قریب تقریباً بے ہوش ملی۔

نوکروں سے کہہ دیا گیا کہ سوزاں اسکول گئی ہے۔ دورائے نے ایک طویل خط والٹر کو بھیجا۔ یہ خط اس نے پیرس چھوڑتے وقت سپرد ڈاک کیا تھا۔ اس نے والٹر سے ڈاکخانے کے پتہ پر جواب مانگا تھا۔ جب تمام معاملات طے ہو گئے تو وہ پیرس واپس آیا اور لڑکی کو والدین کے پاس بھیج دیا۔ وہ بہت خوش تھی۔ چھ دن وہ گڈریے کی لڑکی بنی رہی تھی۔ دورائے نے اس کی عصمت پر کوئی حملہ نہیں کیا تھا وہ بالکل کنواری تھی —— دورائے اسے ضروری سمجھتا تھا۔

مادام ماریلی اور دوررائے ریوکانسٹنٹوپل کے کمرے کے سامنے آئے
دونوں کمرے میں داخل ہو گئے۔ مادام نے کہا ” تو تم سوزان سے شادی کر رہے
ہو؟“

”ہاں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا؟“

وہ بپھر گئی اور بولی ” تم سوزاں والٹر سے شادی کر رہے ہو۔ اب یہ حد
ہو گئی۔ تین مہینے سے تم اس کے پیچھے تھے اور مجھ سے چھپائے تھے“

دوررائے ہنسا۔ اپنی ٹوپی ایک طرف رکھ کر وہ ایک آرام کرسی میں بیٹھ گیا
مادام نے اسے دیکھا اور غصہ ہو کر بولی ” تم اپنی بیوی کو چھوڑنے کے
بعد سے یہی کر رہے تھے ۔۔۔ کیسے سوئر ہو تم“

”کیوں! میری بیوی مجھے دھوکہ دے رہی تھی۔ میں نے اسے پکڑا اور

طلاق دے دی۔ اب پھر شادی کر رہا ہوں، اس سے سیدھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔"

وہ بولی "مگر تم بڑے خطرناک آدمی ہو۔"

وہ مسکرا کر بولا "احمق۔ احمق ہی ہوتے ہیں۔"

"مجھے شروع ہی سے سمجھ لینا چاہئے تھا کہ تم کیا ہو مگر مجھے یقین ہی نہ تھا کہ تم ایسے بدمعاش نکلو گے۔"

"بس۔ زبان سنبھال کر بات کرو۔"

وہ اور غضبناک ہو گئی "تم مجھے ڈانٹتے ہو۔ تم نے مجھے چرکے دیئے سب کو چکمہ دیا۔ سب سے فائدہ اٹھایا تمہیں جب بھی موقعہ ملا تم نے رقم اینٹھی اور مزے لوٹے اور اب چاہتے ہو کہ میں تمہیں شریف سمجھوں؟"

وہ کھڑا ہو گیا اس کے ہونٹ کانپنے لگے وہ بولا "بس ہو چکا۔ میں تمہیں دھکے دیکر نکال دوں گا۔"

"مجھے نکالو گے ـــــ تمہیں یاد نہیں کہ میں نے اس فلیٹ کا کرایہ دیا تھا۔ جواب دو نہ۔ بدمعاش تم نے واڈرک کا آدھا اثاثہ میڈلن سے کھینچ لیا۔ کیا میں نہیں جانتی کہ تم سوزان کے ساتھ سوئے تاکہ اس سے زبردستی شادی کر سکو۔"

دورائے نے پکڑ کر اسے ہلا دیا اور بولا "سوزان کی بابت ایک لفظ نہ کہنا۔"

"تم اس کے ساتھ سوئے میں جانتی ہوں سوئے۔"

یہ بہتان اس کے لئے بڑا اذیت ناک ثابت ہوا۔ اور باتیں بھی اگرچہ تکلیف دہ تھیں مگر اس بات پر اس کا جی چاہا کہ مادام کو مار بیٹھے۔

وہ بولا: "چپ رہو اور سوچو کہ تم کیا کہہ رہی ہو!" اور پھر اس نے اسے اس طرح ہلایا جیسے کسی ٹہنی کو جھنجھوڑ دے

اس کے بال بکھر گئے منہ کھل گیا اور وہ بولی: "تم احمد کے ساتھ سوئے ہو"

وہ اسے مارنے لگا۔ مادام اب کراہنے لگی۔ وہ کونے میں دبک گئی۔ دورائے دوسرے کمرے میں گیا اپنا سر بھگویا ہاتھ دھوئے اور واپس آیا۔ وہ زمین پر پڑی تھی اور خاموش تھی۔ وہ بولا: "یہ نخرے کب ختم کرو گی؟"

مادام نے اسے جواب نہیں دیا۔ وہ کمرے کے وسط میں کھڑا اسے دیکھتا رہا وہ پریشان اور شرمندہ تھا کہ اس نے کیا کیا۔ پھر ایک دم سے اس نے فیصلہ کن انداز میں اپنا ہیٹ اٹھایا اور کہا: "خدا حافظ ——— جب جانے لگنا تو کنجی محافظ کو دے جانا۔"

وہ باہر آیا۔ دروازہ بند کیا اور محافظ سے بولا: "مادام ابھی رکیں گی۔ مالک سے کہہ دینا کہ میں یکم اکتوبر کا نوٹس دے رہا ہوں آج ۱۶ اگست ہے۔"

اور وہ چلا آیا۔ دلہن کے لئے اسے کچھ چیزیں خریدنا تھیں۔
شادی کی تاریخ ۲۰ اکتوبر مقرر ہوئی۔ میڈلن کے گرجے میں شادی

ہونے والی تھی۔ ہر قسم کی افواہیں اڑیں مگر کچھ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ نوکروں کا بیان تھا کہ مادام اپنی لڑکی کو اسکول واپس بھیجنے کے بعد سے پاگل ہوگئی ہے۔ وہ تشنج کی حالت میں عیسیٰ کی تصویر کے پاس ملتی۔ اس کا دماغ ٹھیک نہیں رہا تھا وہ بالکل بڑھی ہوگئی تھی۔

ستمبر میں فرانسائی میں خبر چھپی کہ جورجیس دورائے دی سینٹیل اخبار کا مدیر اعلیٰ ہوگیا ہے اور والٹر ڈائرکٹر رہے گا۔ اخبار کے ملازمین کی تعداد میں بہت بڑا اضافہ ہوگیا۔ اور اچھے صحافی اس اخبار کی بڑی عزت کرنے لگے۔ اس کے مدیر اعلیٰ کی شادی کا غلغلہ پورے پیرس میں پچ گیا۔ جورجیس دورائے اور والٹر کی طرف سب کی توجہ تھی۔ شادی میں ہر رئیس شریک ہو رہا تھا۔

موسم خزاں کے ایک صاف دن کو شادی ہوئی۔

آٹھ بجے صبح ہی سے گرجے کے ملازمین تیاری میں مصروف ہوگئے۔ سڑک روک دی گئی اور غریب عوام سوچتے ہوئے گزرے کہ رئیس لوگ شادیوں میں بھی کیا کیا کرتے ہیں۔ دس بجے سے تماشائیوں کا ٹھٹھ لگ گیا۔ گیارہ بجے پولیس اور فوج آئی۔ پھر مہمان آتے رہے۔ عورتیں نفیس پوشاکیں پہنے تھیں۔ رفتہ رفتہ گرجا بھرتا جا رہا تھا لوگ ملتے جلتے رہے۔ راؤل اور نار برٹ بھی نظر آئے۔

نار برٹ نے کہا "مستقبل بدمعاشوں کا ہے!"

راؤل کو کوئی حسد نہ تھی۔ وہ بولا "اچھی قسمت ہے اس کی ——— اس کی زندگی بن گئی" پھر کہنے لگا "اس کی بیوی کہاں گئی؟"

شاعر نے کہا "وہ دنیا سے الگ ہو کر اب مونیٹری میں رہتی ہے مگر لاپلوم میں میں نے کچھ مضامین اس کے طرز کے دیکھے جو ژان بے ڈدل کے نام سے چھپے ہیں۔ یہ شخص دورائے کا سا جوان ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس عورت کو ایسے جوانوں کا شوق ہے۔ وہ مالدار تو ہے ہی۔ واڈرک اور لارشی سے اسے بہت کچھ مل گیا ہے۔"

"خیر وہ حسین ہے ہوشیار ہے اور برہنہ ہو کر بڑی اچھی لگتی ہوگی، مگر یہ تو بتاؤ کہ دورائے کو گرجہ میں شادی کی اجازت کیسے مل گئی؟" ہراڈل نے پوچھا۔

نار برٹ نے کہا "اس لئے کہ گرجہ کے حساب سے اس کی پہلی شادی ہوئی ہی نہیں۔"

"یہ کیسے؟"

"ہمارے پیارے جانی نے ٹاؤن ہال میں شادی کی تھی۔ گرجہ کے حساب سے یہ حرام کاری ہوئی اور کچھ نہیں۔"

گرجے میں اب بے حد رش ہو گیا اور ہر طرف آوازیں سنائی دینے لگیں۔

ہراڈل نے پوچھا "بتاؤ تم تو والٹر کے گھر بہت جاتے ہو، کیا یہ سچ ہے کہ مادام والٹر اور دورائے ایک دوسرے سے نہیں بولتے؟"

"وہ اس سے لڑکی کی شادی کرنا نہیں چاہتی تھی مگر دورائے نے مراقش کے بھید دریافت کر کے والٹر کو پھانس لیا۔ والٹر ڈر گیا کہ کہیں

اس کا بھی لارنشی کا سا حشر نہ ہو ـــــ مگر ماں تریاہٹ میں داماد سے نہیں بولتی ـــــ!"

پھر دلہن اپنے باپ کے ہاتھ میں ہاتھ دئے ہوئے آئی۔ وہ اب بھی گڑیا جیسی معلوم ہو رہی تھی ـــــ سفید گڑیا! ارگن باجہ بجنے لگا عورتیں اسے غور سے دیکھنے لگیں مردوں نے کہا "کیسی حسین ہے" اس کے پیچھے دلہن کی چار خادمائیں آ رہی تھیں سب خوبصورت تھیں۔ اور نوکروں کی بھی کافی تعداد تھی ـــــ مادام والٹر اپنے دوسرے داماد کے ساتھ آ رہی تھی۔ وہ ٹھیک سے چل نہیں پا رہی تھی اس کے پیر لڑکھڑا رہے تھے۔ وہ بہت دبلی ہو گئی تھی اور بیحد ضعیف نظر آنے لگی تھی!

پھر دورائے ایک بوڑھی عورت کے ساتھ آیا۔ وہ بے حد شاندار اور خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ بڑی شان سے چل رہا تھا اور اس کے کپڑے بہت عمدہ تھے۔ اس کے بعد دوستوں اور عزیزوں کی لمبی قطار آئی۔ ساز بجتا رہا۔ گرجے کے دروازے بند کر لئے گئے۔

سوزان اور دورائے گرجے کے اندر جھکے۔ ٹینجرس کے پادری نے آکر شادی کی رسومات ادا کیں۔ مادام والٹر زار و قطار رو رہی تھی اسے سوزان سے ایک طرح کی حسد ہو گئی تھی وہ رقابت محسوس کرنے لگی تھی مگر عام عورتیں کہتی رہیں "دیکھو ماں کو اسے کتنا غم ہے"

پادری نے دورائے کی مدح میں ایک تقریر کی۔ دورائے غرور میں آکر اسے سنتا رہا۔ ایک خدا رسیدہ آدمی اس کی تعریف کر رہا تھا اور

خلق خدا سن رہی تھی۔ اسے محسوس ہوا کہ کوئی طاقت اسے اوپر اٹھا رہی تھی۔ وہ کسان ماں باپ کا بیٹا تھا مگر آج وہ دنیا کے بڑے لوگوں میں سے تھا۔ اسے ماں باپ یاد آئے۔ جب اسے واڈرک کی جائداد ملی تھی تو اس نے انھیں پانچ ہزار فرانک بھیجے تھے اب وہ انھیں پچاس ہزار فرانک بھیجے گا تاکہ وہ ایک جائداد خرید لیں۔

پادری نے تقریر ختم کی۔ ساز پھر بجنے لگا۔ پھر گانے والوں نے گیت گائے۔ معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے خدا کو جورجیس کی خوشی میں شریک ہونے کے لئے بلایا جا رہا تھا۔

پیارے جانی سوزان کے ساتھ دعا کے لئے جھکا وہ اس وقت مذہبی ہوگیا وہ محسوس کر رہا تھا کہ خدا اس پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے ـــــ وہ اپنی بیوی کو لئے ہوئے باہر آیا۔ اب وہ ایک بادشاہ تھا جسے سب لوگ نذرانے پیش کر رہے تھے، وہ ہاتھ ملاتا جھکتا اور کہتا "آپ لوگ بڑے مہربان ہیں"

پھر اچانک اسے مادام ماریلی دکھائی دی اس نے دل میں سوچا "بڑی دلکش محبوبہ ہے۔"

مادام نے آکر مصافحہ کیا۔ دورائے نے اس طرح اس کا ہاتھ دبایا جیسے کہہ رہا ہو "میں تم سے اب بھی محبت کرتا ہوں اور تمہارا ہوں۔"

وہ بولی "ہم پھر ملیں گے موسیئر"

"ضرور مادام!"

اور دونوں کی آنکھوں نے کہا ـــــ "جلد!"

بل امی

لوگ اس کے پاس سے گزرے —— بھیڑ چھٹتی گئی۔

ختم شد

جب طورِ سینا پر کوئی جلوہ طلوع ہوتا ہے تو صحیفے اترتے ہیں اور جب دل کے طور پر طلوع ہونے والا کوئی جلوہ اپنی ہی آگ میں بھسم ہو جاتا ہے تو ایک لافانی ناول وجود میں آتا ہے۔

کچھ جلوے کچھ طور

امیدوں کے جلوؤں اور عزائم کے طور کی داستان ہے جسے جواں سال ادیب حسن اجمل مسرت نے پورے اعتماد کے ساتھ لکھا ہے۔

قیمت ۲ دو روپے

سید اینڈ سید

ٹمپل روڈ کراچی

ہماری آئندہ پیشکش

سمرسٹ ماہم

حسن اجمل مسرت

(زیر طبع)

سید اینڈ سید

ٹمپل روڈ کراچی